راز و نیاز
آپ کا مقام

ارشادات

خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
الحاج حضرت خواجہ
شاہ مُحمّد عارف
قادری چشتی (صابری نظامی)
رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

راز و نیاز
آپ کا مقام

ارشادات

خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
الحاج حضرت خواجہ
شاہ محمّد عارف
قادری چشتی (صابری نظامی)
رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
۶۸-۶۷ اوور سیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸۔ کراچی

Marfat.com

نام کتاب ــــــــــــــ راز و نیاز آپ کا مقام

ترتیب و پیشکش ــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ــــــــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
ذیقعد ۱۴۲۶ھ دسمبر ۲۰۰۵ء	۳۰۰۰

۲۹۷۶۴۲

٤ 16/ /

89735

35

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صَلیّ اللہُ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ اور کُن فَیَکُون کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے مُحبّت کے پیاسوں کیلئے حضور مُرشدِ پاک، شہیدِ بحرِ وفا، بحرِ صبر و محبّت، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، ریحان القلوب، لِسان التصوّف، خواجۂ خواجگان، قطب الاقطاب، الحاج حضرت خواجہ شاہ مُحمّد عارف قادری، چشتی (صابری، نظامی) رحمۃ اللہ علیہ کے مُحبّت کے مضمون پر ارشادات کے چند منتخب اقتباسات کو رازونیاز آپ کا مقام کے عنوان سے بطور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی حقیر کوشش کی ہے اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صَلیّ اللہُ علیہ وآلہٖ وسَلّم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔ میرے

17-05-2010

Marfat.com

پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ اے کرم کرنے والے کریم جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کر لے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلاتے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجیے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں۔ وہ مالک الملک اور خالقِ کل ہیں۔ رحم کرنے والے رحیم اور کرم کرنے والے کریم ہیں۔ دلوں کو پھیرنے والے مقلب القلوب اور عیبوں کو ڈھانپنے والے ستّار العیوب ہیں۔ ان کی ذاتِ پاک تصورِ انسانی سے ماورا اور ان کی صفات لامحدود ہیں۔ یہ ربّ العزّت کا احسان ہے کہ ہم جیسے گنہگار بندوں کو اپنے حبیبِ پاک سے رشتہ جوڑنے کا طریقہ بتایا۔ تعلق پیدا کرنے کی تعلیم فرمائی۔ اس لئے جن بندوں پر یہ فضل ہوا انہیں شکر بھی لازم ہے۔ اے عزیز! ان کا نصیب کچھ کم نہیں، جن کو اللہ جلّ شانہٗ اپنے محبوب پاک کے ذکر کے لئے چن لیں۔ جس کو وہ اپنے محبوب کے ذکر کے لئے چنتا ہے وہ فوراً مقبول ہو جاتا ہے۔ اپنے پسند کی چیز انہی کو دکھائی جاتی ہے جو پسند ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر درود و صلوٰۃ بھیجنے کی توفیق عطا فرمائی، حقیقت میں، انہیں اللہ تعالیٰ نے چُنا، تاکہ ان کے حبیب کا وہ ذکر

Marfat.com

کریں۔ پسند اور مقبول کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پسند دے کر پسند کر لیا جاتا ہے اور قرب کی بھی یہی راہ ہے۔

یوں سمجھ لو کہ اپنی پسند کا ان کو مظہر بنا لیتا ہے۔ پسند کا مظہر بھی پسند ہوتا ہے۔ شیخِ طریقت کسی کی ذات اور صفات کو مقبول نہیں کرتا' بلکہ اس کے اندر اپنی عطا رکھ کر مقبول کرتا ہے۔ اپنی نظر رکھ دے' اپنی صفت رکھ دے یا اپنی طلب رکھ دے۔ جب تک کسی ذات کو اپنی پسند کے ذریعے پسند نہ کیا جائے' اس محبّت میں دوام اور صدق نہیں۔ جو تمہارا بچہ ہے' وہ تمہاری کسی چیز کا مظہر ہے، اسی لئے پیارا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ محبت بے غرض اور بے طلب ہوتی ہے (فی زمانہ مشکل ہے' اللہ رحم فرمائے)۔ مامتا صدّیق ہوتی ہے کیونکہ کوئی ذات اپنے مظہر کی فنا گوارہ نہیں کرتی، اگر مظہر فانی ہے تو شناسائی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار کو اپنا مظہر کل بنایا بلکہ حق تو یہ ہے کہ اپنی کائنات کل پر متصرف فرمایا۔ پھر اس مظہر میں فنا کی گنجائش کہاں ہے۔ باقی کا مظہر باقی رہنا ہے۔ جو ہمیشہ رہنے والا ہے، وہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ اس کا مظہر قائم رہے تاکہ لوگ رسائی حاصل کرتے رہیں۔ ان کی تجلّیات

Marfat.com

کون برداشت کرسکتا ہے۔ اس لئے مظہر کی دائمی ضرورت ہے۔

جن کے دلوں میں اپنا ذکر پیدا کرتے ہیں، وہ ذاکر بھی ہوتے ہیں اور مذکور بھی۔ ابتدا ذاکر ہے، انتہا مذکور ہے۔ رب کی طرف اللہ اللہ پکارتے ہوئے بڑھتے ہیں اور جب قریب ہو جاتے ہیں تو رب انہیں پکار لیتے ہیں "لبیک یاعبدی"۔ دنیا میں بھی جب کوئی دوست آپ کو پکارتا ہے تو آپ اس کو پکارتے ہیں۔ گھر پہنچ کر وہ پوچھتا ہے کہ: "دوست سفر کیسا گزرا۔" پہلے مسافر منزل کو پکارتا ہے۔ منزل پر پہنچ کر منزل کا مذکور ہوتا ہے۔ جن کو اپنے سفر کے لئے رب تعالیٰ مخصوص فرما لیں، وہ زندہ قلب کے مالک ہوتے ہیں۔ زندہ قلب کی غذا نور ہے، نور روشنی ہے۔ روشنی میں ٹھوکر کا امکان نہیں، شک کی گنجائش نہیں۔ زندگی وظیفے پڑھنے سے نہیں ملتی کیونکہ مُردہ کو زندہ کرنا خالقِ کل کا کام ہے۔ جب تک وہی زندہ نہ فرمائیں ناممکن ہے۔ ان کے زندہ کرنے کے بھی ڈھنگ نرالے ہیں۔ کسی دوست کو پردہ بنا کر مُردہ قلبوں کو نظروں سے چھیڑ جاتے ہیں۔ اگر کوئی سویا ہوا ہو اور اسے کوئی جگا دے تو، جاگ

Marfat.com

کر جگانے والے سے پوچھتا ہے:"کیا بات ہے؟" اللہ تعالیٰ جن بندوں پر کرم کی نظر فرماتے ہیں، اپنے کرم کے سبب (علت وہی جانتے ہیں) کسی دوست کا برقعہ بناتے ہیں۔ اُس برقعے کے اندر اس بندے کو چھیڑ دیتے ہیں۔ وہ زندہ ہو کر جو سامنے ہو اسی کو آواز دے گا۔ وہ کہتا ہے "اللہ"، یعنی روح بالمقابل ہے۔ جبھی تو اللہ تعالیٰ پکارتا ہے۔ اس کو جہل اور حیرت کہتے ہیں (یعنی روح مشاہدہ کرے اور قلب پر منکشف نہ ہو)۔ علم اور معرفت اس کو کہتے ہیں جو قلب پر بھی منکشف ہو جائے۔ جس میں ظرف ہوتا ہے، اُسے مشاہدہ بھی کراتے ہیں اور منکشف بھی کرتے ہیں۔ جس میں ہمت نہیں، اسے حجاب کے اندر مشاہدہ کراتے ہیں۔ روح مشاہدے میں ہوتی ہے، اس کو خبر نہیں۔ بزرگانِ دین کا قول ہے کہ رُوحیں دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتی ہیں اور ان کے جسم کو خبر نہیں ہوتی۔ وہ جمال سے بھی مستفید ہوتی ہے اور کیف و سُرور بھی لوٹتی ہیں۔ جب قلب پر منکشف ہونا شروع ہو، تو جسم بھی حاضر ہوتا ہے۔ جہل اور حیرت کی مثال ایسی ہے کہ کوئی راہ بڑی پُرخطر ہو اور نابالغ بچہ ضد کرے کہ ساتھ جانا ہے،

Marfat.com

باپ محبت کی وجہ سے نہ نہ کر سکے تو بچے کو کندھے پر بٹھا کر چادر اوڑھ لیتا ہے۔ سفر خود کرتا ہے منزل پر جا کر چادر ہٹا دیتا ہے۔ بچے کے جسم میں تھکن نہیں ہوتی، نہ راستے کا خوف ہوتا ہے لیکن منزل تو پوری طے کر چکا ہوتا ہے جتنی باپ نے کی، طے کرنے کے بعد بھی نہیں بتا سکتا کہ کیا منزل طے کی۔ دنیا میں سخا کا عالم یہ بھی دیکھا کہ سائل کسی سخی کے در پر صدا دے اور سخی کہتا ہے دامن بڑھا۔ سائل کہتا ہے دامن نہیں رکھتا۔ سخی لباس بھی دیتا ہے جس میں دامن ہوتا ہے یا کاسہ دیتا ہے کیونکہ سخا کی فطرت کے خلاف ہے کہ سائل کو مایوس لوٹا دے۔ اس بندے کے لئے عافیت پیدا کر دیتے ہیں، یعنی اس کی ہمت کے مطابق سفر طے کرتے ہیں۔ منزل پر جا کر حجاب اٹھتا ہے تو اسے حیرت ہوتی ہے۔ اہلِ ظاہر کو طلبِ دولت مبارک۔ اہلِ دل کو طلبِ جمال محمدؐ مبارک۔ غمِ دُنیا میں رونے والی آنکھ، فراقِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں رونے والی آنکھ کو نہیں سمجھ سکتی۔ جو آنکھ ہجرِ محمدؐ میں روئی، وہ بانصیب، بامراد اور مبارک ہے۔ اگر کسی ماں کا بچہ بازار میں ماں کے فراق میں رو رہا ہے، اے عزیز! اس

Marfat.com

کی ماں کو کوئی جا کر یہ خبر دے دے کہ تیرے بچّے کو روتے دیکھا ہے، ماں گھر چھوڑ کر بھاگتی ہے کہ بچے کو زیادہ رونا نہ پڑے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو امّت سے ۔ے گنا ماممتا ہے۔ انہیں خبر کے لئے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں۔ جو ہجرِ رسول میں آنکھ روتی ہے' اس کا دربارِ رسول میں انتظار ہوتا ہے۔

جو عاشق جدائی میں روتا ہے' ایک دن دستِ کرم سے تسلّی پاتا ہے اور جمالِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹھنڈک پاتا ہے۔ یہ پاک نام زبان پر آتے ہی انسان پاک ہوجاتا ہے۔ انہونی ہونے لگتی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ محروم فرماتے ہیں، انہیں نہ تو حبیبِ پاک پر درود بھیجنے دیتے ہیں، نہ فراق کا احساس دیتے ہیں اور نہ سفر میں قدم ڈالنے کی اجازت دیتے ہیں۔

یہ تو کرم جانو معبود کا کہ باوجود گناہوں کے یہ کرم فرما دیا کہ ہم کو سفر اختیار کرنے کی توفیق بخش دی۔ زبان کو درود بخش دیا، کچھ آنکھ میں نمی بخش دی' کچھ دل میں سوز بخش دیا۔ یہ وہ سامان ہے کہ جب حاصل ہوتا ہے تو قیمت پتہ نہیں چلتی اور منزل پر اس کی قیمت قائم کرنا مشکل ہوجائے گا۔ درود پڑھنے کی عادت ڈالو۔ جس کی عادت ڈالو گے، اس کے ہاں مقبول ہوجاؤ گے۔ جبرائیل علیہ السلام سیرِ دنیا

Marfat.com

کو گئے، واپس آکر بولے: اے مولا ہر ایک کو تیرے گمان کے مطابق آپ کے ذکر میں مشغول پایا مگر آپ کیا کرتے ہیں۔ فرمایا جبرائیل، میں اپنے حبیب پر درود بھیجتا ہوں۔ رب کی عادت اختیار کرلی تو دوری کہاں رہے گی۔

عجیب بات ہے اہلِ ظاہر، اہلِ دنیا کو اگر کوئی دل میں رکھ لے، تو اس کا تصوّر تو ہے مگر وہ بے چارہ ساتھ نہیں ہے۔ اہلِ دنیا کتنی بھی بڑی دولت اور طاقت کا مالک ہو، لیکن اس میں قوت نہیں کہ تیرے ساتھ رہے۔ کیا بتاؤں، اہلِ عشق کی داستان، ان کو دل میں بھی نہ رکھے، صرف صدق اور محبت سے پکارے، ساتھ پائے گا اور اگر دل میں رکھ لے تو تنہائی کا غم ہی نہیں، جب چاہے بات کرے۔ اہلِ عشق کی محبت سکون کا خزانہ ہے۔ اہلِ حضور کی محبّت مغفرت کا پروانہ ہے۔ اے عزیز! اہلِ دل کی نظر کی ابتداء بھی اور انتہا بھی، جسے اہلِ دل کی نظر مل گئی، وہ اس عالم سے بھی باخبر ہو گیا اور جسے اہلِ دل کی نظر نہ ملی، وہ حیات سے بے خبر رہا۔ کیا بتاؤں، یہ غلام پروانے ایسی ذات کے ہیں (یعنی محبوبِ کبریا) جن کی ایک ہلکی سی مسکراہٹ میں ایک عالم کی بخشش ہو گی۔ لب نہیں ہلیں گے کہ ملمغفرت

Marfat.com

ہو جائے گی۔ محبوب بولنے بھی نہ پائے گا کہ مراد اس کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ اگر اولاد محبوب ہو جائے، تو اس کے چہرے کے تاثرات سے دنیا والے پیسے دے دیتے ہیں۔ تو میرا رب اپنے محبوب کے لئے کیا کرے گا؟ میرے سرکار کی جدھر نظر اُٹھے گی، محاسبہ نہیں فرمائیں گے۔ محبوب کی حدِ نظر تک مغفرت فرمائیں گے۔ محبت کے ساز کے دو رنگ ہیں۔ جب بجتا ہے، ہوش لیتا بھی ہے اور ہوش دیتا بھی ہے۔ بڑی عجیب بات ہے اس ساز کی۔ بے قراری کے پردے میں قرار ہے اور جمود کے پردے میں بڑا عظیم سفر درپیش ہے۔ ہر گیت کی تکرار اس کی لذت کھو دیتی ہے، لیکن یہ محبت کا گیت ایسا ہے کہ اس کو جتنی بار چاہے گائے جاؤ، ہر بار ایک نئی لذّت، ایک نیا کیف، ایک نیا قرار، ایک نیا سکون حاصل ہوگا۔ ماں باپ کی محبت بھی نصیب والے کو ملتی ہے۔ اس زمانے میں فقیر سوچ سمجھ کر اپنی وضع قائم کرتا ہے۔ ارادہ کرتا ہے۔ رب سے منظوری لے لے۔ پھر نہ رتی اِدھر ہوتا ہے نہ اُدھر۔ جس چیز کی منظوری مل جاتی ہے، پتھر سے بھی نکلتا ہے اور ملتی ہے۔ جب منظوری نہ ہو، کچھ ملتی نہیں۔ جو خود طلب کرتا ہے، وہ خود

Marfat.com

خوشامد کرتا ہے۔ دنیا والے دولت کی طلب رکھتے ہیں، دولت کی خوشامد کرتے ہیں۔ اہلِ محبّت رب کے طالب ہیں، دولت ان کی خوشامد کرتی ہے۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، جس کی تعریف
کا بیان ناممکن ہے اور جس نے ہم پر احسان فرمایا کہ اپنے
بندوں کو اپنی معرفت پہچاننے کے لئے اپنے محبوب پاک
کو عطا فرمایا اور جس نے معرفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
حاصل کرنے کے لئے اور ادبِ رسول کی منازل طے کرنے
کے لئے شیخ طریقت عطا فرمایا۔ بے شک اللہ اپنے رازوں
کے مالک ہیں اور انہوں نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو
محروم نہ فرمایا۔ جس کا جیسا ظرف دیکھا ویسا ہی عطا فرمایا۔
گل کو شگفتگی عطا فرمائی۔ بلبل کو نالہ عطا فرمایا۔ چراغ کو
روشنی عطا فرمائی۔ پروانے کو ایثار عطا فرمایا۔ بہر صورت
ہر حال میں اپنی مخلوق کو محروم نہ فرمایا اور کچھ نہ کچھ عطا فرمایا۔
اللہ اور اس کے حبیب پاک پر ایمان لانے والے لوگوں
کو دو گروہوں میں تقسیم فرما دیا۔ ایک اہلِ ظاہر یعنی اہلِ
عقل۔ ایک اہلِ دل، یعنی اہلِ عشق۔ اہلِ عقل میں سے
جو پسند آگیا اس کو علم عطا فرما دیا اور اے عزیز! ایک

Marfat.com

وہ بھی ہیں جن کے دل پسند آجاتے ہیں تو ان کو محبّت عطا فرماتے ہیں ۔ علم کی دو حالتیں ہیں ۔ ایک لذت، ایک حکمت۔ محبّت کے بھی دو احوال ہیں ۔ ایک حال، ایک مقام ۔ جس طرح اہلِ علم پہلے کلام کے معنی کرتے ہیں، پھر فکر اختیار کرتے ہیں، پھر حکمت کو پہنچ جاتے ہیں ۔ یعنی وہ کلام میں جو خیر پوشیدہ ہوتی ہے، اس تک پہنچ جاتے ہیں ۔ اہلِ محبّت کا بھی عجب راز ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو محبّت عطا فرماتے ہیں تو کائنات کے ہر ذرّے میں ان کے جلوؤں کو دیکھتے ہیں اور ان کے جلوؤں کے مشاہدے کا احساس کرتے ہیں ۔ جو لطیف ہیں، ان کو محسوس کرتے ہیں اور جو وجود میں ہیں، ان کو عین سے دیکھتے ہیں ۔ جن جلوؤں کو محسوس کرتے ہیں، اُن سے روح میں ایک کیف، ایک وجد، ایک حال، ایک لذّت، ایک گونا گوں بے خودی سی ہوتی ہے ۔ اس کو چشمِ محسوسات سے مشاہدہ کرتا ہے اور احساسات میں ان کی لذّتیں بسا لیتا ہے ۔ اس کو کہتے ہیں حال ۔ ہر احساس بندے کو ایک حال میں مبتلا کر دیتا ہے ۔ کوئی ملذّذ ہو کر خاموش ہو گیا ۔ کوئی لذت میں بہکنے لگ گیا، کوئی ہنسنے لگا، کوئی رونے

Marfat.com

لگا۔ کوئی لذت میں مبتلا ہو کر طلب میں شدید ہو گیا۔ کوئی صابر ہو گیا، کوئی شاکر ہو گیا، کوئی قانع ہو گیا، کوئی حریص ہو گیا۔ اے عزیز! ہر رنگ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتے ہیں۔ اے عزیز! یہ حال ہر شخص کے ظرف کے مطابق ہوتا ہے۔ کبھی بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ آسمان سے ابرِ باراں برستی ہے، تو زمین متحمّل ہوتی ہے اور سبزہ زار ہو جاتا ہے۔ کبھی بارش کی زمین متحمّل نہیں ہوتی، جو پیٹ میں ہوتا ہے، بہتے پانی کے سپرد کر دیتی ہے۔ کرم یہ بھی ہے اور کرم وہ بھی ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت اگر جوش میں ہوتی ہے، تو پھر اس کی فطرت عطا ہی عطا ہے اور عطا کے وقت حساب و کتاب نہیں ہوتے۔ اعمال نہیں گنے جاتے۔ گدا کا نسب نہیں دیکھا جاتا۔ رحمتِ گدا کی وجہ سے جوش میں نہیں آتی۔ اس ذاتِ پاک میں کبھی کبھی یہ جذبہ موج میں ہوتا ہے کہ بنجر سیراب ہو جاتے ہیں، خفتہ دل بیدار ہو جاتے ہیں، بیدار قریب ہو جاتے ہیں، اور قریب صاحبِ حضور ہو جاتے ہیں۔ کبھی رحمت کے جوش کی علّت ہوتی ہے، کبھی نہیں ہوتی۔ جس طرح حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ پر بیتی۔ آپ شراب خوب

Marfat.com

پیتے تھے، نشے میں دھت نکلے۔ کاغذ کے پرزے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کیچڑ میں پڑا تھا۔ سوچا کہ میرے جیسے شرابی کے لئے یہ مقام رہنے سہنے کو، اور جس نے پیدا کیا، جو پاکیزگیوں والا ہے اس کا نام کیچڑ میں۔ چوما، گھر لے آئے، عطر میں بسایا اور اونچے مقام پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آ گئی۔ دوست سے کہا: "جاؤ بشر حافی کو میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ تم نے میرا نام کیچڑ سے نکالا، میں نے تمہیں گناہوں کی گندگی سے نکال دیا۔" جس جہت سے احسان ہو، اسی جہت سے احسان کا جواب دیا جائے، یہ احسان کا حق ہے۔ اللہ نے فرمایا: "تم نے میرا نام بلند کیا، میں نے تمہارا نام بلند کیا۔" اندر سے پیغام بھیجا کہ آپ راستہ بھول گئے ہیں، یہ بشر شرابی کا مکان ہے۔ دل میں آپ کانپ اٹھے اور کہا: "اے اللہ! آج دوست کے سامنے پردہ رکھ لے تو میں توبہ کرتا ہوں۔" دنیا والے بھی جب بچوں کو نئے کپڑے پہناتے ہیں، تو پہلے غسل دیتے ہیں، پھر کپڑے پہناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کے باطن کو نوری کرنا چاہتے ہیں، سب سے پہلے اس کو توبہ کی توفیق دیتے ہیں۔ توبہ سے عالم یہ ہوتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر

Marfat.com

کرم کی واردات کرتے ہیں۔

حضرت بشر حانی توبہ کر کے اندر سے باہر آئے: "کہا کیسے زحمت فرمائی؟" کہا: "اللہ تعالیٰ نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اے کیچڑ سے میرا نام نکالنے والے اور بلندی پر رکھنے والے، ہم نے تمہیں غلاظتوں سے پاک کیا اور اپنا دوست بنالیا۔" قلب پر تجلی ہوئی، ننگے پاؤں تھے۔ اسی حال میں نکل گئے، اسی لئے بشر حافی کہتے ہیں۔ کبھی دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور کنارے والے کو نوازتا چلا جاتا ہے۔ ایک اہلِ محبت کو مقام عطا فرماتے ہیں۔ مقام نام ہے، عاشق و معشوق کی خلوت کا۔ اس کی انتہا معراج تھی جو اللہ تعالیٰ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ غلاموں کو ظرف کے مطابق وہ خلوت عطا فرمائی۔ استغراق، مراقبہ، محویت، یہ سب خلوت ہیں۔ جیسے مقام ملیں، ویسے ہی راز و نیاز ہوتے ہیں۔ براتی نکاح تک سارے مقام دولہا کے جانتے ہیں۔ خلوت کی بات دولہا جانتا ہے یا دلہن۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے راز دیئے، وہ خبر پا کر پھر دنیا سے بے خبر ہو کر پھرے۔ ان کے راز انہیں تک رہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو راز نہیں دیتے، جو راز اُگل دیں۔ احوال بھی

Marfat.com

اللہ جلّ شانہٗ کا کرم ہے اور مقام بھی کرم ہے۔ جو شکرِ نعمت ادا کرتے رہیں گے، ان کو مقام بھی حاصل ہو جائے گا۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں۔

پچھلی صحبتوں میں بندہ نے کچھ اہلِ ظاہر اور اہلِ دل کے بارے میں عرض کیا تھا۔ اے عزیز! جن کے ظاہری اعمال پسند آجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر کے رہبر کو تندرستی عطا فرما دیتا ہے اور ظاہر کی رہبر عقل ہے، یعنی اس کی عقل میں سلامتی عطا فرما دیتے ہیں۔ اگر عقل میں سلامتی نہ ہو تو انسان کو ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے اور جن کے دل پسند آجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو عشق عطا فرما دیتے ہیں۔ عشق ایسا نور ہے جس میں وہ خود بھی اور اس کی منزل بھی اس پر ظاہر ہو جاتی ہے، یعنی روشنی میں آگے پیچھے، دائیں بائیں کی چیز نہیں چھپتی۔

اے عزیز! آگ تو انہی کو عطا فرماتے ہیں، جن میں جلنے کی ہمّت ہوتی ہے۔ پھل اس شجر کو عطا فرماتے ہیں، جس میں پتھر سہنے کی طاقت ہوتی ہے۔ سایہ اس درخت کو عطا فرماتے ہیں، جس میں دھوپ میں جلنے کی قوّت ہوتی ہے۔ اہلِ دل

89735

Marfat.com

کے پاس ایمان کا پھل ہے۔ ان کی ذات پر بھی پتھراؤ ہوتا ہے۔
اہلِ دل پتھر کھاتے ہیں اور دُعا دیتے ہیں۔ کہتے کچھ نہیں۔
ان کے عجیب مقام ہیں۔ رسولِ پاک کی خدمت میں ایک
صحابی نے عرض کی کہ: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے آپ
سے محبت ہے"۔ آپ خاموش رہے۔ تین بار عرض کی۔ آپ
نے ارشاد فرمایا۔ "قسم ہے مجھے ربّ العزت کی، میں تجھے قتل
کروں گا"۔ ہر محبت عاشق کو اپنے حال کا زندہ کرتی ہے اور
دوسرے حال کا مُردہ کرتی ہے۔ جن کو اللہ کریم اپنے حبیب پاک
کی محبت دے دیں، وہ حالِ دنیا کے مُردہ اور حالِ آخرت کے
زندہ ہوتے ہیں۔ جتنے زیادہ سُروں کے راگ الاپتے ہوتے
ہیں، اتنا ہی گویا لکڑی کو چھید تا ہے۔ پھر لب سے چومتا اور
پھر گیت گاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن بندوں کے دل کے ساز
پر کچھ سُننا چاہتے ہیں، ان کے دلوں کو توڑ دیتے ہیں اور
جتنا توڑتے ہیں، اتنے ہی سروں کے راگ اس پر الاپتے
ہیں۔ ذکر سے شروع ہو کر سلطان الاذکار تک پہنچتا ہے،
یعنی بال کی ایک ایک جڑ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے
وہ کچھ اور سننے کی ضرورت نہیں رکھتا۔ رب سے بڑھ
کر حسین کون ہے، ان سے بڑھ کر راگ الاپنے والا کون

Marfat.com

ہے ؟ کوئی شیر کے متعلق سُنتا رہے کہ شیر ایسا ہوتا ہے، ایسی کھال ہوتی ہے تو وہ سُن سُن کر عاشق ہو جائے اور عشق میں شیر کی تلاش میں نکلے لیکن جب شیر کو دیکھ لے تو ایک قدم آگے نہیں بڑھنا۔ جمالِ حقیقی میں بارگاہ کے دروازے تک جب پہنچتے ہیں تو نصیب والا ہی آگے قدم بڑھاتا ہے۔ ایک ادا پر نوازتے ہیں اور ایک حرکت پر اندھیرے میں لے آتے ہیں۔ بڑا پُر خطر اور با ادب مقام ہے۔ ہر انسان کا ظرف وہی ہے، جو اس کے دل میں بستا ہے۔ دنیا کی محبّت ہے تو محدود ہے۔ رب کی محبّت ہے تو لامحدود ہے۔ بندے کو برقعہ بناتے ہیں، خود مخلوق کی آوازیں سنتے ہیں اور خود نوازتے ہیں، خود سنتے ہیں، اسی لئے یہ بندے مخلوق کے قصّے سُن سُن کر گھبراتے نہیں لیکن ان کے دل کو ٹھیس لگانا غضب ہے۔ محبت اندھیرے کو نور سے، معرفت کو قرب سے اور قرب کو حضور سے بدل دیتی ہے۔ اس راہ میں نامرد وہ ہے، جو سختیٔ زمانہ سے گھبرا کر محبت ختم کر دے۔ حقیقت میں اسے محبت ہوئی نہ تھی۔

ایک شخص نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "اپنا دین واپس لے لیجئے، نہ مال رہا، نہ اسباب، نہ بیوی، نہ بچے

Marfat.com

رہے۔ سوائے افلاس، یاس اور حرماں کے کچھ نہیں"۔ ارشاد فرمایا۔ دی ہوئی چیز واپس نہیں لی جاتی۔ میری محبت اس وقت تک واپس نہ ہوگی جب تک تیری راہ روشن نہ کرے، تیری جان و مال کو صاف نہ کرے"۔ یہاں مسئلے مسائل سے قبولیت نہیں، یہ تو اداؤں کا میدان ہے۔ یا اداؤں کا شکار ہونا ہے، یا اداؤں کا شکار کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر عرض کرنے لگے۔ "باری تعالیٰ! میری کون سی چیز آپ کو پسند ہے"۔ فرمایا کہ: "اے کلیم اللہ! ہمیں تو آپ کے بچپن کی ایک ادا پسند ہے یعنی تیری ماں تجھ کو مارتی تھی، تو مار کھا کر بھی اسی گود میں آتا تھا"۔ مار کھا کر اس گود میں جاتا ہے جس گود کی حقیقت ظاہر ہو یا جس کی محبت پر یقین ہو۔ سعادت مند اولاد ماں کے طمانچے کھا کر بھی شاکی نہیں ہوتی۔ ایک وقت دودھ دینا محبّت کا کمال ہے، ایک وقت دودھ چھڑا دینا محبّت کا کمال ہے۔ اہلِ محبّت خواہشات کی ناکامیوں کا گلہ نہیں کرتے۔ اوّل تو مانگتے نہیں، اگر مانگتے ہیں تو حق سمجھ کر نہیں مانگتے، عطا ہوتا ہے تو اپنے عمل کا ثمرہ نہیں سمجھتے۔ اگر نہیں عطا ہوتا تو اسے اپنی خطا سمجھتے ہیں یا اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ محبّت محبوب کی بارگاہ کی سائل ہے اور جہان کی معطی ہے۔

Marfat.com

جن کے دلوں میں رب محبت دیتے ہیں، وہ رب سے مانگتے ہیں اور مخلوق کو عطا کرتے ہیں۔ اِس عالم میں بھی عطا کرتے ہیں اور اُس عالم میں بھی عطا کرتے ہیں۔ اہلِ دنیا کی دولت اِس عالم میں بھی ناکافی ہے۔ محبت کی دولت وہ دولت ہے، جو عالم اور موسم کی محتاج نہیں ہے۔ یہ عطا کرتی ہے، تو سائل کو سوال کرنے کی نوبت نہیں آنے دیتی۔ سائل کے حال پر عطا کر دیتی ہے۔ یہ بانٹنے سے گھٹتی نہیں۔ محبت غیر کے در پر جانا شرک سمجھتی ہے۔ جو محبوب کی بارگاہ کی طرف قدم اٹھا وہی عرفان کا مقام ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام طور پر پہنچے۔ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ عرض کی "باری تعالیٰ اپنے مقبول بندے کی زیارت کرا دیجئے"۔ ارشاد ہوا فلاں مقام پر جاؤ۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ سر میں زخم ہے، جسم سے پیپ بہہ رہی ہے۔ واپس ہونے لگے۔ ان بزرگ نے کہا، "موسیٰ زیارت کی تڑپ بھی تھی اور واپس ہو رہے ہو"۔ موسیٰ نے پوچھا، "میرا نام کیسے معلوم ہوا؟" کہا: "اِس نے بتایا ہے جس نے آپ کو بھیجا ہے"۔ فرمایا: "یہ کیا حال ہے؟" کہا: "جو عاشقوں کا ہوا کرتا ہے"۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ

Marfat.com

جو سلوک آخرت میں دشمنوں سے کریں گے، وہ سلوک دنیا میں دوستوں کے ساتھ کرتے ہیں"۔ ماں جب بچّے کے حسن کو سمجھتی ہے، تو منہ دھونے کے بعد کالا کر کے باہر بھیجتی ہے خود کالا کرتی ہے، کوئی اور کالا کرے تو بات سمجھ میں آ جائے۔ وہ چاہتی ہے کہ نظرِ بد سے محفوظ رہے۔ رب اس لئے دکھ دیتے ہیں کہ یہ بندہ رغبتِ دنیا میں پڑ کر مجھ سے جدا نہ ہو جائے۔ اس کا اعتبار دنیا والوں میں ہونے نہیں دیتے اور پٹائی ہوتی ہے، تو خبر نہیں لیتے۔ وہ رب کو پکارتا ہے، پھر اُسے پکار سے محروم نہیں ہونے دیتے۔ اگر گریہ پسند آ گیا تو گریہ میں رہے گا۔ اگر پکار پسند آ گئی تو روز توڑیں گے اور روز آہیں سنیں گے۔

حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی باری تعالیٰ ان عالموں کی سیر کرا دیجئے۔ (یہ وہ ذاتِ پاک ہیں جو خواجہ حسن بصری کے ہاتھ پر بیعت ہیں۔ ان کے بغیر خواجہ حسن بصری کچھ کہتے نہیں تھے۔ فرماتے تھے رابعہ ہے نہیں تو سناؤں کس کو)۔ حکم باری تعالیٰ ہوا، "رابعہ تاب نہ لا سکو گی"۔ کہا نظرا ٹھاؤ۔ دیکھا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ ارشاد ہوا، "یہ ہمارے عاشقوں کے آنسو ہیں جو ہماری یاد میں تڑپتے

Marfat.com

رہتے ہیں ہم انہیں سمیٹ لیتے ہیں"۔ محبوب سے نسبت رکھنے والی چیز محبوب ہے۔ جس راہ سے گزر گیا وہ بھی محبوب ہے، ہر جہت محبوب ہے۔ پھر حضرت رابعہ نے نظر اٹھائی، تو دیکھا خون کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ ارشاد ہوا: "یہ وہ لوگ ہیں جو جگر کا خون پیتے رہے، پھر بھی اس خون کے قطرے ہم تک نہ پہنچے۔ مگر ہم نے محفوظ کر لئے"۔ پھر نظر اٹھائی تو دیکھا دھواں ہے۔ ارشاد ہوا: "یہ ہمارے عُشّاق کی آہیں ہیں جو ہمارے فراق میں کھینچتے ہیں اگرچہ ہم تک نہ پہنچے، پھر بھی ہم نے وہ آہیں محفوظ کر لی ہیں"۔ پھر نظر اٹھائی تو ہڈیوں کے ڈھانچے دیکھے۔ کہا: "یہ ہمارے عُشّاق کا جسم ہے، جو ہماری محبت کی آگ میں سب کچھ جل گیا"۔ عرض کی: "باری تعالیٰ حجاب ڈال دیجئے مجھ میں برداشت نہیں"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وہ بزرگ کہنے لگے "میری دو خواہشیں تھیں۔ ایک پوری ہو گئی کہ زیارتِ موسیٰ کروں، دوسری تمنا یہ ہے کہ چشمے کا ٹھنڈا پانی پلا دو"۔ موسیٰ علیہ السلام پانی لینے کے بعد واپس آئے، تو دیکھا شیر نے چیر پھاڑ دیا۔ طور پر تشریف لے گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا: "اس نے ہماری محبت میں شرک کیا۔ ہماری زیارت کے بعد تمہاری

Marfat.com

زیارت کی تمنا کی تھی۔ پھر جو ٹھنڈا پانی آپ سے مانگا۔ کیا ہم دینے پر قادر نہیں تھے۔ ہم سے کہتا، ہم چشمے کو حکم دیتے اس کے قدموں سے جا لگتا۔" (اہلِ ظاہر میں یہ ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام گندم کھا کر جنت سے باہر آ گئے۔ جو پہلی نافرمانی ہوئی اس کے لئے جال بچھایا گیا تھا۔ جب سیّدنا آدم نے کہا کہ کوئی سکون دے دیجئے، رب کی غیرت جوش میں آ گئی کہ ہم سے بڑھ کر بھی اسے کسی سکون دینے والے کی تلاش ہے۔ عاشق یہ گوارا نہیں کرتے۔ (وَاللہُ اعلمُ بالصّواب)

اہلِ محبت نہ غیر کو دیکھتے ہیں، نہ غیر سے مانگتے ہیں۔ یہ نیک و بَد، دونوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اہلِ ظاہر میں جزو نظر آتا ہے۔ اہلِ دل کی محفل میں کُل نظر آتا ہے۔ اہلِ دل کا دیکھنا کُل کا دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عطا ہے ان بندوں پر۔ یہ محبوب کی رضا کے شیدائی ہوتے ہیں۔ خواہش و ارمان کو کچل کچل کر مارتے ہیں اور ان کی تجہیز و تکفین کرتے رہتے ہیں۔ جتنی خواہشات مریں گی، اتنا ہی پاک ہوگا۔ جتنا پاک ہوگا اتنا ہی پاک کی بارگاہ میں مقبول ہوگا۔ میرے شیخ کی صحبت میں کوئی دولت مانگنے آیا، کوئی کچھ، لیکن رب نے طلب بدل ڈالی۔ جب

Marfat.com

وہ بدلہ لینے پر آتے ہیں، تو خود ہی پاک کر لیتے ہیں؛ جب وہ بدلتے ہیں تو پاس بُلا لیتے ہیں۔ جب بندہ جانا چاہتا ہے، تو منزل اور راستہ پوچھتا پھرتا ہے۔ جب وہ بلاتے ہیں، تو منزل استقبال کو چلی آتی ہے۔ وہ روتا ہے؛ اس کو سبب معلوم نہیں۔ نابالغ بچے کو پتہ نہیں ہوتا ماں کیوں نہلا رہی ہے۔ جب رب نہلاتے ہیں، تو نفس گھبرا رہا ہوتا ہے۔ اس کا اپنا نفس بھی گھبراتا ہے اور دیکھنے والوں کا نفس بھی گھبراتا ہے؛ کیونکہ ناپاک، پاک کو کب پسند کرتا ہے اور کون مرنا چاہتا ہے۔ گریہ نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔ پاک دل میں اللہ تعالیٰ نے نور عطا فرمایا ہے؛ یعنی نور کا لباس عطا کیا ہے۔ وہ نور اپنے رب کو پکارنے لگتا ہے۔ اسے کہتے ہیں کہ ذکر پیدا ہو گیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تشریف لے جا رہے تھے، ایک شخص جسم خمیدہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "خشوع و خضوع دل سے ہے۔ ربّ حسین و جمیل ہے۔ ان کے حبیب حسین و جمیل ہیں"۔

ایسے بھی بزرگ ہیں، جنہوں نے جمال نہیں دیکھا۔ یہ مقام ادب ہے۔ اپنے اعضاء کو قابو میں

Marfat.com

رکھو۔ حسین تو حسین ہی بنتا ہے۔ خراب تھوڑا ہی کرتا ہے۔ شکل بگاڑنے سے کرم نہیں ہوتا۔ جب وہ شکل تبدیل کریں گے تو تمہیں دیکھ کر لذت طاری ہو جائے گی۔ میرے حضرت بڑے پردہ پوش ہیں، ان کا ظرف بڑا وسیع ہے جان بوجھ کر خاموش رہتے ہیں۔ اللہ کی رحمت حسن پر نثار ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خوش آواز اور باادب مقبول ہوتے ہیں۔ جان بوجھ کر شکل نہ بگاڑو۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں۔
اللہ جل شانہ نے یوں تو بندے کے ہر سانس پر ایک نعمت کا ورود فرمایا اور کوئی سانس ایسا نہیں جس پر رب کی عطا نہ ہو۔ یہ شانِ ربوبیت کی یکتائی ہے جہاں متقیوں پر دروازے کھولے وہاں گنہگاروں پر بھی بند نہ فرمائے۔ ہر ایک کو ظرف کے مطابق عطا فرمایا۔ کسی کو محروم نہ فرمایا۔ لیکن یہ میرے رب کی شان تو دیکھو کہ ساری نعمتیں عطا فرمانے کے بعد بھی احسان نہ جتایا۔ ایک ایسی نعمت ہے جس کو بھیجنے کے بعد احسان جتایا۔ جب حضور پُرنور محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا، تو بندوں پر احسان فرمایا کہ ہم نے تم میں رسول بھیجا۔ اس احسان کو جتانے کا مطلب یہ ہے کہ رب یہ چاہتا ہے کہ کہیں اس احسان سے غفلت نہ برت جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ مخلوق بے خبری میں ماری جائے اور میرا غیظ و غضب بھڑک اٹھے۔ اسی لئے بندوں کو بیدار کیا کہ ایک اس احسان کا شکر ادا کرو اور ایک اس سے فائدہ

Marfat.com

اٹھالو اور اپنی دین و دنیا بنالو۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ نے اس احسان کو پہچاننے والوں کو بھی دو گروہوں میں تقسیم کیا۔ ایک اہلِ ظاہر اور دوسرے اہلِ دل۔ اہلِ ظاہر یوں پہچانتے ہیں کہ اقوالِ رسول میں سے ایسے چھانٹ لیتے ہیں جو نفس پر گراں نہ گزریں اور نفع کثیر ہو۔ یعنی دنیا کی لذت بھی اٹھائیں اور جنت بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ کافر بھی نہ بنیں اور مسلمان بھی رہیں۔ ایک اہلِ دل ہیں۔ اے عزیز! یہ تو رب کو حسین و جمیل جان کر اس راہ میں قدم رکھتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ اس کا کلام، افعال، اقوال، سب حسین ہیں۔ ہر جہت میں رب حسین ہے جب شمع روشن ہوتی ہے تو اس کی ہر جہت میں روشنی ہے۔ اے عزیز! یہ اہلِ عشق ہیں اور محبّت کا مقصود جمالِ یار ہوتا ہے۔ اس کا اشتغال ادائے یار ہوتی ہے۔ اہلِ دل نے تو حبیبِ پاک کو حسن کی وادی میں جانا اور پہچانا۔ وہ تو نثار ہو کے رہ گئے۔ ایک روشن چراغ سرِ راہ پڑا ہے۔ مسافر اس کی روشنی سے واسطہ رکھتا ہے، ذات سے نہیں۔ ایک کو سفر در پیش نہیں۔ بلا طلب جاتے ہوئے راہ میں مل گیا اس سے دامن بچا رہا ہے کہ کہیں میلا نہ ہو جائے اور

Marfat.com

پھر تنقید کر رہا ہے کہ یہ چراغ یوں ہوتا۔ ایک وہ ہے جو پروانہ ہے، جان لئے پھرتا ہے اور اسے قربان گاہ کی ضرورت ہے۔ شمع کے جمال کو دیکھ کر نثار ہوتا ہے۔ محبت لغت کے معنی ہیں مسافر ہے۔ عجیب قسم کا مسافر ہے۔ دیکھنے میں مقیم بھی ہے اور مسافر نظر آتا ہے۔ اس کی ابتداء اے عزیز! نظرِ یار سے ہے اور انتہا بھی نظرِ یار سے ہے۔ ایک نظر اٹھتی ہے، شکار کر لیتی ہے اور دوسری نگاہ یار کی اٹھا کے دل میں رکھ لیتی ہے۔ بس اتنا سا سفر ہے۔ ان کے عجیب عالم ہوتے ہیں، ان کی زبان پر گِلے شکوے نہیں آتے۔ محبوب کے وجود میں جفاء اور شر کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ وہ تو سوائے محبوب کی حمد و ثناء کے اور کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ ایک وہ ہیں جن پر کرم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک کی زیارت ہوئی اور نثار ہو گئے۔ ایک وہ ہیں جن کی روحیں نثار ہو کے اُتریں، گو ان کے جسم کو احساس نہ ہوا۔ ایسی روحیں سرکار کے ظہور سے پہلے بھی عالمِ دنیا میں آئی تھیں۔

ایک بادشاہِ طوبیٰ، ایک دفعہ مکّے آیا۔ مکّے کے لوگوں نے اس کی شان و عظمت کا خیال نہ کیا۔ وہ پوچھتا ہے،

Marfat.com

یہ لوگ کتنے بے مروت ہیں۔ لوگوں نے کہا، ان کے دلوں میں کعبے کی عظمت ہے اور کسی کی عظمت کی گنجائش نہیں۔ اس وقت کعبہ میں بُت تھے، بادشاہ نے کعبہ ڈھانے کی قسم کھائی، گھر آکر بیمار پڑ گیا۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ وزیر نے کہا: "یہ بیماری نہیں، قہرِ الٰہی ہے۔ شاہی عظمت کو بھول کر عجز و انکساری میں ڈوب جا اور بدنیّت سے توبہ کر لے۔" بادشاہ نے کہا: "یہ تو میں کر لوں گا، لیکن اگر شفا نہ ہوئی تو تیرا کیا حشر ہوگا؟" وزیر نے منظور کر لیا۔ بادشاہ نے کعبہ پر غلاف چڑھانے کی نیت کر لی۔ تندرست ہو گیا۔ غلام لے کر دھوم دھام سے کعبے گیا، پھر ۴۰۰، ۵۰۰ علماء کو لے کر اپنے ساتھ مدینے کی طرف روانہ ہوا۔ اس مقام پر ڈیرہ کیا۔ ایک منجم تھا۔ اس نے کہا: "یہ وہ مقام ہے جہاں نبی آخرالزماں ورود فرمائیں گے اور اس زمین پر بے پناہ کرم ہوگا۔" بادشاہ نے جوتے اتار دیئے اور وہیں ایک بستی بسا دی۔ جسے آج کل مدینہ کہتے ہیں۔

اس کے بعد اُس نے ایک عریضہ حضور کے نام لکھا۔ وہ آپ کے ظہور سے پہلے تعریف سُن کر عاشق ہو گیا۔ عریضے میں لکھتے ہیں: "یارسول اللہ! میں بغیر دید کے آپ کا جانثار

Marfat.com

ہوں۔ بعد لاکھوں درود و سلام کے بندہ عرض گزار ہے کہ جب حوضِ کوثر پر پانی پلائیں گے تو اس گنہگار طوبیٰ کو بھول نہ جانا۔" وہ خط حضرت ابو ایوب انصاری کے پاس جا پہنچا۔ انہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "آپ کوئی نشانی بتائیں۔" فرمایا: "اے ایوب! طوبیٰ کا وہ عریضہ تو لاؤ جو تمہارے پاس رکھا ہے۔" قدم تھام لئے۔ عاشق سے محبوب کی بُو نہیں چھپتی اور محبوب سے عاشق کی بُو نہیں چھپتی۔ ظاہر کرے یا نہ کرے۔ دل مقامِ روح ہے اور جو روح سلامتی لے کر آئی، اس کو اپنے عہد و پیمان یاد ہیں اور جس روح کو وعدہ یاد دلانے پر یاد آیا، وہ مسلمان ہے اور جو بغیر واسطے کے وعدہ یاد رکھتی ہے، وہ مادر زاد ولی ہے۔ وہ روحِ سلیم ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: "مجھے آج تک وہ سجدہ یاد ہے جب اللہ تعالیٰ نے **الست بربکم** کہا تو روحیں سربسجود ہو گئیں۔" جو یاد دلانے پر یاد کرتا ہے، اسے منزل پکارتی ہے، جو اسے طے کرنی پڑتی ہے۔ ایک دم یاد دلانے سے ہو سکتا ہے وہ ڈر جائیں۔ اس لئے دھیرے دھیرے یاد کراتے ہیں۔ ماں بچے کو نازک گدگدیوں سے جگاتی ہے۔ ماں کی مامتا کی محبت پاک ہے غصے کی آگ حرام ہے۔ حرام پاک

Marfat.com

میں کھپتا نہیں۔ دھیرے دھیرے یاد کراتے ہیں۔ جب اپنے
عہد کا احساس ہوتا ہے، تو اقرار کر لیتا ہے۔ جب بھولنے
کے وقت کو یاد کرتا ہے، تو شرمسار ہو جاتا ہے۔ شرم حقیقت
میں، نام ہے حال کی توبہ کا۔ یہ مقامِ توبہ ہے اور توبہ کے
معنی ہیں لوٹ جانا۔ جب اللہ توبہ قبول فرما کر تسکین
دیتے ہیں کہ بندے کوئی بات بھولنا تیری فطرت ہے۔ وہ ذات
لطیف ہے جسم نہیں، پھول خوشبو سے اپنی خبر دیتا ہے۔
ان کی تسکین کے ڈھنگ نرالے ہیں۔ جب مقام توبہ پر بندے
کو تسکین دیتے ہیں کہ تیری شرم کی وجہ سے ہم نے تجھ پر
اور کرم کیا اور اس طرح عطا کیا کہ گناہ سے پاک ہو جائے۔
میلے کپڑے پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ صاف ہو
جائے۔ گناہ کے میلے قلب پر احسان یہ ہے کہ اسی کی شرم
کے پانی سے اسے نہلاتے ہیں۔ شرم کا پانی پاک ہے اور
وہ پاک پانی میں جا کر، پاک ہو کر آتا ہے۔ جن گناہوں کو
شرمساری کا گریہ ملتا ہے، وہ پاک ہو جاتے ہیں نہا کر۔
جب معبود کا شکر ادا کرتا ہے، تو اور کرم فرماتے ہیں، یعنی
مومن کا مقام دے دیتے ہیں۔ مومن وہ ہے جس کا دل مبتلا
ہو جائے۔ کبھی تو رب احسان کے حسن سے متاثر کر کے نثار

Marfat.com

کر لیتے ہیں اور کبھی ذات کی تجلّی سے، کبھی کیفیات اور لذت سے نثار کر لیتے ہیں۔ یہ ان کی کرم نوازی ہے جس طرح چاہیں بندے کو مبتلا کر لیں۔ جو صدیق ممنون ہوتا ہے اسے اپنے محسن سے محبّت ہو جاتی ہے۔ احسان واسطہ بن جاتا ہے۔ اللہ بے واسطہ محبت قبول نہیں کرتے۔ جو احسان سے محبّت پیدا ہوتی ہے وہ محسن کی پوری ذات سے محبّت ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ محبوب تمہیں دے کر احسان کیا۔ کمالِ محبّت بھی احسان کے وسیلے ہیں۔ ولایت نام ہے محبّت کے حاصل ہو جانے کا۔ جس سے محبّت ہوتی ہے کچھ عجب ناز پیدا ہوتا ہے۔ اس کی طرف سے متصرف ہو جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ جو کہہ دوں گا محبوب نہیں ٹالے گا۔ خود آپس میں تو لڑ لیتے ہیں لیکن غیر اگر محبوب پر ہاتھ اٹھائے، تو بھڑک اٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حبیب پاک سے عجیب ناز فرمائے۔ پندرہ دن وحی نہ بھیجی۔ پندرہ دن محبوب ہمکلام نہ ہوئے، تو جدائی کا احساس کرو۔ ایک لمحہ محبوب کی نظر کا پھر جانا برسہا برس کی قیامت پر بھاری ہے۔ ابو لہب نے جو کچھ کہا، تو اللہ تعالیٰ جوش میں آ گئے، گستاخی کی تو ابو لہب کو کوسنیاں سنائیں (ٹوٹیں تیرے ہاتھ)۔ محبت کی بھڑاس ہوتی ہے۔ ابو لہب پر احسان فرما رکھا

Marfat.com

ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عالم خواب میں ابولہب کو دیکھا۔ کہا: "بڑا سخت عذاب ہے لیکن ایک عذاب کی کمی ہوتی ہے۔ انگلی چوستا ہوں تو تسکین ہوتی ہے۔ پیر کے دن ایسا ہوتا ہے۔" سبب یہ ہے کہ جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر ملی تو خبر سنانے والی لونڈی (ثوبیہ) کو آزاد کر دیا اور اس لونڈی کا دودھ بھی پلوایا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف میلاد کی بناء پر مغفرت کا اعتماد ہے اور کسی عمل پر اعتقاد نہیں۔ بچے کی پیدائش پر ڈوم خوشی مناتے ہیں، جانتے ہوئے کہ یہ جھوٹی خوشی منا رہے ہیں، پھر بھی کچھ نہ کچھ انعام دے دیتے ہو، میرے رب کے محبوبِ پاک کی جھوٹی خوشی مناؤ، تو کیا محروم رہ جاؤ گے؟ تم ڈوموں کو انعام دے دیتے ہو، تو رب کو کیا سمجھتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کے لاڈلے کی سچی خوشی منا کر محروم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تو ادائیں ان کی ہیں جنہوں نے دل سے پہچانا۔ عشق کے میدان میں پہچانا۔ ذات عناصر کا مرکب ہے۔ ہر عنصر کی الگ طلب ہے۔ عشق انسان کی داخلی چیز نہیں ہے، یہ تو خارجی ہے اور نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جلتی شمع کے لئے بھی ہر قسم سے وابستہ رہنے والے

Marfat.com

انسان پیدا فرمائے۔ کوئی جلانے والے کوئی راہ میں رکھنے والے، اور کوئی جان نثار کرنے والے پروانے۔ پروانے کی ہر جہت سے عقل کو خالی کر دیا۔ صرف دید چھوڑ دی۔ جس دید میں عقل ہے، وہ طمع سے خالی نہیں اور جس دید میں عقل شامل نہیں وہ ایک دن نثار ضرور ہو کر رہے گا۔ عشق ایک نوری تجلّی ہے جو انسان کے قلب پر گرتی ہے۔ وہ تجلی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتی ہے اور جان نثار کرتی رہتی ہے۔ حضرت عشق پھر ڈرائیور بن جاتے ہیں۔ پھر جدھر چاہتے ہیں موڑتے ہیں۔ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ نہیں کرتے، بلکہ ان کے جمال پر نثار ہو جاتے ہیں۔ پسِ پردہ پتہ نہیں کس لیلیٰ کا اشارہ ہوتا ہے۔ بندہ نوازی کا معاملہ ہے۔ بے نیاز ذات ہے، یہ کسبی چیز نہیں۔ رب کے مزاج کا مدّو جزر ہے۔ جب کمال خوش ہوتے ہیں تو عشق دیتے ہیں۔ بہت کم برتن ایسے ہوتے ہیں جو آگ کو سہہ کر ٹوٹتے نہیں۔ مولانا روم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنا ستارہ نکلوایا۔ اسد نکلا۔ مطلب نکالا کہ شیر جیسی شجاعت ہے۔ کہا میرے بازو پر شیر کندہ کر دو۔ ابھی دُم ہی بنی تھی کہ ڈر گیا۔ کہا کوئی اور حصہ شیر کا بنا دے۔ جب کچھ اور بنانے لگا پھر ڈر گیا۔ کہا تو کیا شیر کی شجاعت لے گا۔ ذرا سی بلا آئی تو سب بھاگ لیں

Marfat.com

گے اس راستے سے۔ نام سب اس کا لیتے ہیں۔ جن کو لامکاں
سے تجلی کرتے ہیں، تو بے مکاں کر کے چھوڑتے ہیں۔ محبّت کی
نظر کرتے ہیں تو اس کے ہر حصۂ جسم کو مفلوج کر دیتے ہیں۔
کوئی عاشق یہ نہیں چاہتا کہ اس کا محبوب بھاگ جائے۔ ہم
یہاں کسی بحث مباحثے کے لئے نہیں بیٹھے۔ ایک جھلک جمال
کی ہو جائے تو کرم ہو جائے۔ محبت کی ایک ادا برسہا برس
کے گناہوں کی معافی کے لئے کافی ہے اور برسہا برس کی قیل
وقال ایک گناہ معاف نہیں کرا سکتی۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں۔

اہلِ محبت رضائے یار میں ڈوب کر فکر اختیار کرتے ہیں۔

اہلِ دنیا اپنی ذات میں ڈوب کر فکر اختیار کرتے ہیں۔ جو خود میں ڈوب کر فکر اختیار کرتے ہیں، انہیں محبوب کی ذات میں ڈوب کر فکر اختیار کرنے کا سلیقہ آ نہیں سکتا۔ زمین کے پیٹ کے اوپر، ڈالے گئے بیج، پرندوں کی چونچ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جو بیج فنا ہو گیا مٹی کے پیٹ میں چلا گیا، پھر اصل ظاہر ہوتی ہے، لکڑی نمودار ہوتی ہے، پتے نمودار ہوتے ہیں، ثمر نمودار ہوتا ہے۔ اہلِ ظاہر زمین کی پیٹھ پر ہیں اور اہلِ دل زمین کے پیٹ میں ہیں۔ وہ خزاں سے متاثر نہیں ہوتے کیونکہ زمین کے پیٹ میں جڑ قائم رکھتے ہیں اور پھر باہر آتے ہیں، اس لئے ان پر پھر بہار آتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کا دل عشقِ رسول میں فنا کر دیا، پھر اس کے ایمان کو گرہن لگ نہیں سکتا اور اس کی زندگی چھن سکتی نہیں۔ حوادثاتِ زمانہ اس سے ٹکراتے ہیں۔ جسم کی زندگی ایک حد ہے، لیکن جب دل زندہ

Marfat.com

ہوتا ہے، تو اس کو فنا نہیں۔ اہلِ دل موت کی رسائی سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اہلِ ظاہر موت سے ڈرتے ہیں۔ اہلِ دل منتظر رہتے ہیں کہ یہ آخری حجاب بھی اُٹھ جائے۔ جس لکڑی کا کام لوگوں کو پار کرنا ہے، اسے صبح و شام طوفانوں سے کھیلنا پڑتا ہے۔ جو دل سرکارِ مدینہ کی جلوہ گاہ ہوتے ہیں، ان کے قلب کو ٹوٹنا ضروری ہے۔ جو جس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے، وہی اس کی خبر گیری کرتا ہے۔ راہِ عشقِ رسول میں جو دل زخمی ہوتے ہیں، نگاہِ رسول اور دستِ رسول ان کی مرہم پٹی کرتے ہیں۔ جو کثیف وجود رکھتے ہیں، ان کا مشاہدہ آنکھ کرتی ہے اور لطیف چیزوں کا مشاہدہ احساسات کرتے ہیں۔ جب جان، مال، اولاد سے زیادہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ہو گیا تو ایمان مکمل ہو گا۔ شریعت دین کا جغرافیہ ہے۔ اصل کیفیات تو مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ ہر عاشق اپنے محبوب کے جمال سے محروم رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کی طلب ہی یہی ہے۔ جنہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو صحبت کی روشنی میں پہچانا، وہ نثار ہو گئے۔ جنہوں نے قال کی وادی میں پہچانا، وہ جنت و جہنم کی تلاش میں ختم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے چاہنے والوں کو یہ راز بھی ملا، کہ قلوب کی صفائی کیسے ہوتی ہے۔ مُردہ دل میں

Marfat.com

حیات کیسے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے بزرگوں نے کچھ طریقے اختیار کیے، ہم ان کی نقل کرتے ہیں۔ اہلِ چشت تصورِ شیخ میں اللہ کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں۔ شیخ اپنی توجہ سے کام لیتا ہے اور اپنی نور ایمانی سے بیدار کرتا ہے اور اصل کے ساتھ واصل کرتا ہے۔ وہ اس کو پکارنے لگتا ہے۔ اسے کہتے ہیں ذکر پیدا ہو گیا۔ پہلے بندہ ذاکر ہوتا ہے، اور اللہ مذکور ہوتا ہے۔ پھر جب وہ مقبول ہوتا ہے، تو خدا ذاکر ہوتا ہے اور بندہ مذکور ہو جاتا ہے۔ اللہ بندوں سے بات کرتے ہیں۔ لطیف ذات ہے، وہ حال وارد کرتی ہے۔ جس کے گناہ معاف کرنا چاہتے ہوں، اسے گریہ دے دیتے ہیں، پیغام دیتے ہیں کہ تجھے پاک صاف کرنا ہے، اس لئے نہلا رہا ہوں۔ جب ذکر پیدا فرماتے ہیں، تو پیغام دیتے ہیں کہ: "اے بندے! میں تجھے یاد کر رہا ہوں"۔ ہوش لیتے ہیں تو راز و نیاز دیتے ہیں۔ جسے لذت دیتے ہیں، اس سے استقامت چاہتے ہیں۔ ہر حکمران Code Word رکھتا ہے۔ ہر شخص وہ زبان نہیں سمجھ سکتا۔ محبت کے اشارے محبت سمجھتی ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو کوئی زبان نہیں جانتا لیکن محبت ماں کو سب کچھ سمجھا دیتی ہے۔ جس طرف منہ کرو گے، اسے اپنی طرف متوجہ کر لو گے۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں جو ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ نے جو کچھ پیدا فرمایا وہ ان کی مخلوق ہے۔ کوئی مخلوق خالق نہیں، لیکن ہر مخلوق خالق کا پتہ ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ جن بندوں کو اپنی ذات کا ذاکر بنانا چاہتے ہیں، ان بندوں کو ایک عقل عطا فرماتے ہیں جس میں ان کا نور ہوتا ہے، اس کو عقلِ سلیم کہتے ہیں۔ اے عزیز! عقل سلیم والے بندے رب کی صفات کے ذاکر ہیں، یعنی وہ اللہ کی صفات سنتے اور بیان کرتے ہیں۔ ایک وہ بھی رب کے بندے ہیں، جن سے اللہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی ذات کو وہ پکاریں۔ کوئی مخلوق کیا ذات کو پکارے گی۔ سوائے وہ مخلوق جس کو اللہ توفیق عطا فرمادیں۔ اے عزیز! جن کو ذات کی پکار کی توفیق عطا فرماتے ہیں، ان کے دلوں پر تجلّی فرماتے ہیں، یعنی یک نور کو اپنے سے جدا کر کے بندے کے دل میں مقیم فرماتے ہیں۔ جونہی وہ دل میں مقیم ہوتا ہے، اس جزو کو اپنے کل کے لئے بیقراری ہوتی ہے اور جتنی دور ہوتا ہے،

Marfat.com

اتنی ہی آوازیں دیتا ہے اور یہ نوریہ جزو اپنے کُل کو پکارتا ہے۔ کوئی کُل اپنے جزو کی پکار کو مردود نہیں کرتا۔ ہر کُل کو جزو کی پکار پسند ہے خواہ شایانِ شان نہ ہو۔ بچّہ ماں باپ کی حقیقت کو نہیں پکارتا۔ جب اماں ابا کہتا ہے، تو اس کے والدین جانتے ہیں کہ یہ نہ والدین کی حقیقت سے واقف ہے نہ اپنی حقیقت سے واقف ہے، لیکن بایں ہمہ ان کو اس کا ابّا، امّاں کہنا بہت پیارا لگتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ان کا جزو ہے۔ سچ پوچھو تو جزو میں جو پکارتا ہے، وہ اصل کی پکار کی نقل ہے۔ خدائے عزّوجل ذاکر بھی ہیں اور مذکور بھی ہیں۔ ہر جزو میں کل کی صفت کا ہونا ممکنات میں سے ہے۔ والدین بیٹے سے کہتے ہیں: "کہو ابّا، کہو امّاں۔" ہر ذات اپنا ذکر خود کرتی ہے اور جزو سے نقل چاہتی ہے۔ ہر راہ میں نقل توہین ہے، لیکن محبّت کی راہ میں نقل عین ادب ہے۔ شروع نقل سے ہوتی ہے اور حقیقت اصل میں جا کر کھلتی ہے۔ وہ نور کی تجلّی جو قلب میں ہوتی ہے، وہ جزو اپنے کل کے مقصود کو خوب پہچانتا ہے۔ بچّہ پیار کرانے کی ادائیں اختیار کرتا ہے۔ جب ماں باپ پیار کرنا چاہتے ہیں، یہ جزو اپنے کل کی فطرت سے

Marfat.com

شناسا ہوتا ہے۔ یہ نور جب کُل کے مقصود کو پہچانتا ہے تو یہ پکارتا ہے اللہ۔ اللہ۔ کُل کی محبّت خود ہی سکھاتی ہے کہ "اے جزو! مجھے پکارو اللہ۔ اللہ"۔ یہ جزو نقل کرتا ہے اور اس کُل کو پکارتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے جب طور پہ تجلّی فرمائی، تو موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ: "آنکھیں ڈھانپ لو۔ جو اس تجلّی والی آنکھ کو دیکھے گا، بینائی نہ رکھ سکے گا۔ اہلیہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے اصرار کیا کہ گھونگھٹ اٹھاؤ۔ کہا رب کا قول ہے جو آنکھ ننگی دیکھے گا نابینا ہو جائے گا۔ پھر اہلیہ محترمہ نے ایک آنکھ بند کر کے ایک آنکھ سے دیکھا، وہ نابینا ہو گئی۔ لیکن ایک لذّت ان کے وجود میں چھوڑ گئی۔ لذت قربانی دینے پر آمادہ کر لیتی ہے۔ مامتا میں لذت نہ ہو تو ماں بچے کے لئے قربانی نہیں دے سکتی۔ جس میں قربانی نہیں وہ کسی ذات سے شناسا نہیں۔ اہلیہ محترمہ نے پھر دوسری سے دیکھا، پہلے والی آنکھ بینا ہو گئی اور یہ نابینا۔ اسی طرح ستّر بار ہوا۔ ایک بینا ہو جاتی ہے، دوسری نابینا، لیکن ان کا پیٹ نہ بھرتا تھا۔ معراج کی بلندیوں پر تجلیوں سے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا۔ محبوب بھی یکتا، عطا، کیف، اثرات، سب یکتا۔ کوئی عاشق محبوب کی صفت میں

Marfat.com

اشتراک پسند نہیں کرتا، کیونکہ اس سے محبّت میں تغیّر کا امکان ہوتا ہے۔ محبّت محبوب کی ذات اور صفات میں یکتائی چاہتی ہے۔ جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ویسا ہی میں نے نقل کی ہے۔ نیک عمل کی توفیق مل جاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی پرچھائیاں مل جاتی ہیں۔ تپتے ہوئے مسافر کو پرچھائیوں پر سکون ہوتا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مُردہ آیا، زندہ ہوگیا۔ گمراہ آیا، ہدایت پاگیا۔ جس چراغ میں جتنی روئی تھی، اتنی اس میں لَو دے دی گئی۔ معراج کے نور کا صدقہ اہل اللہ میں بٹا۔ جہاں روشنی جاتی ہے، اندھیرے بھاگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اللہ نے جس دل میں جتنی اپنے حبیب کی محبت دیکھی، اتنی اس پر تجلّی فرمادی۔ جس چراغ میں بتّی نہیں، اسے کوئی روشن نہیں کرتا۔ جس میں سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت نہیں، اس میں تجلّی نہیں۔ ایک طوُر چاہیئے تجلی کے لئے۔ بلاشرط کہہ دیا جو امّتی آپ کو محبوب بنالے اسے طوُر بنالوں گا، جو آپ سے قریب ہوجائے اُسے معاف کردوں گا، اپنے قریب کرلوں گا۔ جو آپ کو دل میں جگہ دے اُسے دل میں آباد کرلوں گا۔ جو درُود بھیجے اس کے گناہ معاف کردوں گا، خواہ پہاڑ جتنے کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ جن بندوں سے چاہتے ہیں کہ ان کی ذات کو

Marfat.com

پکاریں، تو ان کے دلوں پر تجلی فرماتے ہیں اور اپنا نور اس بندے کے قلب میں قائم کر دیتے ہیں۔ وہ جزو کل کو پکارتا ہے، کل میں فنا ہونے کے لئے دوڑتا ہے۔ اس کی صفات میں روشنی ہے، آواز میں روشنی ہوتی ہے، دید میں روشنی ہوتی ہے، مال میں روشنی ہوتی ہے، اعمال میں روشنی ہوتی ہے۔ یہ روشنی اہلِ بصیرت خوب دیکھتے ہیں۔ جب اہلِ دل گفتگو کرتا ہے تو یہ نور دل سے نکلتا ہے اور دل میں جاتا ہے۔ جب بولتے ہیں تو نور آواز کے پردے میں خوش عقیدہ دل میں ڈیرے ڈالتا ہے۔ نور لذّت پیدا کرتا ہے، اسے توجہ ناسوتی کہتے ہیں یعنی تال سے دی جاتی ہے۔ جس دل میں نور کی شعاعیں جاتی ہیں، اس کی حالت بدل جاتی ہے۔ شک یقین میں بدل جاتا ہے، دوری قرب میں بدل جاتی ہے۔ جہالت، معرفت سے بدل جاتی ہے۔ وہ نہیں بدلتا۔ مکین کا مزاج مکان پر ظاہر ہوتا ہے۔ مکین بدل گیا مکان نہ بدلا۔ کوئی مکان پاک نہیں ہوا کرتا۔ پاکی اور ناپاکی کا تعلق مکین سے ہے۔ وجود انسانی ناپاک ہے، اس کا مکین پاک ہے۔ مکان پر غلاظت آپڑے، تو مکین ناپاک نہیں ہوتا۔ بندہ تو نہ بدلا مکین بدل گیا۔ جس مکان میں شریف رہتے ہیں، اس کے مکین سے صبح و شام لوگ ملنے آتے ہیں،

Marfat.com

نہ کوئی ذات کے پاس جاتا ہے، نہ کوئی کسی کو پاس بلاتا ہے۔ یہ تو مکان کی نہیں، مکین کی ملاقات ہے۔ صاحبِ عظمت مکین اگر خراب مکان میں آجائے، تو بھی مکان کی عظمت قائم ہو جاتی ہے۔ اگر سورج نکل آئے، تو موم بتی عکس کھو دیتی ہے۔ سورج چلا جائے، تو موم بتی اپنی روشنی کا خوب اظہار کرتی ہے۔ اب اگر تبدیلی خیر کی ہے، تو مکین خیر ہے اور اس کا شکر واجب ہے کہ مکین اچھا مل گیا، جو اپنے انقلاب سے مکین کو پہچان لیتے ہیں۔ اہلِ ظاہر رب کو عرش پر ڈھونڈتے ہیں۔ وہ خود ہی ان کے دل میں مکین ہے۔ مکین سے فرصت ہو، تو کہیں کی سیر کریں۔ مکین کو مکان کی فکر رہتی ہے۔ ٹوٹ پھوٹ کی مرمت اور سفیدی خود ہی کرا دیتے ہیں۔ ذات لطیف ہے، دل میں لطیف پردوں سے آتی ہے۔ پھر اس کا فکر خود ہی پال لیتے ہیں۔ کہیں گھر میں چراغاں کا انتظام ہے، کہیں رزق کا انتظام ہے، کہیں صفات کا انتظام ہے۔ لطیف تو وہ ہے جو خود چراغاں کرتا ہے۔ جہاں تجلی ہوتی ہے، وہ تو مجسّم لطیفہ ہے۔ جب سینے پر وارد ہوتی ہے، تو بے چینی ہوتی ہے، کرب ہوتا ہے، دل پر رجوع کرتی ہے، تو سرتاپا شہادت ہوتی ہے۔ اگر نفس پر گزر جائے، تو لاشہ کر کے پھینک دیتی ہے۔ رُوح پر وارد ہوتی

Marfat.com

ہے تو سر تا پا بقا ہے۔ جہاں تجلیات ہوں وہاں لطیفوں کا کیا کام۔ جہاں سورج نکل آئے وہاں چراغاں کون کرتا ہے۔ اسی نور سے اس گھر میں چراغاں رہتا ہے۔ ہر لَو پر نثار ہونے والے بھی پیدا فرما دیئے۔ رب طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی ہیں۔ جہان کے مطلوب، لیکن ایک مقام آ گیا جہاں طالب بھی اور مطلوب بھی۔ محبوبِ پاک کو بھی ایسا بنایا اور بعد میں بھی یہی رہا۔ جو آیا کسی کا طالب ہے اور کسی کا مطلوب ہے۔ جن دلوں پر یہ تجلی ہوتی ہے، دل نثار ہوتے ہیں۔ دل کی شمع پر، دل کے پروانے نثار ہوتے ہیں۔ کوئی مخلوق علت کے بغیر پیدا نہ فرمائی۔ ان کی تخلیق کا مقصود یہ تھا کہ مجھ کو پہچانیں اور میری مخلوق میں وہ روشنی بانٹیں تاکہ مخلوق روشنی میں سفر طے کر کے حبیبِ پاک کے مقامِ عظمت کو پہچانے۔ کوئی بیج اپنی ذات میں پھل نہیں دیتا، اپنی شاخ میں پھل دیتا ہے۔ اصل میں ابتداء بھی آم، انتہا بھی آم۔ کئی پردے بدلنے کے بعد بھی نہ چھپ سکا۔ زمین کے پیٹ میں گیا، تنا بنا، پتے بنے، پھر باہر آیا۔ نور میں سے جو پیدا ہوا، وہ نور ہی ہے، خواہ جسم بشری کیوں نہ ہو۔ کہنے کو آم میٹھا ہے لیکن یہ سورج کی حرارت کا ایک نیا بھیس ہے جو کہیں گرم ہے کہیں شیریں

Marfat.com

کہیں قاتل ہے کہیں بیمار ہے۔ اللہ ان بندوں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ جہاں رب کو پکارتے ہیں، وہاں رب کے مقصود کو بھی نظر میں رکھیں، جو محبوب کے پیار کو نفی کر کے محبوب سے محبّت کرتا ہے، وہ تاجر ہے۔ محبوب کی ہر جہت محبوب ہوتی ہے۔ اس کا کردار، اس کی گفتار اور ذات سب محبوب ہیں۔ اگر محبوب کی ایک چیز بھی پسند نہیں، تو وہ عاشق نہیں۔ ان کی ہر عطا باقی رہنے والی ہے اور مخلوق کے لئے نافع ہے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو دیتے ہیں تاکہ نظریں دھو کر مشاہدہ کے لئے تیار رہے اور مشاہدہ صاف ہو۔ نہلا یوں دیتے ہیں کہ دُھل کر گناہ معاف ہو جائیں۔ یہ آنسو دل کے لئے جِلا اور مخلوق کے لئے مغفرت ہیں۔ بظاہر تو چہرے پر بہتے ہیں، حقیقت میں ان کا رُخ اس طرف ہوتا ہے، جس کو دل میں یاد کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کو نظر عطا فرماتے ہیں تاکہ ان کا مشاہدہ کر سکیں اور جمالِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکیں اور خفتہ کو دیکھ کر جھنجھوڑ دیتے ہیں کہ جاگ جائے، مُردہ زندہ ہو جائے، متحیّر کی منزل بن جائے۔ اسی نظر سے ابتداء بھی کراتے ہیں اور اسی نظر سے انتہا کراتے ہیں۔ ایک نظر اُٹھ گئی تو ابتداء ہو گئی، دوسری اُٹھ گئی تو انتہا ہو گئی۔

Marfat.com

نہ ابتداء میں کسی کے اٹھانے سے اٹھتی ہے، نہ انتہا میں۔ رب کا کرم اور بخشش جب جوش میں آتے ہیں، تو کسی کی نظر کو برقعہ بنا کر کرم فرما دیتے ہیں۔ جب تُو بیدار ہوا، تو تیری منزل ہی نے تجھے بیدار کیا ہے، جسے تو ابتدا سمجھتا ہے۔ پہلے تو برقعے میں بیدار کیا۔ انتہا یہ ہے کہ نقاب اُٹھا دیا۔ ابتداء میں ہی منزل پوشیدہ ہے۔ اب تو صرف نقاب اٹھانے کی بات ہے۔ ان کی صحبت کا ایک لمحہ حشر کے عذاب کی ڈھال ہے اور ان کا پیار زندگی بھر کی تھکن کا علاج ہے۔ ان کی صحبت میں ٹپکے ہوئے چند آنسو، زندگی بھر کے گناہوں کی مغفرت ہیں۔ جس کا جاننے والا جہاں نہیں ہوتا اُس مقام پر اسے عظمت نہیں ملتی۔ کثرت میں یہ ذلت میں ہوتے ہیں اور وحدت میں عزّت میں ہوتے ہیں۔ اگر کثرت کو یہ چیز عطا فرما دیتے، تو کثرت اور قلت میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ اللہ کریم اپنے عرفان کی قیمت کم نہیں ہونے دیتے۔ یہ کسی کے مال میں سے کچھ نہیں لیتے جب تک اس کے مال کے عذاب کو نہ ٹال دیں۔ یہ حلال لیتے ہیں، حرام نہیں کھاتے۔ کچھ قبول کرتے ہیں تو رکھتے نہیں بانٹ دیتے ہیں۔ یہ اہلِ دنیا کے مجنوں اور اللہ تعالیٰ کے فرزانے ہوتے ہیں۔ دنیا ان کی باتوں کا مذاق اڑاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کلام کے منتظر ہوتے ہیں

Marfat.com

اگر کسی کا رب کی محبّت میں دل دیوانہ ہو، پھر دیکھ وہ کس طرح اپنے دیوانے کی خبر گیری کرتے ہیں۔ دیوانے کا حق بے فکری ہے۔ فرزانے کا حق فکری ہے۔ اللہ کے یہ بندے وراثت نہیں چھوڑتے، کیونکہ ان کی کوئی ملک نہیں، نہ یہ خود کسی کی مِلک ہیں۔ ان کا فکر رضائے دوست میں فنا کے بعد ہے۔ اہلِ ظاہر اپنے نفع و نقصان کو سامنے رکھ کر فکر اختیار کرتے ہیں۔ اہلِ دانش کئی کے حق مار کر کل کے لئے اکٹھا کرتے ہیں۔ جیسے اکٹھا کرتے ہیں، اس کا اعتبار نہیں۔ حضرت مظہر جانِ جاناں رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ چھوڑ جانے کے لئے اپنا مکان اور کرائے کا مکان برابر ہے۔ تجھے اس وقت تک سکون نہ ہوگا، جب تک حقیقت تک نہ پہنچے۔ روح غافل نہیں۔ لطیف میں نہ نیند ہے، نہ طمع ہے، نہ احتیاج ہے۔ روح نہ کھاتی ہے، نہ پیتی ہے۔ بیدار کو حاصل کی فکر پریشان کرتی ہے۔ اہلِ دنیا جب پیدا ہوتے ہیں، دنیا کی فکر کرتے ہیں۔ جن کا جسم روح کی آواز کو نہیں سنتا، وہ جاہل ہیں اور پریشان ہیں۔ جس جسم نے روح کی بات سُن لی، وہ عارف ہے۔ جو اپنی اصل کی محبّت میں شہید ہو گیا، وہ باقی ہے۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں۔

اے عزیز! گزشتہ صحبتوں میں بندۂ انسان اور انسان کی حقیقت، انسان کا خدا سے تعلق اور انسان کے مقامات پر روشنی ڈالتا چلا آرہا ہے۔ اے عزیز! میں نے اس کے دو گروہ بتائے تھے۔ ایک وہ جنہوں نے عقل کی وادی میں انسان کی حقیقت کو تلاش کیا اور ایک وہ جنہوں نے دل کی وادی میں تلاش کیا۔ جب تک اپنا پتہ نہیں چلتا، اللہ کی خبر سے انسان بے خبر رہتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بندے کو فرمایا کہ پہلے خود کو پہچان اور جب خود کو جان جائے گا، تو ہمیں بھی جان جائے گا (مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ)، کیونکہ تو ہی کائنات کے اندر ہمارا ایک ایسا بھید ہے جس میں ہم بھید بن کے سمائے ہوئے ہیں اور جب تجھ پہ تیرے بھید کا عقدہ کھل جائے گا، تو ہماری ذاتِ پاک کا عقدہ بھی تجھ پہ کھل جائے گا۔ دل والوں کو مقام عطا فرمائے اور کوئی مقام لذت اور کیفیت سے خالی

Marfat.com

نہیں اور اہلِ ظاہر پہ اگر کرم فرمایا، تو یہ کہ انہیں کچھ مقامات کی خبر عطا فرمائی۔ عقل اسی وادی تک کام دیتی ہے جس وادی میں قدم مسافر ہوتے ہیں اور وہاں عقل بیکار ہے، جہاں سفر کا تعلق انسان کی روح سے ہے۔ عقل ناسوت ہے اور روح لاہوت ہے۔ ناسوت کی حدِ امکان سے لاہوت باہر ہے۔ ناسوت تمام فنا ہے۔ عالم دنیا سارا ناسوت ہے۔ عالمِ لاہوت میں بقا ہے، وصل ہے، روشنی ہے۔ جہاں انسان کے لئے بجز مراد کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس وادی میں اللہ تجلّی فرماتے رہتے ہیں۔ ان تجلیات میں دو کیفیتیں رہتی ہیں۔ خود فراموشی اور مشاہدۂ حق۔ اے عزیز! محبت کی وادی ہی ایک ایسی وادی ہے جس میں خود کو بھولنا پڑتا ہے۔ جتنا خود کو بھولے گا اتنا ہی قدم خدا کے قریب ہو جائے گا۔ جب بالکل بھول جائے گا، تو خدا تو نہیں بنے گا، مگر خدا سے جُدا بھی نہیں رہے گا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں خود بندے سے رضا پوچھی جاتی ہے کہ: اے میرے بندے! تو کیا چاہتا ہے؟ تُو میری تلاش میں خود کو بھولا، آج اجر میرے ذمّہ ہے۔ اہلِ ظاہر بااختیار اور اہلِ دل بے اختیار ہوتے ہیں۔ غرور اختیار سے پیدا ہوتا ہے، بے اختیاری سے نہیں۔ دل کی وادی

Marfat.com

ہیں اختیار محبوب سے وابستہ کر دیتے ہیں۔ تکبّر کی شان محبوب ہیں ہوتی ہے، خود میں نہیں۔ خود تو ترک واختیار کی مشق ہے۔ اس وادی میں کچھ نہ کرنے پر بھی عاشق مجرم کے کٹہرے میں کھڑا رہتا ہے۔ حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے عاشق محبت کی بارگاہ میں مجرم ہوتا ہے۔ مجرم رحم وکرم کا طلب گار ہوتا ہے۔ اہلِ محبّت اہلِ عجز ہیں۔ جب کسی کا حال رحم وکرم کا طلب گار ہو جائے تو حاکم کا غصّہ سرد ہو جاتا ہے اور وہ رحم وکرم کی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ حاکم جب چاہے کرم کر دے اور اسے کسی سے مشورہ نہیں کرنا پڑتا۔ سب اس کے اختیار میں ہے۔

اے عزیز! اہلِ محبت کی شان وعظمت عجیب ہے۔ محبّت کے مقامات ہیں اور مقامات کی کیفیات و لذّات ہیں۔ حضور سرورِ کونین ارشاد فرماتے ہیں کہ: میرے رب اور میرے درمیان ایک وقت ایسا آتا ہے جس میں نہ کسی مرسل نہ کسی فرشتے کی رسائی ہوتی ہے۔ یہ تو محبوب کی شان ہے۔ لیکن محبوب کے غلاموں پر بھی جن پر وہ راضی ہو گئے، جن کو نظرِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتخاب کر لیا۔ محبت کی بارگاہ میں جنہیں قرب ملتا ہے انہیں نظرِ منتخب

Marfat.com

کرلیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر وہ نعمت جو محبوب کو عطا فرمائی، اس کا عکس غلامانِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ ہر ذات کا عکس اس ذات کا مخبر ہے۔ عکس بتاتا ہے کسی ذات کے وجود کو۔ اولیائے کرام میں انہی نعمتوں کا عکس ہے۔ ولی کی نعمت خبر ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کی۔

حضرت خواجہ بہاء الحق رحمتہ اللہ علیہ بڑے پائے کے بزرگ ہو گزرے ہیں۔ ایک دفعہ مریدین میں تشریف فرما تھے، حالت وارد ہو گئی۔ مریدین نے کہا: "حضرت! اذان ہو رہی ہے لیکن آپ بے نیاز رہے۔ لوگ نماز میں کھڑے ہو گئے۔" دو مرید نماز میں نہ گئے، حضرت کے پاس رہے۔ جو نماز میں شریک ہوئے، ان میں ایک صاحبِ کشف بھی تھے، دیکھا جتنے نمازی ہیں سب کی پیٹھ کعبہ کی طرف ہے اور جو شریک نہیں، ان کا منہ کعبہ کی طرف ہے۔ جب ہوش آیا تو حضرت سے ذکر کیا۔ فرمایا: "جو اللہ کے نور کو پیٹھ دے دیتا ہے، اس کا منہ قبلہ رو کیسے ہو سکتا ہے۔" جب اہلِ محبت محویت یا استغراق میں ہوتے ہیں، تو کیا عرض کروں کہ وہ کیا ہوتے ہیں اور کیا نہیں ہوتے۔ اگر اس وقت زبان ہلا دیں تو عجیب عالم پیدا ہو جائیں۔ اللہ جل شانہٗ، الفاظ، حواس اور زبان کی قید

Marfat.com

بس نہیں ہیں۔ جب چاہتے ہیں، جس طرح چاہتے ہیں سخن پیدا فرماتے ہیں اور یہ خود سے بے خبر ہوتے ہیں۔ کلیتہً بے خبر ہوتے ہیں۔ کسی نے عرض کی: "حضور جب کبھی وقت آئے، تو ہمارے لئے دعا کرنا۔" فرمایا: "مجھے اس وقت اپنی ذات یاد نہیں ہوتی، تجھے کیا یاد کروں گا۔ ہاں اگر تو ایسے عالم میں مجھ کو دیکھ لے، تو میرا دامن تھام کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کر دینا۔" کسی کے ہوش لیتے ہیں اور اس میں سما کر کسی کے ہاتھ میں دامن دے جاتے ہیں۔

مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کا غلام مقبول تھا۔ لوگ اسے پکڑ کر کہتے تھے کہ: "ہمارے لئے بادشاہ سے عرض کر دینا۔" اس نے چمڑے کا تھیلا گلے میں ڈال دیا۔ سب اس میں درخواست ڈال دیتے۔ غلام بادشاہ کو دیکھ کر لذت و کیفیت میں آ جاتا۔ اسی عالم میں بادشاہ تھیلا کھول کر اس میں سب درخواستوں پر احکام لکھ دیتا۔ جس نے جو مانگا ہوتا اُس سے بھی زیادہ کے احکام دیتا۔ غلام ہوش میں آ کر باہر آتا۔ اسی طرح، اے عزیز، بندگانِ خدا کی درخواستیں اکٹھی کرتے رہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان پر کرم فرماتے ہیں اور

Marfat.com

اپنی بارگاہ میں مقام عطا فرماتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے حسنِ
باقی کے سامنے تاب نہ لاکر تڑپنے اور مچلنے لگتے ہیں۔ ربّ
دیکھتا ہے ان کے تھیلے میں کیا ہے۔ وہ تو بڑی شان والے
ہیں۔ وہ درخواستیں دیکھ کر، درخواست کنندہ کے پاس براہِ
راست جواب بھیج دیتے ہیں۔ ان کے مقام اللہ تعالیٰ نے
عجیب رکھے ہیں۔ ان سے نیک گمان آخرت کے سکّے ہیں۔
آخرت میں اس سکّے کے دام پورے ملیں گے۔ یاد رکھنا! جس
کو متعلق فرماتے ہیں، اس کو محبّت عطا فرماتے ہیں۔ جس کو
محبّت عطا کرنی ہوتی ہے، پہلے اس کا قلب زندہ کرتے ہیں۔
عقل محبّت سے محروم ہے۔ عرفان ہر ذات کی محبّت میں
ہوا کرتا ہے (عقل عرفانِ محبّت سے محروم ہے) عرفان کے
لئے دل کو بیدار کرنا پڑتا ہے۔ جن دلوں کو زندگی نصیب ہو
گئی، ان کو فنا میں رہتے ہوئے، آخرت کے مقام نصیب ہو
گئے۔ اے عزیز! ان کو اللہ جل شانہٗ نے بڑی بڑی قوتیں
عطا فرمائی ہوتی ہیں، لیکن ہر قوّت کے استعمال سے پہلے
رب کے اشارے کے منتظر ہوتے ہیں۔ ہوا میں بڑی
قوّتیں ہیں۔ لیکن جب تک رب نہ چاہیں یہ شاخیں جھوم
جھوم جائیں، تو ہوا ساکت ہوتی ہے۔ جب وہ چاہتے ہیں

Marfat.com

تو ہوا ہر کلی کو جھلاتی ہے۔ ان کی نظر میں حیات بھی ہے اور ممات بھی ہے۔ محبّت ایک ایسی وادی ہے جس میں ضدّین ساتھ ساتھ ہیں۔ عقل کی وادی میں نعمت اور وفا میں شکر ہے۔ محبّت کی وادی میں جفا شکر ہے۔ اہلِ محبّت پر دنیا میں عتاب کرتے ہیں۔ جس پر عتاب نہیں کرتے اس پر قرب کی راہیں بند کر دیتے ہیں۔ جب قالین کو چھڑیوں سے پیٹا جاتا ہے تو ہے تو یہ عتاب، لیکن وہ قالین صاف ہو جاتا ہے گرد و غبار سے (مولائے روم)۔ جس بندے کے متعلق رب چاہتے ہیں کہ ہماری مغفرت کو پہنچے اور اس کا ایک ایک رونگٹا پاک ہو جائے، تو اس کی ہر جہت پر عتاب ہوتا ہے۔ جو عتاب کی وادی میں شکر گزار ہوتے ہیں، وہی محبّت میں صدّیق ہیں۔ جن کو عشق ہوتا ہے ان کی نظر میں جفا اور وفا میں فرق نہیں رہتا۔ جفا میں حکمت ان پر ظاہر ہوتی ہے اور وفا کے پردے میں رضائے دوست ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جن بندوں پر یہ فضل فرماتے ہیں، وہ جفا میں بھی شکر گزار ہوتے ہیں۔ ایک بزرگ (حاجی امداد اللہ) مکہ المکرمہ میں وعظ فرما رہے تھے اور بلا کے نعمت ہونے کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک

Marfat.com

شخص نے پھوڑے کے ٹھیک ہونے کے لئے دُعا کی التجا کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا: "باری تعالیٰ نعمتِ بلا اس بندے کی برداشت سے باہر ہے، اسے نعمتِ راحت سے بدل دے۔ وہ عشق خام ہے جو محبوب کے کسی حال کو بے اعتباری کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سعادت مند بچّہ ماں کے تھپیڑ کو بھی اسی عظمت سے دیکھتا ہے جس سے پیار کے ہاتھ کو دیکھتا ہے۔ پیار کا ہاتھ ماں کی اپنی مامتا کی تسکین کے لئے ہے، تھپّڑ تیری حفاظت کے لئے ہے۔ جب نعمت وارد کرتے ہیں، تو اللہ جل شانہٗ کو اپنی قدرتِ عطا ظاہر کرنی مقصود ہوتی ہے اور جب عتاب کرتے ہیں تو تیرے گناہ معاف کرنے مقصود ہوتے ہیں، اپنی راہ میں بیدار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تکلیف میں زبان اللہ اللہ کہتی ہے۔ جان لینا، تکلیف کے پردے میں تجھے بیدار کیا، کیونکہ سوئے ہوئے سے کوئی بات نہیں کرتا۔ جب صاحبِ اختیار کا بات کرنے کو جی چاہتا ہے تو جس پردے میں جس طرح چاہیں بیدار کر لیتے ہیں۔ جب تو تکلیف میں کہتا ہے اللہ۔ اللہ تو بندے کو پکارتے ہیں کہ "ہاں میرے بندے کیا بات ہے؟" ریڈیو کی آوازیں تو ہوا میں ہیں۔ جس بکس میں پکڑنے کی صلاحیّت ہوتی ہے وہ پکڑ بھی

Marfat.com

لیتا ہے اور سنتا بھی ہے۔ خدا ہر بندے کو پکارتے ہیں، خواجگان سے یہی سنتا چلا آیا ہوں۔ خواجگان اور شیخ کے کرم سے کئی بار ایسے عالم سے گزرا۔ کسی آواز میں یہ جان نہیں، یہ اسی آواز کی شان ہے کہ سنتے ہی رونگٹا رونگٹا ملذّذ ہو جائے۔ اہلِ دل، جو اہلِ ظاہر کے لئے دیوانے ہیں، اللہ کی رحمتوں کی گود کے پاس ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "کیوں پکارتے ہو بندے؟ وہ کہتا ہے: "اب اس تکلیف سے جدائی کیسے گوارا ہو، جس تکلیف کے صدقے میں رب سے وصال ہوا۔ جس دلال سے منزل تک رسائی ہوئی، اس میں نہ دلال کا نسب دیکھتا ہے، نہ صفات، نہ ظاہری حالت۔ منزل کی نسبت سے دلال کو عظیم بنا لیتا ہے۔ تکلیف ہی وہ وسیلہ ہے جس سے رب جلدی راضی ہو جاتے ہیں۔ اگر بچہ کھلونے سے کھیل رہا ہوتا ہے، تو ماما خیال نہیں کرتی۔ بلاتا بھی ہے، تو کہتی ہے: "خود آ جا میرے پاس"۔ اگر کانٹا چبھ جائے اور پھر بلائے، تو اس کی طرف خود لپکتی ہے۔ رب جس بندے کو نعمت دیتے ہیں، تو فرماتے ہیں: "شکر کا دامن تھام کر خود آ جا۔" جب تکلیف دیتے ہیں تو فرماتے ہیں: "بندے! تو ٹھہر جا۔ میں آیا۔"

Marfat.com

حضرت مائی رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا بیمار ہوئیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ جو ان کے پیر و مُرشد اور استاد ہیں اور اولیاء کے امام بھی ہیں، کہا: اُس کا علاج کیوں نہیں کراتی؟" فرمانے لگیں: "تعجب ہے اس ذات پر جو کہتی ہے کہ ربّ کی حکمت پر تنقید کروں۔ یہ تو بتائیے یہ کس کی طرف سے ہے؟ رب کی طرف سے۔ پھر اس کی عطا کو لوٹانا کفرانِ نعمت ہے۔ ہاتھی کا چارہ بکری کے لئے اور بکری کا چارہ ہاتھی کے لئے عذاب ہے۔ ایک کے لئے نعمت اور ایک کے لئے مصیبت ہے۔ اہلِ دنیا کے لئے، جو چیز بلا ہے اہلِ دل کے لئے وہ نعمت ہے۔ یہ کسی شے کو حقیر نہیں جانتے، کیونکہ رب کی کسی صفت کو خام نہیں سمجھتے۔ ایک جنازہ گزرا، تین مرد اور ایک عورت کندھے پر اُٹھائے ہوئے تھے۔ ایک بزرگ عورت کو ہٹا کر خود ساتھ ہو گئے۔ بعد دفنانے کے لوگوں نے پوچھا: "کیا معاملہ ہے؟" کہا: "یہ میّت ہیجڑے کی تھی، سب اسے حقیر جانتے تھے۔ کسی نے کندھا نہیں دیا۔" بزرگ فرماتے ہیں کہ "رات خواب میں اس ہیجڑے کو بڑی اچھی حالت

Marfat.com

میں دیکھا۔ کہا: "لوگوں نے مجھے حقیر جانا، اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر بخش دی"۔ ہر ذات اپنی تصویر پر خود تنقید کرے، تو اور بات ہے، لیکن غیر کی تنقید اُسے پسند نہیں ہوتی۔ اہلِ دل کے مقام تو ایسے ہیں کہ اہلِ دنیا جتنا ذلیل کرتے ہیں، اتنا ہی صاحبِ مقام ہوتے ہیں۔ کمالِ ذلّت میں اہلِ حضور ہوتے ہیں۔ صاحبِ دید بھی اور صاحبِ شنید بھی۔ جو علم واسطوں سے پہنچا، اس نے انسان کی حقیقت کو بے نقاب کیا۔ اہلِ دل کا علم واسطے کا محتاج نہیں، یہ صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اہلِ دل کے لئے دُنیا میں غم نہیں سوائے ایک کے۔ ان سے اللہ تعالیٰ دو چیزوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر غم کرنا ہے، تو صرف میرا، دنیا میں رہ تو اس لئے رہ کہ تجھے خود کو بھولنا ہے۔ دنیا جب تک یاد ہے، جب تُو خود کو یاد ہے اور جتنا تُو خود کو یاد ہے، اِتنا ہی خدا اور تیرے درمیان حجاب ہے۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں۔

ہر وہ بیج جو زمین میں فنا ہوتا ہے، اے عزیز! پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ بڑی بلندی پر اور بڑے پردوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایک انار کا بیج زمین میں فنا ہوا۔ کچھ عرصہ فنا رہا پھر ظاہر ہونا پڑا، پھر سایہ دیا پھر فنا ہونے والی شے اندر آگئی۔ جس زمین میں فنا ہوا اُس زمین کا اثر پھل میں ضرور ہوتا ہے۔ یہ راہ بھی کچھ اسی طرح کی ہے۔ محبّت اس کی زمین ہے اور معرفت اس کا پھل ہے، دل اس کا بیج ہے۔ جب دل محبّت میں فنا ہوتا ہے، اگر عشقِ محمّدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہوتا ہے تو اے عزیز! اس کی بلندی یہ ہے کہ یہ حضوریٔ رسالت میں ظاہر ہوتا ہے، اس لئے سرکار دوعالم کا ارشاد ہے کہ فقر میرے دامن کا پوشیدہ راز ہے۔ یہ حضور ہی کی شان و عظمت ہے اور کریمی ہے کہ جس جھولی میں چاہیں یہ پھل ڈال دیں اور جسے چاہیں محروم کردیں۔ تھوڑی سی گنجائش

Marfat.com

ہے اگر یہ پھل کہہ دے کہ میں چاہتا ہوں فلاں لب ہیرا رس لے لے، تو اس کو اختیار دے دیا جاتا ہے۔ پھر یہ ذاتِ ربیؐ کے انوار میں غرق ہو جاتا ہے اور جب غرق ہو جاتا ہے تو رب ہی چاہیں کسی مصلحت سے کچھ وقت کے لئے باہر کریں ورنہ یہ باہر نہیں آتا۔ ایسے عشاق خود جان پیش کرتے ہیں، فرشتے ان کی جان نہیں نکالتے۔ جان خود نکل کر بارگاہِ محبوب میں پیش ہو جاتی ہے۔ سرکار کی حضوری میں چلی جاتی ہے، اس کا کیا حساب اور کیا کتاب۔ رب ہی جانتا ہے اگر وارنٹ کسی کے نکلے ہوں اور وہ شاہِ وقت کے ہاں ٹھہر جائے، تو وارنٹ کی تعمیل نہیں ہوتی۔ فرشتے لوٹ جاتے ہیں، ان کا بھی ایک وقت ہوتا ہے فنا ہونے کا اور ایک وقت سایہ دینے کا اور پھر ایک وقت اس کی نجات کا ہوتا ہے۔ ہر طرف سے نجات۔ یہ تین منازل ہیں۔ پہلے فنا ہو، پھر خدمت کر، پھر واصل ہو جا۔ دنیا کا ہر وہ فکر جو دل میں گھر کر جائے، وہ نعمت کا گرہن اور دِل کی زندگی کی بیماری ہے۔ دل میں اگر فکرِ دنیا آ گیا، تو خضوع و خشوع نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ دے کر چھینا نہیں کرتا۔ انسان خود ضائع کرتا ہے۔ وہ تو عجیب باتیں ہیں، عجیب

Marfat.com

قصّے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان جانو کہ اتنے گناہوں کے ساتھ مانگنے کی توفیق بخش دی۔ اس زمانے میں قلبی زندگی کی حفاظت ضروری ہے۔ پریشانیوں کے دَور میں صرف قلب مدافعت کرتا ہے۔ اگر دل قوی ہے تو نکل جائے گا۔ تھکے ہوئے بازو منجدھار میں چپّو نہیں چلا سکتے۔ اللہ تعالیٰ پر راضی ہونا سیکھ لو گے تو دل کو فکر دِتیا کھا نہیں سکتا ورنہ کوئی فکر کھاتا ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی بھیک مانگا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے چاہنے والوں کے لئے بڑے غم، بڑی بلائیں رکھی ہیں۔ اہلِ ظاہر تو نعمت و آسائش پر بھی راضی نہیں۔ وقت قریب ہے جب اس منزل کی پوری حقیقت کھُل جائے گی، کسی پر وار دہوئی تو دیکھ لو گے یا خود مبتلا ہو کے دیکھ لو گے۔ ہر صورت کچھ ظاہر ہو جائے گا۔ فقیر کے دین کا بھی کچھ پتہ چل جائے گا کہ تمہارے پاس کیا کچھ ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ فقیر مہاجر ہوتے ہیں اس دنیا میں خدائی Refugee ہوتے ہیں، پناہ گیر ہوتے ہیں، لیکن پناہ اسی کی لیتے ہیں۔ اپنا غم دنیا کو نہیں سُناتے، اسی کو سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بولتے ہیں، اللہ تعالیٰ گونگے نہیں لیکن کلام کے لئے تعلق پہلی چیز ہے، تعلق پیدا کرو۔ لاہور میں پرانے خطوط تلف

Marfat.com

کرر ہا تھا۔ ایک ہندو کا خط تھا۔ لکھا تھا: ''گرو جی آپ چلے گئے، لیکن آپ کا خط نہ آنے سے طبیعت کو سکون نہ تھا۔ اتنے میں آپ کا خط ملا تو چند سطریں پڑھ کر ایسی حالت وارد ہوئی کہ ناچنے کو جی چاہتا ہے۔ دو رکعت نفل پڑھ کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ پیش کیا ہے کہ گرو کا خط آ گیا۔ درود تاج پڑھا، ''ثقلین'' پر جب پہنچا تو شیشہ گر کر چکنا چور ہو گیا''۔ یہ ہندو کی داستان ہے۔ وہ تو شکر ہے کہ شیشے پر نظر پڑ گئی۔ اگر آدمی سامنے آ جاتا تو اس کا سینہ شق ہو جاتا۔ وہ تو عشقِ رسول میں ڈوبا ہوا تھا۔ کبھی اللہ کی محبت میں اللہ تو نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر شے کا مختار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: ''جس طرف نظر اٹھا کر دیکھے ہم مُردہ کو زندہ کر دیں گے، خُفتہ کو بیدار کر دیں گے''۔ بُت پرست نے سچائی سے محبت کی، وہ بھی مؤذن بن گیا۔ اللہ کے دوست اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوب کر اس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس نے شکریہ اس ذاتِ پاک کا ادا کیا جس کو اپنا سمجھتا تھا۔ جب ایک بُت پرست محبّت کے اس کمال کو پہنچ سکتا ہے تو جسے پیدا ہی محبّت کے لئے کیا گیا، اگر وہ محبت میں سچائی پیدا کر لے تو اس کی پرواز کیا ہو گی اور ادا کیا ہو گی۔ ہر ایک کا نفس کہتا رہتا ہے کہ یونہی معاملے ہو جائیں گے۔ ایسا نہیں۔ ایک دن چلنا ہی ہے۔

Marfat.com

حکم آئے گا۔ مرضی اختیار نہ پوچھا جائے گا۔ ضمانتیں سب ساتھ رکھنی چاہئیں۔ کیا پتہ کس وقت کیا عالم ہو۔ ہندو کہتا تھا دوزخ مل جائے لیکن آپ کی گود ہو یا قدم تو ہوں۔ میں کہتا تھا مجھے اللہ والوں کی دعا ایسی ملی ہے کہ جس کی جان میرے قدموں پر نکل گئی، اس کے لئے دوزخ کا تو سوال ہی نہیں۔ چلتے وقت کیا فاصلہ کوئی چیز نہیں، محبت ہو تو سہی۔ دیکھ تنہائیوں میں کیسی بات ہوتی ہے۔ خدا سے نعمت کا مطالبہ کرنا تو کہنا یا اللہ ظرف دے، ویسے مطالبہ نہ کرنا۔ سہرے کے پھول ہلکے ہوتے ہیں اور بول "قبول کیا" بھی بڑے ہلکے ہوتے ہیں۔ مگر ذمہ داریاں بہت ہوتی ہیں۔ ہمّت بھی مانگ، ظرف بھی مانگ، ضبط بھی مانگ، سلیقہ بھی مانگ۔ مسلمانوں میں کئی بار اس فقیر نے ارادے کیئے کہ کسی کو محرمِ راز بنا لوں۔ حوصلے پست ہو گئے اور ان کے دم ٹوٹ گئے۔ اب پھل پک چکا ہے۔ اب دیکھو کس کے مُنہ میں جا کر پڑتا ہے۔ پکّے ہوئے پھل کو پتھر نہیں مارنے چاہئیں۔ اب رس بہہ جائے یا کسی کے مُنہ میں چلا جائے، دُعائیں حاصل کرو۔ نعمت کا مطالبہ ہے تو ہمّت و ظرف پیدا کرو۔ ہر بوسے کے ساتھ ہزار گالی ہے۔ مشاہدہ کا مقام بہت مشکل ہے۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہ، کے لئے ہیں جو عالمِ کون ومکان کے خالق ہیں اور جن کا اپنی مخلوق پر یہ کرم ہے کہ اپنے محبوب کو اپنی مخلوق میں بھیج دیا۔ اے عزیز! وہ رب ان بندوں پر راضی ہو جاتے ہیں جو گناہ پر شرم اختیار کر لیتے ہیں اور نیکیوں کا غرور ترک کر دیتے ہیں۔ جو گناہوں کو بھولتے اور نیکیوں کو گنتے ہیں، وہی رب سے دور ہوتے ہیں۔ شکر کرنے والے نعمتوں کو بڑھا لیتے ہیں۔ بندے کے لئے یہ ہے کہ اپنے رب کے دروازے پر صدا دے۔ عطا ضرور ہوگی۔ ان کے دَر سب کے لئے کھلے ہیں۔ بندہ اپنی ضرورت کے تحت آواز دیتا ہے۔ یہ کریم کے کرم کی شان ہے کہ اس کی ضرورت پوری کر کے اس بندے کو پکار لیتے ہیں، وہ نصیب والوں میں ہے۔ جن کے نصیبوں میں اندھیرا ہوتا ہے، ان کے دلوں سے اپنی یاد چھین لیتے ہیں، پکار سے محروم کر دیتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، ان پر مغفرت کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ جو محبّت سے پکارتے ہیں، ان پر ذکر کے دروازے کھلے

Marfat.com

رہتے ہیں۔ محبت جن سینوں میں ہے، وہ نور ہے۔ جب وہ نور کسی بندے کو دیکھ لے، اللہ کریم اس دل کی حالت بدل دیتے ہیں، روح کے سناٹے دُور کر دیتے ہیں۔ ان کا دیکھنا اللہ کا ملاپ ہے۔ ان کا نظر ہٹا لینا اللہ سے دُوری ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، جب تختِ خلافت پر تشریف فرما ہوئے، تو منبرِ رسول پر کھڑے ہو کر پہلے مجمع پر نظر ڈالی۔ کوئی مضطرب ہوا، کوئی مدہوش، کوئی رونے لگا۔ لوگوں نے پوچھا: "اے امیر المومنین! یہ کیا راز ہے؟" فرمایا: "کہنے سے کر دینا زیادہ بہتر ہے۔" یہ اہلِ نور کہتے کم اور کرتے زیادہ ہیں۔ ان کی نظر کا اُٹھنا خفتہ کو بیدار کر دیتا ہے، غافل غفلت سے نجات پا جاتا ہے، گناہ گار گناہ سے نجات پا جاتا ہے، حاجت مند حاجت کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن کو یہ توفیق عطا فرماتے ہیں، وہ دیکھتے بہت ہیں کہتے نہیں، احسانوں کو جتلاتے نہیں، فرش پر بھی خادم ہیں اور عرش پر بھی۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حبیب کی محبت کا وسیلہ ہیں اور عرش میں وہی ان کے دامن میں ہوں گے جو فرش پر دامن مضبوطی سے پکڑیں گے۔ اُن کا حشر بھی اہلِ محبّت کے ساتھ ہو گا۔ اللہ کی سب سے بڑی دین ان کی اپنی توحید ہے۔

Marfat.com

سب سے بڑا انعام ہے یہ ۔ توحید کی اصل محبّتِ رسول ہے ، یہی محبّتِ باری تعالیٰ ہے۔ جو زینہ بہ زینہ چڑھتے ہیں' حفاظت سے بلندیوں پر پہنچتے ہیں۔ جو زینہ چھوڑ دیتے ہیں' بلندیوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ پر سمیٹنے والے پرواز سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جب اللہ کی محبّت میں فکر اختیار کرتے ہیں' تو باطنی پَر کھول دیتے ہیں۔ پھر سیر کرتے بھی ہیں' کرواتے بھی ہیں۔ اللہ سب پر کرم فرمائیں ۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کے لئے ہیں۔
اے عزیز جو کچھ عالمِ وجود میں آیا سب صدقہ محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جتنی مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہر مخلوق کو ایک ظاہر عطا فرمایا اور ایک باطن عطا فرمایا۔ اے عزیز! کسی بھی شئے کو آپ لیں گے اس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ مثال کے طور پر ناریل ہی کو لیجئے۔ اس کے ظاہر میں لمبے لمبے بال ہیں لیکن باطن میں پانی اور گودا ہے۔ اس میں غور و فکر کریں گے تو سو قسم کی چیزیں برآمد کریں گے۔
جو ظاہر میں ہے، باطن میں اس سے کہیں زیادہ ہے اور اس مخلوق میں سے سب سے اعلیٰ مخلوق اور اشرف ترین مخلوق رب نے انسان کو قرار دیا ہے۔ انسان ہی کو اپنا پردہ بنایا، اپنے بھید کا خزانہ بنایا۔ ہر ذات کو شرف اس کی نسبت سے ہے۔ انسان کو اللہ نے کئی جہت سے خود سے منسوب کیا ہے، اسی وجہ سے اشرف ہے۔ انسان کا جسم کچھ اجزاء کی ترتیب ہے لیکن اس کا باطن ایک عجیب و غریب دُنیا ہے۔

Marfat.com

ہر ذات اپنے باطن کو خوب سمجھتی اور پہچانتی ہے۔ لیکن بالمقابل ذات بجز رب العلا و حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے کوئی ذات سمجھ نہیں سکتی، حتیٰ کہ اپنے باطن سے کچھ ظاہر نہ کر دے۔ ہر ذات باطن کو ظاہر کرنے سے پہلے تعلق پر نظر ڈالتی ہے۔ اس کی محبت پر نظر ڈالتی ہے۔ جیسی محبّت اور جیسا تعلق ہوتا ہے، اسی قسم کا راز اس کے سپرد کر دیتی ہے۔ میں ندا کو دہرانے والا ہوں۔ اصل نہیں ہوں، نقل ہوں۔ لیکن نقل اصل کی خبر ہے۔ نقل کے پردے میں اصل ہی ہوتی ہے۔ اہلِ ظاہر وہ ہیں جو اللہ کی نظر میں ہیں۔ اہلِ باطن وہ ہیں جن میں اللہ کی نظر ہے۔ ہر عالمِ کون و مکاں کو اللہ کی نظر محیط کئے ہوئے ہے، لیکن اہلِ محبت کے سینے میں اللہ کی نظر پیوست ہے۔ جس میں جس کی نظر ہوتی ہے، وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے، وہ اس کا عارف ہوتا ہے۔ اہلِ نظر کا کسی کو دیکھ لینا خدا سے ملاپ کرا دیتا ہے۔ جو جس سے متعلق ہے، جب کسی طرف جاتے ہیں تو دوست ساتھ ہوتا ہے۔ اہل اللہ جس طرف جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے خوشی پیدا ہوتی ہے، برکت پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

جس جگہ سے یہ مُنہ موڑ لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ منہ موڑ لیتے ہیں۔ جن سے مُنہ موڑ لیتے ہیں ان کا رزق، لباس وغیرہ بند نہیں کرتے۔ جو رب کے انکاری ہیں ان کی نعمت بڑھا دیتے ہیں۔ غفلت کے سامان دے دیتے ہیں کہ کہیں بھول کر ہمیں یاد نہ کرلے کیونکہ یاد کرے گا تو رب بھی یاد کریں گے۔ یاد کرنے والا ایمان سے محروم ہو نہیں سکتا۔ ان کی رحمت جب کسی مقام سے مُنہ موڑتی ہے، دل پژمردہ رہتا ہے سکون سے محروم ہوتا ہے، سینے غمِ دنیا سے بھر جاتے ہیں۔ سب کچھ ہوتے ہوئے، ان کے لئے نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

ہر ذات جو مربّی ہوئی اس نے ہمیشہ بندوں کو خبردار کیا کہ اہلِ دل کی شکستہ دلی، ان کے دکھ غم سے پناہ مانگ۔ کسی اہلِ دل کا غمزدہ ہونا عرش تک کی فضاؤں کو اداس کر دیتا ہے۔ اہلِ باطن وہ ہیں جن کے دل میں نظر ہے۔ اہلِ نظر وہ ہیں جو محبّت سے مالامال ہیں۔ جمالِ دوست ان کی نظر میں ہے اور یادِ دوست بس ان کا دل فنا ہے۔ رُوح وصل کے لئے بے قرار و بے چین ہے۔ اہلِ محبّت کی شان عجیب ہے۔ یہ محبوب سے جدائی گوارا نہیں کرتے، کیونکہ کوئی ذات اپنے ہاتھوں اپنی موت وارد نہیں کرتی۔

Marfat.com

عاشق کی حیات محبوب کا وصال ہے، راہوں کی روشنی جمالِ دوست کی ہے۔ منزل جمالِ دوست ہے۔ اس محبّت کی ابتداء زادِ راہ، تسکین، سکونِ دل، حیاتِ ابدی اور انتہا، سب جمالِ دوست ہے۔ جب دیکھے گا، جس پہلو سے دیکھے گا، ایک جمال دوست ہے جو کئی برقعوں میں جلوہ گر ہے۔ پہلا جمال، جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ نم نہ ہوتی، تو مومن گریہ نہ کر سکتا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فنائے دوست نہ ہوتے، تو آج یہ فنا ہیت نہ ہوتی۔ اگر دوست کا دل، دل کی آنکھ سے دوست کو نہ دیکھتا، تو آج قلب کی آنکھ نہ ہوتی۔ رحمت نہ ہوتی، تو گناہ وجود میں نہ آتا۔ اپنے حبیب کی رحمت کو ظاہر کرنا مقصود تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان و عظمت ہے۔ جو جس کے پاس ہے، پھول کے پاس مسکراہٹ، بُلبل کے پاس نالہ، سب جمال دوست میں سے آیا ہے۔ جمالِ دوست نہ ہوتا تو عالمِ کون و مکان نہ ہوتا۔ دیکھنے والی آنکھ چاہیے۔ حسنِ ظاہر کے لئے ظاہر کی آنکھ ہے، باطن کی جلوہ گری کے لئے دل کی آنکھ ہے، عرش تک پرواز کرنے کے لئے روح ہے۔ دُنیا کا سفر قدم طے کرتے ہیں، دُنیا میں رہبری کے لئے عقل کثیف ہے اور دل کے لئے محبّت لطیف ہے۔

Marfat.com

لطیف، لطیف کے لئے صاحبِ حضور ہوتے ہیں۔ بینا جمالِ دوست سے سرشار ہوتے ہیں۔ انہیں جب حکم ہوتا ہے، یہ پناہ مانگتے ہیں۔ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: "اے حبیب! تم رسولِ آخر الزماں ہو۔ محبوب بھی ہو، عالم کے لئے رسول بھی ہو۔ مخلوق کے لئے نعمت (رحمت)، عشاق کی منزل، مومنوں کے دل کے سرور۔" محبوبیّت ان کے لئے ہے، رسالت ہمارے لئے ہے۔ محبّت اس کی فطرت ہوتی ہے۔ محبّت کی طلب جمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مختار ہے۔ سراپا محبّت ہے۔ ویسے ہی پائے کے جمال کی ضرورت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی حسین و جمیل نہیں۔ محبوبیّت اپنے لئے رکھی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام وہ لوگ نہیں سمجھ سکتے، جو اللہ عزّوجل کی محبّت میں فنا نہیں ہوتے۔ جو فنا ہوتے ہیں، وہی کچھ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اگر وہ محبوبیّت نہ ہوتی، تو آج اہلِ اللہ میں محبوبیت نہ ہوتی۔ یہ ذرہ ہے، وہ آفتاب ہے۔ اسی کا صدقہ ہے شعاعِ آفتاب۔ آفتاب کی معرفت اُس کی رہبر ہے۔ اہلِ اللہ کی محبوبیّت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیّت کی رہبر ہے۔ محبّت والے کسی بات کی دلیل پیش نہیں کرتے۔

Marfat.com

اداؤں سے عالم بخشوا دیں اور اداؤں سے گرفتار کرا دیں۔
جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غم زدہ چہرے لے کر جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہمیں تو دیکھا ہوتا، بارگاہ میں دامن پھیلایا تو ہوتا۔ محبوبیت کی یہ شان اگر سمجھنا ہے، تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کے واقعے کی طرف دیکھو۔ جب آپ نے سر سجدے میں رکھ دیا اور فرمایا: "جب تک بابا جان کی امت بخشی نہ جائے گی یہ سر نہ اُٹھے گا۔"
دوزخ اور پل صراط کے بارے میں جب وحی آئی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وحی کے بعد ایک عجیب غم پیدا ہوا۔ اللہ عزّوجل کو اپنی مخلوق بخشوانی تھی، اس لئے اپنے محبوب کو یہ غم دیا۔ حضور پاک ایک غار میں جا کر سر بسجود ہو گئے اور عرض کرنے لگے: "میری امت گناہ گار ہو گی۔ وہ پل صراط کو کیسے عبور کرے گی۔ جب تک تو کرم نہ فرمائے گا، میری اُمت کے فیصلے میں نرمی نہ برتے گا، سَر نہ اُٹھے گا۔"
تین دن گزر گئے۔ صحابہ کرامؓ تلاش میں نکلے۔ ہر ذرّہ حضور پُر نور کے جمال سے روشن ہے۔ ایک گڈریے نے بتایا کہ غار کے اندر سے کسی شخص کے رونے کی آواز آتی ہے۔ جب صحابہ کرام وہاں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر بسجود رو رہے تھے۔ عرض

Marfat.com

کی: ”یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! عاشق منتظر ہیں، پریشان ہیں۔“ فرمایا: ”اے ابوہریرہ! تُو نہیں جانتا میری امت پہ کیا وقت آن پڑا ہے۔ میری امت کے پاس بجز گناہوں کے کیا ہوگا۔ جب تک ربّ تعالیٰ اس فیصلے میں نرمی نہ کر دے، یہ سَر نہ اُٹھے گا۔“

سب نے فیصلہ کیا کہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء کی محبّت کے بغیر کوئی ذات نہیں جو آپ کو واپس لے آئے۔ سب نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ”آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے بابا جان کا کیا حال ہے۔ رنگ زرد ہے، آنکھیں دھنس چکی ہیں، جان خطرے میں ہے۔“ آپ وہاں گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے میری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے جنّت کی خاتونوں کا سردار کیا، لیکن میں اپنی امّت کے غم میں ہوں۔ تو جا۔“ محبّت کی شان و عظمت یہ ہے کہ محبوب کا غم اپنا غم سمجھ کر کود جاتی ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزّہراء نے بھی سر سجدے میں رکھ دیا کہ یہ سَر بھی نہ اُٹھے گا خواہ کچھ ہو جائے۔ محبوب کی محبوبہ نے جب سَر رکھ دیا، تو وحی آئی: ”فاطمہ سے کہو سَر اُٹھالیں، ان کے بابا جان کی امّت پُل صراط سے پرواز کرے گی۔“ باباجان

Marfat.com

کے جسمِ اطہر سے لوگوں کی پھینکی ہوئی گندگی پاک صاف کرنے والی ذات آپ تھیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پکاریں گے: "اپنے بچوں کے خون کا قصاص طلب کر لو۔" عرشِ معلّٰی کا پایہ تھام کر پکاریں گی: "اے ربّ تعالیٰ! میرے شہزادوں کے خون کا بدلہ دے۔ میرے بابا جان کی اُمّت کو بخش دے۔" یہ بدلہ ہے (میدانِ کربلا میں اپنے خون سے اسلام کو سینچا)۔ یہ محبّت کی عظمتیں اور بلندیاں ہیں، یہ پستی کی شے نہیں۔ یہ دلِ یزداں سے نکلی ہے۔ قلبِ مومن کے لئے تحفہ ہے۔ فقیر کو تُحفہ دے چکا۔ اب چاہے راہ چلتے کو دے دو۔ راستے میں خراب کر لو۔ یہاں تحفے کی قدر نہیں ہوتی، پھر تُحفہ دینے سے انکاری ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو یہ تحفہ دیا۔ یہ تحفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیرِ خدا، مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا۔ ایک محبّتِ عطا ہوتی ہے، اس میں ولایت کبریٰ بھی ہے اور ولایتِ صغریٰ بھی اور ہو جانے کے بعد بڑی احتیاط ہے۔ جب بندہ چلتا ہے اس راہ میں، تو سفر لمبا ہے۔ جب رب بندے کو اپنا بنانا چاہتے ہیں، تو منزل قریب ہے۔ اُنہوں نے چاہا، تو منزل آپ کے پاس ہے۔ جو عطا ہوتی ہے، وہ شکر چاہتی ہے۔ جو

Marfat.com

منزل طلب کی جاتی ہے، وہ صبر چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب نے یہ تحفہ خاتونِ جنّت کو عطا فرمایا، پھر منتقل ہوتا چلا آیا۔

محبّت کے بڑے بڑے امتحان ہیں۔ جیسے مقامات ہیں، ویسی ہی کسوٹی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتونِ جنّت سے کمال محبت تھی۔ بغیر پیار کئے، سفر پر نہ جاتے تھے۔ پھر گلشنِ رسول کے پھول سیّدہ فاطمۃ الزّہراء کے لعل، مجسمۂ صبر حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑا بن جاتے اور زلفوں کو لگام بنا کر تھما دیتے تھے۔ شہزادگان سجدے کی حالت میں سوار ہو جاتے تھے، تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے طویل کر دیتے تھے۔ انہیں دکھایا گیا کہ کربلا میں آپ کے نواسوں کا خون بہے گا اور اس خون کے صدقے میں عالمِ اسلام کو سرخرو کریں گے۔ سرخروئی تو آپ کی محبت کے خون کی ہو گی۔ خواب میں ایک صحابی نے دیکھا کہ حضرت خاتونِ جنّت اپنے بالوں سے میدانِ کربلا کو صاف فرما رہی ہیں اور یہ فرما رہی ہیں کہ کل میرے شہزادے یہاں تڑپیں گے، اِس لئے کانٹے صاف کر رہی ہوں کہ

Marfat.com

ان کے جسموں کو تکلیف نہ ہو۔

یہ محبت کی کچھ عظمتیں تھیں جو واقعات میں ظہور پذیر ہوئیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو وحی بھیجی کہ آپ رسول ہیں، تو آپ رونے لگے کہ کون سا گناہ سرزد ہوا کہ خود سے جدا کر کے دنیا والوں میں بھیج رہے ہیں۔ ارشاد ہوا: "میرے حبیب! غم نہ کر، میرا پیغام دنیا میں پہنچا۔ میں دنیا میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہارا دل دنیا میں رہ کر بھی میرے ساتھ ہوگا۔" اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے جن کو صدقۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں محبت عطا ہوئی، ان کے دل، دنیا میں ہوتے ہوئے بھی، دنیا میں نہیں ہوتے۔ ان کے جسم دنیا کی حرکت میں نہیں ہوتے۔ یہ جب کسی پر نظر اٹھاتے ہیں، تو اس نظر کے پردے میں اللہ تعالیٰ کی نظر ہوتی ہے۔ دنیا والوں کو ظاہری نظر سے دیکھتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی تلاش میں کوئی آتا ہے، تو پوشیدہ نظر سے اس دل کو دیکھتے ہیں اور دیکھتے ہی وہ دل اپنی اصل کو پہنچ جاتا ہے۔ اہل ظاہر کا حق ظاہری نظر ہے اور اہلِ باطن کا حق باطنی نظر ہے۔ جس کو محبت عطا کر دیتے ہیں،

Marfat.com

اس کو فنا سے نکال دیتے ہیں۔ جس کو بقا دیتے ہیں، اس کو حضوریٔ رسالت میں پہنچا دیتے ہیں۔ یہ اداؤں سے سوال کرتے ہیں، اداؤں سے انعام واکرام ومراد لیتے ہیں اور اداؤں سے عالم کو نوازتے ہیں۔ جس پر ظاہر ہوتی ہے، قیامت ہو جاتی ہے۔ حشر میں وہ کب گوارا کریں گے کہ محبوب سوال کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف دیکھ کر مسکرا دیں گے، وہ جنّتی اور جدھر سے نظریں ہٹالیں گے، وہ دوزخی۔ محبوب تا حدِّ نگاہ کرم فرمائیں گے۔ اِس عالم میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہو جاتی ہے تو رُوح مست و سرشار ہو جاتی ہے۔ اس لذّت پر سینکڑوں جنّتیں نثار ہو جاتی ہیں۔ کہیں جمال پر سے پردہ ہٹا دیں تو ہر حُسن ماند ہے۔ آپ کے حُسن کے سامنے جہاں سے نظریں اُٹھ جاتی ہیں، دل کو سکون نہیں، روح کو چین نصیب نہیں۔ جس پر میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہو جائے، اس کی رُوح میں ویرانی نہیں، دل کی موت نہیں، نجات کا غم نہیں، کتاب کے مطالعہ کی ضرورت نہیں۔ جہالت علم سے بدل جاتی ہے، پھر وہی نظر معرفت سے بدل جاتی ہے۔ دراصل واصلِ حق وہی نظر ہوتی ہے۔ جہاں سے وہ نظر آتی ہے

Marfat.com

وہیں جا کے گم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر اُدھر ہی ہے جدھر محبوب کی نظر ہے۔

واقعہ اپنے شیخ کا یاد آ گیا۔ اللہ کا کرم ہے اللہ تعالیٰ کے دوستوں نے کرم کیا۔ اہلِ دنیا تو میری خوبی سے بھی محبّت نہ کر سکے۔ اہل اللہ نے مجھ عیبوں سے پُر کو گلے لگا لیا۔ اعلیٰ حضرت نے میری طلبی فرمائی، شیخ کے ہمراہ گیا۔ چچا محترم حضرت حافظ محمد جعفر رحمتہ اللہ علیہ دہلی کے صاحبِ خدمت تھے۔ بڑی محبّت اور شفقت فرماتے تھے۔ میں نے محبّت کا حق ادا نہ کیا۔ محبّت کی وفا میں اتنی لذت نہیں، جتنی بے وفائی میں قیامت ہے۔ یہ دکھ اور غم سینوں میں رکھتے ہیں۔ حضرت جعفر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کراچی والوں پر اعلیٰ حضرت کی جتنی نظر کرم ہے، اتنی ہمارے حلقے کی طرف نہیں ہے۔ اہل محبّت دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔ چوٹیں یوں کھاتے ہیں کہ کسی کے دل پر غور نہیں کرتے تاکہ کوئی غلط بات سامنے نہ آئے اور دل اِن سے پھر جائے۔ اعلیٰ حضرت کے مکاشفے کا عجیب عالم تھا۔ سہارنپور بیٹھے ہوئے کراچی کے گھر کا نقشہ بیان کر دیتے تھے جیسے سامنے بیٹھے ہیں۔ فرمایا: ہماری

Marfat.com

نظر اُدھر ہے جدھر ہمارا محبوب ہے ۔ میرے آقا سیّدی و مرشدی اعلیٰ حضرت کے محبوب ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی نظر اس کوچے بس ہے جدھر ان کے محبوب کی نظر ہے اور محبوب کی ادھر ہے جہاں ان کے محبوبوں کی نظر ہے ۔ اہل اللہ کی نظر، نظرِ رسول ہے ۔ جب یہ کسی پر پڑتی ہے آنکھ ٹپکنے لگتی ہے ، صحیح عبادت ہوتی ہے ۔ اللہ اور اس کے محبوب کو منانے کی فکر ہوتی ہے ۔ یہ نظر اس لئے پڑتی ہے کہ اس راہ کو طے کرسکیں، جو طالب کے دل سے شروع ہو کر مطلوب کے دل تک ہے ۔ ہمارے ہی دل منافق ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ نگاہِ شیخ تمہارے دلوں کو نہ بدل دے ۔

جوں جوں دنیا والوں سے طبیعت ہٹتی چلی جائے گی (اور طبیعت اس وقت سرد ہوتی ہے جب دنیا والے مار مارتے ہیں) آدمی پھر خدا کی گود کی طرف جائے گا، اور پھر جا کر واپس نہیں آئے گا ۔ یہ چوٹ مارنے والے کو دُعا سے محروم نہیں کرتے ، لیکن پیٹھ دنیا کی طرف کر لیتے ہیں اور مُنہ ربّ کی طرف کر لیتے ہیں ۔ میری چپ میری اپنی اصل کی فکر ہے ۔ اب تمہاری طرف پیٹھ کر کے بات کرتا ہے ۔ مُنہ کو اب ربّ کی طرف کر کے بات کرنی اور سُننی ہے ۔ لیکن فقیر کسی کو کسی حال

Marfat.com

سے محروم نہ کرے گا۔ فقیر کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم تو وہ بات لے جاؤ جو میرے سینے میں ہے۔ تمہارے لئے دنیا کی خوشیاں ہیں، فقیر کے غم کی وجہ سے غم میں مبتلا نہ ہو، فقیر کے لئے رب کافی ہے۔ غم کا مداوا اور کفالت کے لئے کسی حُسن کی ضرورت نہیں، جمالِ حبیب کافی ہے۔ کسی اہل اللہ کے حال، دُکھ اور غم کو تم نہیں سمجھ سکتے۔ وہ زخمی ہونے کا عادی ہے لیکن آہ بھرنے کی اجازت نہیں۔ وہ غم سہنے پر مامور ہے۔ رب خود ہی مرہم پٹی کرتے ہیں جو اہلِ دنیا میں وفا تلاش کرتا ہے، اسے چوٹ کھانی پڑے گی۔ جو خدا کو چٹکی چٹکی آٹے میں حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ فریب میں ہے۔ خدا تو خدا ہے، وہی ریکارڈ نغمہ بجاتا ہے جسے سوئی چھیدتی ہے۔ ہمارے اندر بھی زخم پیدا ہوتے ہیں۔ جب زخمی ہو جاتے ہیں، تو خوب نغمے اُبل پڑتے ہیں۔ اب حلقے میں وہ شگفتگی نہ رہی جو تمہاری روحوں کو لذّت چکھانے والا تھا، تم نے اس کا دل توڑ دیا۔ سکُون اور لذّت کیسے حاصل کرو گے، جب تک اپنی اصل پر نہ لَوٹو گے، اس کے ساتھ منافقت نہ چھوڑو گے اور دل سے معاملہ درست نہ کرو گے۔

Marfat.com

مجھے کوئی سینہ متحمل نظر نہیں آتا کہ میں اپنی نظر رکھ دوں۔ فقیر اپنی راحت بانٹے گا، نعمت بانٹے گا، پھول دے گا، غم نہیں دے گا۔ تم انگارے میری جھولی میں ڈالو۔ مَیں نے اب تک تمہیں پُھول دیئے۔ محبت والوں کا تحفہ سمجھ کر انگارے یہاں بھی سنبھال رکھے ہیں۔ جو خدمت چاہیے لے لو۔ میری عُمر کی شام ہے، منزل دُور ہے، اس لئے رفتار کو تیز کیا ہے۔ یہ آپ کے لئے سُکھ کی چیز ہے۔ اہلِ دل کے دل کو سکون ہو گا، تو وہ تمہیں بھی سکُون دے گا۔ فقیر کے دل کو راضی کرنا سیکھ لو۔ گھٹنے بھی جواب دے گئے دھوتے دھوتے۔ جب تم پر بَلا آئے گی، تو یہ ڈھال بنے گا۔ گپّوں کا ٹائم نہیں۔ میرا جو کچھ ہے، ربّ کا انعام ہے، جو صورتِ شیخ میں مظہر ہے۔ دکھ لینے والا سب کو اپنا دکھ بتایا نہیں کرتا۔ دعا گو تو دعا ہی دیتے ہیں۔ غمگین کو تو خوش کرنے کی کوشش کرو۔ نڈر سخی کا غلام ہوں۔ غمگین کو خوش کرو، نہ کہ اس کا زخم ہَرا کرو۔ پروردۂ نظر ہوں، نظر سے دیکھتا آیا ہوں۔ اگر محبّت والا دل لے کر آؤ گے، تو دیکھ لوں گا۔ بھیک لینے والا ہوں، بھیک دیتا آیا ہوں۔ دل کی دھڑکن ضرور سُنتا ہوں۔ دُنیاوی جاہ وحشم کا رائی بھر

Marfat.com

خیال میرے دل میں نہیں۔ لاہور میں کہا گیا کہ گیارہویں شریف کا خرچہ پورا کر دو، تو کراچی نہ جاؤں گا۔ ایک غریب کے پاس کل پانچ سو روپے تھے۔ پیش کر دیئے کہ بھائی جان سب آپ پر نثار ہیں، آپ رک جائیں۔

مال داروں کی وجہ سے بڑے عذاب میں گھرا ہوا ہوں۔ وہ رب کی نافرمانیاں کرتے ہیں، بغاوت کرتے ہیں اور فقیر اُن کے لئے توبہ کرتا ہے۔ غریب سے تو طبیعت سکون پکڑ جاتی ہے۔ جی چاہتا ہے اُن کی طلب دیکھ کر اُن کے قلب میں بسیرا کر لوں۔ میرے پاس لاکھ روپے دینے والے کی بھی غفلت نہیں۔ جس کا قلب اللہ کی طرف صادق ہے اس کی عظمت میرے پاس ہے۔ ایک کی محبت میں خاندانوں کے عذاب لئے ہوئے ہوں۔ میرے شیخ کی دُعا ہے "قسم ہے ربّ العزّت کی، دنیا تیری محتاج رہے گی تو کسی کا محتاج نہ رہے گا۔" اعلیٰ حضرت فرماتے تھے، تجھے کس چیز کا غم جس کی پشت پر دو دو دعا گو۔ شیخ سے زندگی کا راز نہیں چھپاتا۔ محبّت اِس کو کہتے ہیں کہ دل کو جس کی امانت کر دیا، کر دیا۔ کوڑیوں کے ہیر پھیر کا نام محبت نہیں۔ مجھے شیخ کی محبت پر پورا بھروسہ ہے۔ فقیر بڑا غیور

Marfat.com

ہے۔ اپنی محبت کی لاج پالنے والا ہے۔ مخلوق کے بھروسے پر خدا کے کام میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ دنیا والے لاکھوں لیتے اور کوڑیاں دیتے ہیں اور وہ بھی ڈرتے ڈرتے۔ ہیرا پھیری والے دل کی ضرورت نہیں۔ سیدھے لوگ دل کی ضرورت ہیں۔ ٹپکتے ہوئے برتنوں میں اتنی بھری ہوئی ہے یہ بھی غنیمت ہے۔ دل کا پھاٹک کھول دے۔ درخت پر شاخ ہو گی تو کوئی آشیانہ بنائے گا۔ کوئی اگر ہاتھ میں بچھو لے کر بیٹھے گا تو کون پاس بٹھائے گا۔ ہاں اہل اللہ بچھو کو بھی غذا سے محروم نہیں کرتے۔ اگر مریض دولتی مار کر دوا کی شیشی توڑ دے تو طبیب سوچتا ہے۔ جس کا ہاتھ پکڑا ہے اس کو چھوڑے گا نہیں۔ قلبوں میں صحیح عقیدے پیدا کر لو، تو وہی سرشاریاں حاصل ہو جائیں گی۔ چونا لگانے والے کو کیا ملے گا۔ جتنی جس کو دنیا میں آسائش ملی ہے، اتنا ہی اس کا دل اللہ کی راہ میں صدیق نہیں، منافق ہے اور اللہ سے دور ہے۔ جتنا ہی دنیا کی فکر دل میں لیتے جاؤ گے، اتنا ہی خدا سے دور ہوتے جاؤ گے۔ میرا رب دے کر واپس نہیں لیتا۔ تم راستے میں پھینک دو تو اور بات ہے۔ اپنے دلوں کو صحیح رجوع کر لو۔ نیکی کی مقبولیت کا آسان طریقہ نیکی کی ترغیب دینا اور اپنی نیکی کو بھول جانا ہے۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ کیلئے ہیں۔
اللہ جل شانہٗ بندے کے عمل پر نظر نہیں رکھتے، بلکہ اس نیّت پر جو عمل کے پیچھے ہے۔ جزا نیّت کی ہے۔ اے عزیز! نیّت اس وقت تک درست نہیں ہوتی، جب تک انسان کا دل پاک نہیں ہوتا۔ پاک دل کی نیّت پاک ہے اور خبیث دل کی نیّت خبیث ہے۔ پاک دل وہ ہے جو اللہ کی محبت میں مبتلا ہے، جس میں اللہ کی محبت ہے۔ خبیث وہ ہے جس میں دُنیا کی محبّت ہے۔ اس بات کو جان لینا کہ ہر محبت اپنے محبوب کی رضا میں ہوتی ہے اور اس کا عمل محبوب کے لئے ہوتا ہے۔ جو دنیا سے محبت کرتے ہیں، ان کا عمل دنیا والوں کو راضی کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ وہ دنیا والوں ہی کی خوشنودی مدّنظر رکھتے ہیں۔ وہ دُنیا والوں سے تعلّق کو مضبوط رکھتے ہیں اور دنیا ہی کے تعلّق کی طمع کرتے ہیں۔ لذّاتِ دُنیا کو مقصود بناتے ہیں۔ اُن کا کوئی عمل اللہ کی خوشنودی کے لئے

Marfat.com

نہیں ہوتا۔ رب جب حشر میں بندوں کو اکٹھا فرمائیں گے، تو بندوں کو پکاریں گے کہ: "اے بندو! ہمارے لئے کیا کیا؟ ہمیں پہنچانے کے لئے دُنیا میں کیا کیا؟ اور اب کیا چاہتے ہو؟" لوگ کہیں گے: "ہم نے جہاد کیا، جانوں کو قربان کیا۔" اللہ تعالیٰ کہیں گے "تم نے ہم کو دھوکہ دیا۔ تم نے جان اس لئے قربان کی تھی کہ لوگ تمہیں بہادر کہیں، لوگ تمہاری شجاعت کی داد دیں، عزت کی نظر سے دیکھیں۔ ہم نے دُنیا میں اُجر عطا فرما دیا۔ اب حشر کے لئے کیا ہے۔" پھر حکم ہوگا: "شہادت اس کے مُنہ پر دے مارو اور انجام کو پہنچاؤ۔" اہل اللہ بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ پکاریں گے، "اے ہماری محبّت کا دم بھرنے والو! دنیا میں ہمارے لئے کیا کیا؟" عرض کریں گے: "ہم نے تیرا پیغام مخلوق کو پہنچایا۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: "ہم نے تمہیں اپنی محبت دی تھی اور تمہیں اپنا دل بنایا تھا لیکن تم نے ہماری محبت سے تجارت کی؛ دست بوسی کی خواہش کی۔ یہ چاہا کہ لوگ اونچی مسند پر بٹھائیں اور جلوس نکالیں، تم اسی میں مست تھے، بلکہ نفس کا طمع پورا کرنے کے لئے تم نے پیغامِ حق صحیح نہ پہنچایا، غافلوں کو بیدار نہ کیا، عذاب سے نہ ڈرایا۔ ہم نے دُنیا میں تیرا حق پورا کر دیا۔" مالداروں کا گروہ پیش

Marfat.com

ہو گا۔ ارشاد ہو گا۔ "ہم نے تمہیں مال دیا تھا، دولت دی تھی، کیا کیا؟" عرض کریں گے "ہم نے تیری راہ میں خیرات کی۔ غریبوں کو کھانا کھلایا۔" ارشاد ہو گا "ذرا ان ڈھیروں پر تو نظر ڈالو۔ تم اچھا کھاتے تھے، مجھے باسی کھلاتے تھے، اُجلا پہنتے تھے، مجھے پھٹا پرانا پہناتے تھے۔" عرض کریں گے: "رب آپ کہاں کھاتے اوڑھتے ہیں؟" ارشاد ہو گا: "تیری گلی میں جو ننگا پھر رہا تھا، بھوکا صدا لگا رہا تھا وہ میں ہی تو تھا۔" پھر ان کی خیرات ان کے مُنہ پر مار دی جائے گی اور ارشاد ہو گا، "ہم نے دنیا میں تیرا حق ادا کر دیا۔" اہلِ علم کو بھی بُلا یا جائے گا۔

جن کی نیت بخیر نہ ہو ان کے لئے حشر میں بھی روسیاہی کا سامنا ہو گا۔ جن کی نیت بخیر ہوتی ہے ان کی عجیب شان و عظمت ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایک سوار میرے پاس لایا گیا۔ آنکھیں متحیّر، ظاہر بھیانک۔ کہنے لگا ایک سپاہی ہوں۔ بیروزگاری نے ستایا۔ کوئی دھندا نہ تھا، گھوڑا اور تلوار رہ گئی۔ سفر کو چل دیا۔ جب حدود سے نکل گیا، ایک مقام پر رات آگئی سرائے تھی۔ اس کی مالکہ ایک بڑھیا تھی۔ میری طرف دیکھا۔

Marfat.com

بھانپ گئی کہ میری جیب میں پیسے نہیں ہیں۔ کہا غم نہ کر۔ پیسے والا میرا گاہک ہوتا ہے اور خالی جیب والا میرا مہمان ہوتا ہے۔ بڑھیا نے ٹھہرالیا' خدمت کی۔ صبح رخصت کرتے وقت ساٹھ اشرفیاں بھی دیں۔ کہا یہ تیرا زادِ راہ ہے۔ تُو مہمان ہے۔ میں نے نیت کی کہ جب اللہ تعالیٰ فضل فرمائیں گے' تو شکر ادا کروں گا۔ ملازمت مل گئی۔ ایک برس بعد کچھ پیسے جمع ہو گئے' واپسی ہوئی۔ بڑھیا کی طرف گیا۔ اس کا جنازہ تیار تھا۔ شکر ادا کیا کہ محسنہ کے جنازے کو کندھا دینا مل گیا۔ دفن کرتے وقت معلوم ہوا کہ کوئی رشتہ دار نہ تھا۔ میں نے ہی اُسے قبر میں اُتارا۔ میری اشرفیوں کی تھیلی جو ملازمت میں کمائی تھی' قبر میں گر گئی۔ گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ اثاثہ وہی تھا۔ واپس قبر پر پہنچا۔ قبر کھولی' دیکھا اندر وسیع باغ ہے۔ ایک خوبصورت جوان عورت بیٹھی ہے' کنیزیں اس کی خدمت کر رہی ہیں۔ مجھے دیکھ کر اس نے کہا۔ میں ہی وہی بڑھیا ہوں' تیری بے لوث خدمت کا اللہ تعالیٰ نے یہ اجر عطا فرمایا' جو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے تھی۔ پھر کہا تیری تھیلی وہ پڑی ہے اور اب تو یہاں سے جلد چلا جا کیونکہ یہاں کے زمان و مکان عجیب ہیں۔ میں فوراً باہر آیا۔ اب لوگ کہتے ہیں اتنے

Marfat.com

میں سو برس گزر گئے۔ سلطنتیں بدل چکی ہیں اور میرے سکے آج سے سو برس پہلے کے ہیں" حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے فرمایا: "اب تو حج بیت اللہ کو چلا جا اور باقی زندگی وہیں گزار۔"

کاذب نیت کا کوئی اجر نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے کام ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اچھا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر کوئی اجرت دینے والا نہیں، رحم کرنے والا نہیں، پیار کرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ محض نیت کا رجوع چاہتے ہیں۔ جو خالص نیت سے رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اُسے آغوش میں لے لیتی ہے۔ جو اُن کے لئے کام ہو، اُس کا اجر مخلوق سے نہ مانگو۔ جو مخلوق کے لئے کرو اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے نہ مانگو۔ نیت پاک دل کی ہوا کرتی ہے اور پاک دل وہ ہے جو اللہ کی محبت میں ہے۔ دُنیا کی آگ ناپاک نہیں ہوتی۔ جس دل میں اللہ کی محبّت ہوتی ہے وہ دل کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔ فرحت خوشبو میں ہے، سکون پاکیزگی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبّت پاک بھی ہے اس میں خوشبو بھی ہے۔ دل میں جتنی محبّت ہے اِس کی رُوح میں اتنی ہی خوشبوئیں ہیں۔ اِس کی صُحبت میں اتنا ہی سکون ہے۔ رُوح رُوح کی

Marfat.com

خوشبو سونگھ لیتی ہے۔ دل دل کی پاکیزگی دیکھ لیتا ہے۔ دل صحبت میں جا کر گرفتار ہو گیا، دل دل پر نچھاور ہوتا ہے۔ ذات تو پردہ ہے جو دل مردہ ہوتے ہیں، وہ کسی صحبت میں جا کر متاثر نہیں ہوتے، حتیٰ کہ اس دل کو زندگی نصیب ہو جائے۔ خُفتہ دل جاتے ہی بیدار ہو جاتے ہیں اور جو بیدار ہوتے ہیں، وہ جاتے ہی عاشق ہو جاتے ہیں۔ عشق کی اپنی کوئی ذات نہیں، جو جس کا عاشق ہے، اس کی اپنی ذات وہی ہے۔ جب عشق کمال ہوتا ہے، تب حجابات اٹھتے ہیں۔ محبوب کا جمال اور قرب نصیب ہوتا ہے۔ اللہ کریم سب کو دل کی پاکیزگی عطا فرمائیں تاکہ اعمال ضائع نہ ہوں۔ زبان کی غیبت دُعا کو عرش پر جانے نہیں دیتی۔ جس کی زبان دلآزار نہیں، اس کا عمل محفوظ ہے۔

Marfat.com

لاہور میں سوال در پیش ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے بندے کو اپنی صورت پر پیدا کیا' تو کیا مطلب ہے؟ جب اپنی صورت پر پیدا کیا ہے' تو ذات بھی ہونی چاہیے اور صفات بھی۔ یہ جسم تو ماں کے پیٹ میں بنا' ناسوت میں تیار ہوا۔ آنے والی چیز جو اصل ہے' وہ روح ہے' تو اللہ تعالیٰ کی صورت کیا ہے؟ یہی کہ اس کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ کھاتا ہے' نہ پیتا ہے' نہ سوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لطیف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صورت یہی ہے کہ وہ کسی صورت میں مقید نہیں، کیونکہ صورت میں آنا حد میں آنا ہے۔ جس طرح پھول کی خوشبو کی کوئی شکل نہیں، اسی طرح روح کی بھی کوئی شکل نہیں۔ روح لطیف ہے' نہ کھاتی ہے' نہ پیتی ہے' نہ سوتی ہے۔ یہ ہوتا ہے صورت پر پیدا کرنا۔ اب اس کو اختیار دیا ہے کہ صورت کو برقرار رہنے دے یا صورت بگاڑ لے۔ روح جب غالب آتی جاتی ہے' تو بندہ کھانا، پینا،

Marfat.com

سونا، طمعِ دنیا، سب ترک کرنا شروع کردیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام ازل سے دیکھنے میں جسد ہیں لیکن حقیقت میں سب روح ہی روح ہیں۔

اب روح کے مقامات ہیں۔ سب سے افضل روحیں انبیاء کی، پھر صحابہ کرام کی، پھر اولیاء اللہ کی، پھر مومنین کی، پھر مسلمانوں کی۔ بدترین روحیں کفار کی ہیں۔ جو روح کی حالت ہوگی، وہی آخرت میں اس کا انجام ہوگا۔ اب اگر رب کی صورت پر رہی تو انجام رب کے ساتھ ہی ہوگا۔ اگر جدا ہوگئی، تو انجام بھی علیحدہ ہوگا۔ روح کی حالت آخرت کی خبر ہے، زبان کا لفظ دل کا مخبر ہے، ہر قدم اس کی منزل کی خبر ہے، ہر عمل اس کے تعلق کی خبر ہے۔ جس کا جیسا تعلق ہوگا، ویسا ہی عمل صحیح ہوجائے گا۔ کاٹنے والی چیزیں اندھیرے میں کاٹتی ہیں۔ انسان کا نفس بھی گناہوں کے اندھیرے میں کاٹتا ہے۔ روشنی والے کو کاٹے تو وہ اسے کئی مہینے چلے میں ڈال دیتا ہے۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ کے لئے ہیں۔
ہر انسان کا اطمینان اس کی طلب میں ہوتا ہے۔ جب طلب ایک ہو جاتی ہے، تو قدم صحیح ہو جاتا ہے۔ جب تک دنیا کی طلب کا عشق بھی کمال کو نہ پہنچے، کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن جب دنیا کی طلب کا کمال ہوتا ہے، تو مکر و فریب حدوں سے نکل جاتے ہیں۔ طلبِ آخرت والا کمال کو پہنچ کر سادہ اور بھولا ہوتا ہے۔ اِس عشق کی تکمیل کے بعد سب کو مارتا ہے، اِس عشق کی تکمیل کے بعد سب سے پٹتا ہے۔
حضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن بھولا ہوتا ہے، تو دنیا کے خسارے میں رہتا ہے۔ اہلِ دنیا اس کو لُوٹتے ہیں۔ مومن میں کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے۔ یاد رکھنا کہ ذات نہیں ہوتی اور محبّت بھولی ہے تو، جس کی محبّت ہے وہ علیم وخبیر ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی محبت بھولی کیوں ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کے دل

Marfat.com

میں ہے تو بڑی دانا اور بندے کے دل میں ہے تو بڑی بھولی۔
ایسا کیوں ہے؟ ایسے اس لئے ہے کہ اللہ کریم جذبات سے پاک ہیں، وہ بُرائی سے مشتعل نہیں ہوتے ، کسی نیکی پہ فوراً نہیں کود پڑتے اور رسمی اقرار کو فوراً قبول نہیں کر لیتے۔ فرماتے ہیں، جب تک آگ کی بھٹی میں نہ تپالوں گا، یعنی غم اور دکھ میں ثابت قدم نہ پاؤں گا ، ایمان عقیدے کو پختہ نہ پاؤں گا، تب تلک مومن ہو نہیں سکتا۔ خوشی میں ہر کوئی ساتھ ہوتا ہے لیکن غم میں وہی ساتھ ہوتا ہے جس کے تعلق میں سچائی ہو۔ غم جب دوست پر آ پڑتا ہے تو کئی کئی بار ملاقات کرتا ہے ، اس لئے کہ دوست کے دل میں خیال نہ پیدا ہو کہ دوست نے غم میں کنارہ کر لیا، یقین دلانے کے لئے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ دُنیا کے شریف انسانوں کا یہ کام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ بندے پر مصیبت یا تکلیف وارد فرماتے ہیں، وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کثرت کرتا ہے، پکارتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کو یہ یقین دلا سکے کہ جو تو نے بھیجا ہے میں اِس پر راضی ہوں اور دکھ اور غم کو بھی عطا سمجھتا ہوں سعادت مند بچّہ ماں کے تھپّڑ کو بھی عطا ہی سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب بندے کو ثابت قدم پاتے ہیں، تو خود ہی شفاء، دوا،

Marfat.com

مرادِ حیات بن کر سامنے آجاتے ہیں۔ تسکین و سکون بن کر آجاتے ہیں۔ جن کا اللہ تعالیٰ سے تعلق سچا نہیں ہوتا، وہ اللہ تعالیٰ کو کوسنیاں سناتے ہیں۔ اپنی نیکیاں یاد دلاتے ہیں کہ تُو نے ہماری عبادت کے صلے میں ہمارے ساتھ کیا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں فرق نہیں پڑتا۔ اگر سُورج کی طرف کوئی گرد پھینکے، تو وہ واپس پھینکنے والے کے مُنہ پر آتی ہے۔ اللہ کو دی ہوئی کوسنیاں لعنت بن کر اس پہ آتی ہیں۔ پھر اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ وہ علیم و خبیر ہیں۔ وہ نہ ہی فوراً بدی کی سزا دیتے ہیں اور نہ ہی فوراً نیکی کا انعام دیتے ہیں۔ وہ جو عمل جذبات کی حالت میں ہوتا ہے، اس کا اعتبار نہیں ہوتا اور جو سکون، فکر و غور کی حالت میں ہوتا ہے، اس کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس کی ایک وجہ ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ بے حد ظرف کے مالک ہیں۔ پردہ پوشی کرتے ہیں، گناہوں کی حالت میں رحم فرماتے ہیں۔ جب بندہ گناہوں پر شرمسار ہوتا ہے، تو توبہ کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ جب نیکیوں میں عجز کرتا ہے، تو محبت بخش دیتے ہیں۔ اب جب محبّت جذبات کی حالت میں ہوتی ہے، تو ہر کس و ناکس پر اعتبار کر لیتی ہے، کیونکہ مغلوب ہوتی ہے۔ کبھی رقص میں ہوتی ہے کبھی دوڑ میں،

Marfat.com

کبھی رکوع میں، کبھی سجود میں، کبھی دید میں، کبھی شنید میں، کبھی ہر کس و ناکس کو یار کی جلوہ گاہ سمجھ کر لپٹتی ہے، اس لئے کہ یہ بھولی ہوتی ہے۔ بھولا اس کو کہتے ہیں جو:

۱: ہر ایک پر اعتبار کر لیتا ہے۔

۲: دوسرے کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے جیسا خود ہوتا ہے۔

۳: بات سیدھی و سچی کر دیتا ہے، کیونکہ اس کے پاس مکر و فریب نہیں۔

جس دل میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، وہاں روشنی ہی روشنی ہوتی ہے۔ اندھیرے کی گنجائش نہیں (بغض، حسد، بات چھپانا یہ اندھیرا ہے) بھرے برتن میں دو بوند بھی ڈال دو چھلک جاتا ہے۔ یہ ہر طرح پاک ہوتے ہیں، بُرا لگتا ہے تو کہہ دیتے ہیں۔ ہر ایک پر اعتبار کرتے ہیں، کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان سے جھوٹ ناممکن ہے۔ یہ مغلوب ہوتے ہیں، ان کی حفاظت غالب کے ذمہ ہوتی ہے، یہ آخرت کے رئیس ہوتے ہیں۔ جو دنیا کا جتنا نقصان اٹھاتا ہے، آخرت کا اتنا ہی رئیس ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دنیا کا جتنا آرام کسی کے پاس ہے، آخرت کا اتنا ہی کم ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہی میں لٹا دے۔ اس لئے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو دنیا اتنی عطا نہ فرمائی کیونکہ چاہتے تھے کہ محبوب کا پورا حصہ آخرت کا ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اہلِ افلاس جنت میں سب سے پہلے جائیں گے۔ اہلِ افلاس وہ ہیں جن کے پاس ضرورت ہے، لیکن آسائش و راحت نہیں۔ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ محبت عطا فرماتے ہیں، وہ بھی کامیاب ہیں۔ یہ دیکھتے بہت کچھ ہیں، لیکن کہتے پہاڑ کے مقابلے میں رائی ہیں۔ ان کا اشارہ علت سے خالی نہیں۔ یہ اہلِ تدبیر، اہلِ حکمت ہوتے ہیں۔ مزاج دیکھ کر بات پہنچا دیتے ہیں۔ بچے کو کونین پر شکر لپیٹ کر دیتے ہیں، بالغ کو ٹیکہ تجویز کر دیتے ہیں۔ اہلِ محبت کو اللہ تعالیٰ نے اپنا حکیم بنایا ہے۔ ان کے دل میں اپنی محبت رکھ دی ہے، جس کا مزاج جیسا دیکھتے ہیں، ویسا ہی یار کا پیغام دے دیتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت والوں کو اللہ تعالیٰ کا راز سمجھتے ہیں، تنہائیوں میں جا کے غور کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہی بولنے لگتا ہے اور بات کی تفسیر سامنے آجاتی ہے۔ اہل اللہ کی شان وعظمت ربّ نے قائم کی۔ ان کی آواز، ان کی ذات کا راز ہے، ان کا دل طُور ہے اور ان کی آنکھ مُوسیٰ ہے۔ جب مُوسیٰ مشاہدہ کرتے ہیں، ان کے دل اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

کی محبّت میں جلتے اور بُھنتے ہیں۔ سونگھنے کی طاقت مضبوط ہو جائے، تو ان کے دل کی خوشبو آتے لگتی ہے۔

حضُور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ کباب کی خوشبو آئی۔ ایک صحابی نے عرض کی حضُور، صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ، کے گھر سے کباب کی خوشبو آرہی ہے۔ فرمایا: "صدّیق کا دل عشقِ محمدّ میں جل رہا ہے"۔ جس کے لئے بھونو گے اس کا لقمہ بنو گے اور پھر اس کی جان سے عزیز ہو جاؤ گے جو تمہارے لئے آگ پر جلتا ہے۔ پانی خشک کرتا ہے، تو اُسے انسان کھا لیتا ہے۔ پھر خون بنتا ہے، تو ہر قطرے میں کتنی جانیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جب تک تمہارے اندر نہ گیا کباب تھا۔ اندر جا کر جزو انسان بن گیا۔ جس کی محبت میں تم مبتلا ہو گے اس کا ذکر تم میں ضرور پیدا ہو گا۔ جب حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہو گی، درود و صلوٰۃ کی کثرت ہو گی۔ ہر عاشق اپنے محبوب کا ذکر چاہتا ہے۔ وصال کی خواہش رکھتا ہے۔ محبوب کی ذات پر سارے جہان سے زیادہ بھروسہ رکھتا ہے۔ جس ایمان میں بھروسہ نہیں، وہ دیدۂ بے نور کی مانند ہے۔ جس کو دید کا شوق ہوا، اس کو زیارتِ رسُول بھی ہو گی، انوارِ الٰہی کا مشاہدہ بھی ہو گا۔ جیسا مقصود ہے، ویسی عظمت ہے۔ جیسی

Marfat.com

محبّت ہے، ویسا ذکر ہے۔ ہر انسان کے لئے محبّت اور رزق مقدّر ہو چکا ہے۔ رزق کے بغیر جسم قائم نہیں رہ سکتا، محبّت کے بغیر روح نہیں رہ سکتی۔ دس روپے اللہ تعالیٰ آپ کو دے، اب اختیار ہے، چاہے جوا کھیل لو، خواہ رزق لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اس کو اس طرح استعمال کرنا۔ میرا حصّہ بھی رکھنا، میرے بندوں کا حصّہ بھی رکھنا"۔ نعمت میں منعم تلاش کرنا۔ ممنون عاجز ہوتے ہیں اور شاکر نعمتوں کو تقسیم کرنے والے ہیں یعنی نعمت کی تائید کرنے والے۔ محبّت تو بخش دی ہے، اب خواہ اس کا مُنہ دنیا کی طرف کر لے یا اللہ کی طرف۔ اگر آخرت کی طرف مُنہ کر لیا، تو آخرت کے تعلقات بھی ہو جائیں گے اور آخرت کے کوچے بھی یاد ہو جائیں گے۔

ہر حُسن آوارہ کرتا ہے۔ میری سرکار کا حسن آواروں کو شریف کر دیتا ہے، منتشر کو مجتمع کرتا ہے، محو کر دیتا ہے، غرق کر لیتا ہے، عافیت عطا کر دیتا ہے۔ اللہ کی تجلّیات کی یہ عظمت ہے۔ یہ نور جب بندے کو عطا ہوتا ہے، تو فرش سے عرش تک کسی کا محتاج نہیں رہنے دیتا۔ یہ لوگ بڑے امین ہوتے ہیں۔ اللہ کے حکم کے پابند ہوتے ہیں۔ اللہ کے رازوں کو امانت رکھتے ہیں۔ امین مامون بھی ہوتے ہیں، اہلِ مراد بھی ہوتے ہیں۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ کے لئے ہیں۔

اے عزیزِ من! اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل پر ہدایت موقوف ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل پر عملِ نیک پر استقامت موقوف ہے۔ جب وہ فضل فرماتے ہیں تو باطنی فہم و فراست کھول دیتے ہیں اور جن کے باطن کو کھول دیتے ہیں، وہ حکمتِ رب اور عظمتِ رب کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اے عزیز! ہر انسان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ ہر انسان کا ظاہر و باطن آٹھ باتوں پر موقوف ہے۔ باتوں سے یہاں میرا مطلب حالتوں سے ہے۔ اے عزیز! پہلی حالت انسان کی زندگی ہے یعنی زندہ یا مردہ۔ دوسری حالت بیدار ہے یا غافل ہے۔ تیسری حالت تندرست ہے یا بیمار۔

چوتھی حالت دانا ہے یا نادان۔ بعینہٖ یہ حالتیں قلب کی بھی ہیں۔ پہلے حالتِ ظاہر کو لے لو۔ زندگی ہے تو احساس ہے اور صفات و احساس زندگی سے وابستہ ہیں۔ جب موت وارد

Marfat.com

ہوتی ہے، تو احساس ختم ہو جاتے ہیں اور صفات کی خبر بھی نہیں رہتی۔ آخر یہ کیوں ہے۔ ارادہ زندہ میں ہوا کرتا ہے۔ جو مخفی رہا، اس کا نام ارادہ ہے، جو ظہور میں، آگیا اس کا نام صفت ہے۔ یوں سمجھ لو۔ کسی کا ارادہ ہے خیرات کرنے کا۔ اس نے ارادے کو ظاہر کر دیا، عمل میں ڈھال دیا۔ تو تم اسے کہتے ہو کہ یہ مخیر ہے۔ اس میں خیرات کی صفت ہے۔ لیکن مُردے میں ارادہ نہیں۔ اس لئے اس میں صفت کا سوال ہی نہیں۔

۲۔ اے عزیز من! زندہ کے پاس اختیار ہے اور مُردہ بے اختیار ہے۔ جس کے پاس اختیار ہے، وہ جواب دہ ہے۔ یاد رکھو! تربیت و نصیحت اسی کو ہے، جس کے پاس اختیار ہیں۔ یہاں یہ مسئلہ بھی سمجھ لینا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ انسان بے اختیار ہے۔ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ انسان بااختیار ہے۔ اگر بے اختیار تھا، تو تربیت و نصیحت کی ضرورت نہیں۔ اگر تربیت و نصیحت کی ضرورت ہے، تو معلوم ہوا کہ با اختیار ہے، لیکن دنیا میں بھی کوئی حاکم کلی اختیارات اپنے محکوم کو نہیں دیتا اور بسا اوقات اگر دے بھی دیتا ہے، تو کہتا ہے کہ میاں حکم جاری کرنے سے پہلے مجھے دکھا لینا۔ یہ تو دنیا کے حاکم کا حال ہے جو حدود کے اندر ہے،

Marfat.com

وہ اپنے تمام اختیارات منتقل کر سکتا ہے۔ اے عزیز! جس کا حاکم لا محدود ہو اور محکوم حدود کے اندر ہو، تو کلی اختیارات منتقل نہیں کرتا۔

۳۔ کوئی دانا سیر بھر دُودھ کی گڈوی میں دو سیر دُودھ نہیں ڈالتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ وہ احکم الحاکمین ہے جو حدود سے لا محدود ہے اور انسان جو ہے، اس کی ذات و صفات محدود ہیں۔ اے عزیز! جس کی ذات و صفات محدود نہیں، وہ کسی مخلوق کے اندر نہیں آسکتا۔ اس لئے اللہ کریم نے اپنے بندے کو کسی حد تک اختیار بخش دیئے ہیں اور کسی حد تک بے اختیار رکھا ہے۔ اے عزیز! تربیت اسی حد تک ہے جس حد تک اختیار ہیں۔ اے عزیز! اہلِ دنیا بھی زندہ کو سمجھاتے ہیں لیکن مردہ کو سمجھاتے کسی کو دیکھا نہیں۔ جس کے جس پر اختیارات ہیں، اس کے لئے دعائے خیر ہے۔

۴۔ اے عزیز! زندہ کے پاس ارادہ بھی ہے، خواہش بھی ہے، حرکت اور عمل بھی ہے۔ قیام بھی ہے اور سفر بھی ہے۔ نہ جانے کتنی حالتیں اس پر وارد ہوتی ہیں، جس کا کہ جسم زندہ ہے۔ لیکن مردہ ایک ہی حالت میں ہوتا ہے۔ نہ

Marfat.com

گرمی میں پنکھا ہاتھ میں لیتا ہے، نہ سردی میں آگ کے قریب بیٹھتا ہے۔ اے عزیز! اب اندرون (باطن) میں بھی آ گے دو حالتیں ہیں: یا تو بیداری ہے یا سویا ہوا ہے۔ اے عزیز! جو بیدار ہے، اسے اپنے فکر سے کام لینے کا اختیار ہے۔ اس کے پاس تفکر ہے، طلب ہے، ضرورت ہے۔ نیند ایک ظِل (سایہ) ہے۔ یہ جب وارد ہوتی ہے، تو بندے کے تمام ارادوں کو ختم کر دیتی ہے (چھوٹی سکیل پر نیند موت کی بہن ہے)۔ بیدار کو مشورہ بھی دیا جاتا ہے، اس سے مشورہ لیا بھی جاتا ہے۔ لیکن یہی آدمی اگر سوتے میں بات کرتا ہے، تو کہتے ہیں، بڑ بڑا رہا ہے۔ اس کی چارپائی اٹھا کر الگ رکھ دو، نہ خود سوتا ہے، نہ دوسروں کو سونے دیتا ہے۔ لیکن حالتِ بیداری میں جب بات کرتا ہے تو لوگ ضرور سنتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اس کی حالت تندرست یا بیمار کی ہے۔ اب تندرست کو مُنہ کا ذائقہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور بیمار کے ذائقہ کا احساس جاتا رہتا ہے۔ اچھّی سے اچھّی غذا بھی اسے کڑوی محسوس ہوتی ہے:، حالانکہ غذا میں کڑواہٹ نہیں۔ بلکہ یہ ذائقہ بیمار کے احساس کا ہے، غذا کا نہیں۔ معلوم ہوا کہ جس طرح بیمار اور تندرست میں فرق ہے، دونوں کے مُنہ کے

Marfat.com

ذائقے بھی جدا جدا ہیں۔

۵ - اے عزیز! آگے یہ حالت ہے کہ دانا ہے یا نادان۔ اے عزیز! دانا سے مشورہ لیا جاتا ہے، اگر بھول چوک ہو جائے تو اس کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ پاک ذات تو وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو تخلیق میں آ گیا، اے عزیز! اس پر لغزش کا امکان ہے۔ فرق اتنا ہے کہ جس پر جتنا فضل ہے، اتنا ہی وہ محفوظ ہے۔

اے عزیز! نادان کو سمجھایا جاتا ہے، اس کی رہبری کی جاتی ہے، اس کو سمجھانے کے لئے طرح طرح کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اللہ کریم کا فضل ہوتا ہے، تو وہ نادان دانا ہو کر مقام مشیر پر آ جاتا ہے۔ اصل موضوع دل ہی ہے۔ اگر دل کی حقیقت سمجھ میں آ گئی، تو جان لو کہ معرفتِ رب ہاتھ میں آ گئی۔

۶ - اے عزیز! اس قلب کی حالتیں بھی انہیں حالتوں پر مبنی ہیں۔ ظاہر باطن کا مخبر ہے اور باطن ذاتِ حق کا مخبر ہے۔ اے عزیز! اگر باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا تعلق نہیں، تو ظاہر میں بھی نہیں۔ اس کے کلام سے ایسی بُو آتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے یہ اپنے رب سے غافل ہے۔ اے عزیز! اگر باطن

Marfat.com

ربّ سے متعلق ہے، تو اس کے کلام سے بوئے دوست آتی ہے، خبر دوست آتی ہے۔ اے عزیز! ہر گھر کی عظمت اس کے مکین سے ہے۔ اے عزیز! ایک دل وہ ہے جو زندہ ہے اور ایک دل وہ ہے جو مُردہ ہے۔ زندہ دل وہ ہے جو اپنی حقیقت سے واصل ہے۔ مُردہ دل وہ ہے جو اپنی فطری اصل سے جاہل ہے، غافل ہے۔ حقیقتِ دل حقیقتِ روح ہے۔ اور حقیقتِ روح کیا ہے؟ یہ وہ عہد ہے، میثاق ہے جو ربّ تعالیٰ سے کیا تھا۔ جب رب تعالیٰ نے فرمایا تھا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" اور سب ارواح کا جواب تھا "قَالُوْ بَلٰی"۔

۷۔ اے عزیز! جس دل نے اس کی حقیقت کو پالیا، وہ شرمسار رہتا ہے کہ کہیں جھوٹا نہ ہو جاؤں۔ جس شخص کے ایقان کو حسن نصیب ہو گیا، وہ اپنی مراد کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نماز کے بعد سوال عہد ہی کے متعلق کرے گا۔

۸۔ اے عزیز! اس قلب کی حالت بھی وہی جانتا ہے جو اس حقیقت سے واصل ہے اور حقیقت کا وصل استقامت مانگتا ہے، کسب نہیں مانگتا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ ہر شجر کی جڑ زمین میں ہے۔ اور جس شجر کی جڑ زمین میں رہتی ہے، دیکھا ہے کہ نہ وہ کھاد مانگتا ہے، نہ پانی۔ اے عزیز! اس

Marfat.com

کی جب استقامت ہوجاتی ہے، فضلِ رب اس کی استقامت کے اسباب بناتا ہے۔ کوئی پانی ڈالنے لگتا ہے، اور کوئی کھاد۔ اسی طرح دین میں جس کو استقامت ہوجاتی ہے، ان کی پرورش کے انتظامات اللہ تبارک وتعالیٰ خود کرتا ہے۔ ان کی خدمتیں ہوتی ہیں اور کام بھی ہوتے ہیں۔ اے عزیز! زندہ وہ ہے جو اپنی حقیقت سے واصل ہے اور مُردہ وہ ہے جو حقیقت سے غافل ہے۔ جب دنیا والوں کا جسم بیمار ہوتا ہے، تو حکماء سے مشورے ہوتے ہیں کہ بیماری کیا ہے۔ جب بیماری کی تشخیص ہوجاتی ہے، تو دَوا منتخب کردی جاتی ہے۔ کسی کو پیچش کا دورہ ہے اور اس دَرد کی علامتیں اس کے فہم سے باہر ہیں، تو وہ حکیم سے کہتا ہے کہ عام دَرد ہے اور چورن دے دیا، تو انتڑیوں میں وَرم پڑ جائیں گے اور وہ مرض دائمی ہوجائے گا۔ قابل حکیم پہلے نوعیتِ درد دیکھے گا، پھر فکر کرے گا۔ پھر نسخہ لکھ دے گا اور پرہیز بھی بتادے گا۔

۹ ۔ اے عزیز! حضرت انسان جسم کی بیماری میں تو اتنا متفکر ہوجاتا ہے لیکن جس کی تکلیف دائمی ہے اس کی صحت کا خیال ہی نہیں کرتا۔ اے عزیز! قلب جو بیمار ہے اس کی بھی نشانیاں ہیں۔ طبیبِ قلبی نے ان نشانیوں کو ظاہر کردیا اور جس طرح کی بیماری

Marfat.com

ہے اس کی دوائی بھی مقرر کر دی۔ بیمارِ قلب کی نشانی یہ ہے کہ وہ نصیحت سے گھبراتا ہے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ عبادت سے گھبراتا ہے۔ تیسرے اطمینانِ قلب سے محروم ہوتا ہے۔ چوتھے ذکر سے محروم رہتا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس۔ جب تمہارا جسم نصیحت نہ سنے، عبادت میں لذت نہ پائے، یا اس کی حالت میں ٹھہراؤ نہ ہو تو جان لو کہ یہ قلب بیمار ہے۔ پھر لازم ہے کہ کسی طبیبِ قلبی کے پاس جائے، وہ دوائی تجویز کرے اور یہ بیماریوں سے نجات پائے۔ جس طرح بیمار جسم دنیا سے گھبراتا ہے، جس طرح بیمار جسم دوست کی دعوت سے معذرت کر دیتا ہے، اسی طرح بیمار دل دعوتِ نصیحت سے معذرت کر دیتا ہے۔

۱۰۔ بیمار دل آرام زیادہ اور عبادت کم کرنا چاہتا ہے۔

اے عزیز! جسم کی بیماری دنیا کے تعلق سے معذور کر دیتی ہے اور دل کی بیماری اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے تعلق سے معذور کر دیتی ہے۔ اے عزیز! دنیا کی معذرت تو ایک رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول سے معذرت ایک عذاب ہے، ایک قیامت ہے۔ اے عزیز! یہ راز کسی اہلِ دل سے جا کر پوچھ لو۔

Marfat.com

۱۱۔ کسی نے قیس ابنِ عامر سے کہا کہ: "یہ جو تو گرد و غبار اور تپش میں بیٹھا رہتا ہے، اس سے کیا فائدہ؟ جا کر آرام کی جگہ بیٹھ۔" اس نے کہا: "تجھے کیا معلوم جو راحت و آرام کوئے لیلیٰ میں ہے۔" یہ تو عشقِ مجازی کا حال ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما دیں، اس کا کیا عالم ہوگا۔ اے عزیز! اہلِ دنیا سے تعلق کی معذرت ایک رحمت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کی معذرت ایک قیامت ہے، جس سے اللہ کریم سب کو محفوظ رکھے۔

۱۲۔ اے عزیز! جس طرح ہر تندرست کا جی چاہتا ہے کہ ہر دعوت میں لبیک کہے، اسی طرح بیدار قلب کو ہر وقت بارگاہِ رسالت کی تمنا رہتی ہے۔ اور ایک بات چھوٹی سی یاد رکھنا، شاید کہ راہِ حق میں تمہارے کام آئے۔

۱۳۔ اے عزیز! اعمال کے لئے اجر ہے اور ایمان کے لئے مراتب ہیں۔ ایمان کی علت محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اے عزیز! جو مراتب اور درجات ہیں ان کی علت ایمان ہے، اعمال نہیں۔ اس لئے لغزشِ اعمال سے مقاماتِ محبت نہیں جاتے۔ اگر لغزشِ اعمال سے مراتب چھنے جاتے تو سب سے پہلے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے مقاماتِ

Marfat.com

نبوّت کو چھینا جاتا۔

۱۴۔ حضورؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں۔ جب لفظ انشاء اللہ نہ کہا تو پندرہ دن تک وحی نہ آئی۔ گویا ایک طرح کا یہ اظہار خفگی تھا۔ لیکن مقامِ رسالت میں فرق نہ آیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے بد دعا کی تو لغزشِ عمل سے مچھلی کے پیٹ میں جانا پڑا۔ جب مچھلی کے پیٹ میں تھے، تب بھی مقام نبوّت قائم تھا۔ اس لئے اہلِ دل کی صحبت میں جو اعمال کا اندازہ کیئے ہوئے ہیں، وہ مُفسِد ہو جاتے ہیں۔ قسم ہے رب العزّت کی، اعلیٰ کا فیصلہ ادنیٰ کو نہیں دیا کرتے۔

۱۵۔ لغزش فطرتِ بشری ہے۔ اگر لغزش اسکی فطرت نہ ہوتی، تو شاید ممکن ہے کہ بشر کا نام کچھ اور ہی ہوتا۔ محبّت کے ہوتے ہوئے مقامِ محبّت کی نفی نہیں کرتے۔ ہاں جب محبّت نفرت میں بدلتی ہے تو اے عزیز! محبت کے مقام ختم ہو جاتے ہیں۔ جب محبت کی وجہ سے دوست بنائے ہوئے ہوں، تو اعمال کیسے ہی ہوں، کہتے ہیں کہ ہمیں دوست کی دوستی سے مطلب ہے، اعمال سے غرض نہیں (یار دی یاری نال غرض اے، اوہدے عیباں صواباں نوں نئیں ویکھی دا)

۱۶۔ اللہ کریم محبّت والوں کے مقام، مراتب اور درجات

Marfat.com

لغزش سے کیوں نہیں چھینتے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ بچہ جب غلطی کرتا ہے تو ماں تھپڑ مارتی ہے لیکن مامتا سے محروم نہیں کرتی۔ اب وہ ذاتِ حق، رب تبارک وتعالیٰ جانتے ہیں کہ میرے بندوں سے غلطی تو ہوگی، مگر اب اس کی لَوٹ (مراجعت) اصل پر ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ یاد رکھو! اگر محبّت والے سے غلطی ہو جائے، تو وہ اپنی محبّت والے کی بارگاہ میں جاتے ہوئے گھبراتا ہے۔ محبّت والے شرمسار رہتے ہیں۔ (ندامت سے سر نہیں اٹھا سکتے)

۱۷۔ یاد رکھو! ادھر بندہ گناہوں سے شرمسار ہوتا ہے، ادھر رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اگر وقت نے اجازت دی تو آگے اس کی تشریح کروں گا۔

۱۸۔ جب کسان دیکھتا ہے کہ کھیت کی حالت نازک ہے، تو اس کے گرد باڑ لگا دیتا ہے اور جب دانہ مُراد کو پہنچتا ہے تو اس کے اوپر اپنی چادریں اوڑھا دیتا ہے۔

۱۹۔ اے عزیز! یہ محبت جو ہے، یہ شفاءِ قلب کے لئے ہے، لذتِ نفس کے لئے نہیں۔ ایک سلطنت میں ایک حکمران ہی حکومت کر سکتا ہے، دو نہیں۔ بعینہٖ اس جسم میں دل حکمران ہو سکتا ہے یا نفس۔

Marfat.com

۲۰ - اللہ تعالیٰ ہم سب کو عملِ نیک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ وہ ذات پاک ایسی رحیم و کریم ہے جو اپنے مجرموں کی بھی پرورش کرتی ہے اور ان کے جرموں کو بھی ڈھانپتی ہے۔ وہ وہی ذاتِ پاک ہے، جس کے ایک ادنیٰ سے اشارے سے عالمِ کون و مکان وجود میں آیا اور وجود میں لانے والا ہی کون و مکان کا مالک ہے۔ عبدیت اسی کے لئے ہے اور درود و سلام سرکار دو عالم فخرِ بنی آدم حضور پُرنور حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ پاک کے لئے ہے، جن کے ذریعے سے ہم نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کی نعمت کو حاصل کیا، اور جن کے وسیلے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو جانا اور پہچانا۔ اے عزیز! جن کے ذریعہ سے اپنے خالق، مالک اور رازق کو جانا و پہچانا، ان کی اطاعت اور شکر پہلے لازم ہے، پھر جس کو جانا اور پہچانا ان کا شکر اور حمد و ثناء لازم ہے۔ اس عالمِ دنیا میں جو ربّ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے حبیب پاک تاجدارِ مدینہ

Marfat.com

فخرِ بنی آدم، سیّد البشر، شافعِ محشر، نورِ مجسّم حضورِ پُرنور حضرت سیّدنا احمد مجتبیٰ محمّد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لائے، وہ بھی مبارک اور لائقِ تقلید و شکر ہیں۔

اے عزیز! ایمان لانے والوں کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ جو صاحبِ الفاظ ہیں۔ دوسرے وہ جو صاحبِ راز ہیں۔ اے عزیز! صاحبِ الفاظ قال اللہ و قال رسول اللہ ہیں۔ ان کی عقل غواصی کرتی ہے اور حکمت کے موتی بر آمد کرتی ہے۔ صاحبِ راز کا دل اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کی غواصی کرتا ہے۔ اے عزیز! یہ عرفان بر آمد کرتا ہے اور راز حاصل کرتا ہے۔ صاحبِ الفاظ کو عالمِ ظاہر کہا جاتا ہے اور صاحبِ راز کو عالمِ باطن کہا جاتا ہے۔

اے عزیز! قرب میں ہمیشہ صاحبِ راز ہی ہوا کرتے ہیں۔ صاحبِ الفاظ اپنی عقل کو قوی کرتے ہیں اور صاحبِ راز اپنے دل اور روح کو قوی کرتے ہیں۔ وہ ظاہر کی باریکیوں کو خوب جانتے ہیں اور صاحبِ راز محبّت کی ادا و ناز کو خوب پہچانتے ہیں۔

Marfat.com

یاد رکھو! صاحب الفاظ بھی اس وقت تک مراد کو نہیں پہنچتے، جب تک صاحبِ کلام تک ان کی رسائی نہیں ہوتی۔ اے عزیز! صاحبِ کلام سے جدا ہو کر اس کے قول کی تفسیر اس کی (بندے کی) حدِّ فہم تک محدود ہے۔ اور صاحبِ کلام تک رسائی حاصل کرنے کے بعد اس کی تفسیر صاحبِ کلام کی امانت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جن بندوں کے ساتھ راز و نیاز کرنا چاہتے ہیں، اے عزیز! اُن کے دلوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی محبّت رکھ دیتے ہیں۔ اے عزیز! جن کے دلوں میں وہ اپنی نظر کرم رکھتے ہیں، وہ دل منوّر ہو جاتے ہیں، روحوں کے سفر آسان ہو جاتے ہیں۔ اہلِ دنیا میں بھی دیکھ لو جب روشنی نمودار ہوتی ہے، تو مسافر کے قدم ٹھوکر سے بچ جاتے ہیں، رفتار تیز ہو جاتی ہے، منزل کا ذوق و شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جونہی راہوں پر اندھیرا ہوتا ہے، تو کبھی التواؤں کا خیال پیدا ہوتا ہے، کبھی خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ اے عزیز! اگر اندھیری راہ میں قدم رکھ بھی دے، تو شکوک و شبہات ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عقل کی قوت علم ظاہر

Marfat.com

میں رکھ دی اور دل کی قوت محبّتِ رسول میں رکھ دی۔ دل بھی ایک عجیب دنیا ہے۔ اس کی وسعت کا کچھ ٹھکانہ اور اندازہ نہیں۔ اے عزیز! اپنی آنکھ پر ہی غور کرو کہ اس کی وسعت کتنی کم ہے اور کس قدر محدود ہے، لیکن ایک عالم ظاہر اس میں سما جاتا ہے۔ بعینہٖ دل بھی ایک محدود مقام ہے، لیکن اس محدود کے اندر نہ جانے کتنے مقاماتِ آخرت سما جاتے ہیں۔ جس آنکھ کی بینائی چلی جاتی ہے، اس کے لئے اس عالمِ کون و مکان کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے اور وہ سیاہ ہوتا ہے۔ اور جس کی آنکھ میں بینائی آ جاتی ہے، تو اے عزیزِ من! اس عالم کون و مکان کا ہر رنگ اس کے سامنے ظاہر ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نابینا آنکھ سے عالمِ ظاہر پردہ کرتا ہے، بعینہٖ نابینا قلب سے عالمِ آخرت پردہ کرتا ہے۔ اے عزیز! جب آنکھ کی بینائی آ جاتی ہے، پردے اُٹھ جاتے ہیں اور جب دل کی بینائی آ جاتی ہے، تو آخرت کے پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ عقل کو قوی کرنے کے لئے علومِ ظاہر کے مکتب میں علم پڑھایا جاتا ہے، سکھایا جاتا ہے۔ بعینہٖ اس دل کی دنیا کو آباد کرنے کے لئے اہلِ دل کی صحبت ہے۔ ان

Marfat.com

کو علوم نہ پڑھائے جاتے ہیں، نہ سکھائے جاتے ہیں۔ یہ عطا کیے جاتے ہیں، دکھائے جاتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ اہلِ دل کی محفل میں برسوں جاتے ہیں، مہینوں جاتے ہیں، لیکن وہ عطا اور دکھانا دیکھنے میں نہیں آتا۔ نہیں میرے عزیز! عطا کو وہ سمجھتا ہے، جس کے احساسات میں سلامتی ہے۔ دین کی حقیقت کو وہ پہنچتا ہے، جس کو فکر حاصل ہے (جس کو آدابِ محفل اور آدابِ مرشد حاصل ہے)

اے عزیز! اہلِ دنیا میں بھی جو آئینہ گر ہوتے ہیں، جب تک آئینہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اس میں صورت نظر آئے، اسے بازار میں نہیں بھیجتے۔ نہ کوئی اندھا آئینہ اپنے گھر میں لگاتا ہے۔ بعینہٖ اہل دل کی محفل میں ان کی صحبت میں سب سے پہلا کام قلب کی صفائی ہے۔ قلب کی جِلا کی جاتی ہے، حتیٰ کہ جب وہ بالکل صاف ستھرا اور مُجلّا ہو جاتا ہے۔ جس طرح دیکھنے والے آئینہ میں جس میں آب ہوتی ہے، اس کے سامنے خود ہی آدمی آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آئینہ کسی کو پکارتا نہیں۔ اے عزیز! جب قلب اس آئینہ کی طرح صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے، تو آخرت پر مقام اور منزل خود اس آئینہ کے سامنے کھڑا

Marfat.com

ہو کر جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ صاف ہو جائے۔ یہاں پر برسبیلِ تذکرہ ایک بات کروں گا۔ میں چونکہ اہلِ دنیا میں سے ہوں، اس لئے دُنیا کے مشاہدات سے متاثر ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی تانبے کا برتن بنا لیتے تھے اور جب کبھی وہ تھوڑا سا میلا ہو جاتا تھا، پھر چولہے کی راکھ سے اس سے مانجھا جاتا تھا تو اس میں چمک پیدا ہو جاتی تھی، حالانکہ جب نیا ہوتا تھا تو اس میں وہ چمک نہ ہوتی تھی۔

اے عزیز! بعینہٖ وہ دل جو گناہوں کی وجہ سے میلا ہو چکا ہے، وہ دل جب کبھی کسی صاحبِ دل اور پھکے ہوئے دل کے سامنے چلا جاتا ہے اور وہ نگاہ کرم اُٹھا دے اور اس دل کو صاف کر دے تو اے عزیز! یقین جانیے وہ دل پہلے سے بھی زیادہ اُجلا ہو جاتا ہے۔ تو معصیت پیشے کے طور پر اختیار کرنے کی چیز نہیں، لیکن اس کا سرزد ہو جانا کوئی مایوسی کی بات نہیں۔ لیکن اس کو پیشے کے طور پر اختیار کرنا یہ جائز نہیں، اس لئے کہ سرزد ہونے کے بعد اس کا بدرقہ موجود ہے۔ جس طرح عالمِ ظاہر میں جسدی بیماریوں کے علاج موجود ہیں، اسی طرح بیمار دل کے لئے

Marfat.com

بھی علاج کافی ہیں۔ اے عزیز! جب کوئی بندہ صاحبِ دل کی صحبت میں پہنچتا ہے اور بوجہ معصیت کے اس میں سیاہی اور اندھیرا آچکا ہوتا ہے اور غافل ہو جاتا ہے، تو اے عزیز! وہ اہلِ دل اس بندے کو اپنی صحبت میں لے کر مراقبہ اور ذکر و فکر کرواتے ہیں۔ اور توجہ ذکر و فکر دیتے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ اس قلب میں اپنی حرارتِ ایمانی کو منتقل کرتے ہیں اور اس پکار کو جو اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے حبیبِ پاک کے صدقے میں اور اپنے دوستوں کے صدقے میں اس دل میں قائم کی ہوتی ہے، منتقل کرتا ہے۔ اس پکار کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت یہ ہے کہ وہ دل چپکے چپکے اللہ کو پکارنے لگتا ہے۔ اس کو ذکرِ خفی کہتے ہیں اور ایک وقت وہ بھی آتا ہے کہ قلب قوی ہو جاتا ہے اور ذکر و فکر میں اتنا مست اور الست ہو جاتا ہے کہ پھر وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اونچے اونچے پکارنے لگ جاتا ہے۔ اس کو ذکر بالجہر کہتے ہیں۔ یہ بھی اپنی جگہ خوب ہے اور وہ بھی اپنی جگہ خوب ہے۔ دونوں حالتیں جو ذکر کی ہیں ان کا مقصود مذکور تک پہنچنا ہے اور جو ذکر مذکور تک پہنچا دے، وہی ذکر بامراد اور کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

حیاتِ جسدی اس روح پر قائم ہے جو اس جسدی خاکی میں حلول کی ہوئی ہے۔ اور روح کی حیات صدقۂ جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم کی گئی۔ لیکن اے عزیز! ایک حیات وہ ہے جو نگاہِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منحصر ہے۔ یہ دلوں کو بانٹتی چلی جاتی ہے۔ ان دلوں کو نوازتی چلی جاتی ہے، جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوتے ہیں۔

یاد رکھو! ہر ذات کی علّت اولاد پر ہوتی ہے، اپنی اولاد کی طرف کھینچتی ہے۔ نگاہِ جناب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم علّتِ حیاتِ قلبی ہے۔ اس لئے جس قلب میں یہ زندگی ہے محلول اِس کی طرف کھینچتا ہے۔ یاد رکھو! جب اس حیاتِ جسدی کے والدین کھینچتے ہیں، گود میں لے لیتے ہیں، بچے کی تسکین ہو جاتی ہے، تو بچّے کو اپنا جمال دکھاتے ہیں۔ اے عزیز! جس کی طرف حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم رجوع ہو جاتے ہیں، اپنے جمال کی روشنی رکھ دیتے ہیں۔ اپنے ہی

Marfat.com

جمال کی روشنی دے کر اپنا ہی جمال دکھاتے ہیں۔ اور کسی روشنی کی مجال نہیں ہے کہ جمالِ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے نقاب کر سکے۔ یہ روشنی جمال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے، جس میں جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا جاتا ہے۔ یہ نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے، جس سے جمالِ حضور نبی کریم دیکھا جاتا ہے۔ بڑی عجیب بات ہے اس کو سمجھ لینا۔ جن کو یہ حیات نصیب ہے، اس نغمہ سے وہ حیات بیدار ہوتی ہے۔ اس نغمہ کو سننے کے بعد جس کے دل میں گداز پن پیدا ہو جائے، جس کی روح میں سُرور پیدا ہو ہو جائے، چشمِ تر پیدا ہو جائے، تو جان لو، کہ وہ آب اس کے قلب کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے۔ جب تک حیات نہیں ہوتی، کسی صورت کا اثر نہیں ہو گا۔ کوئی مردہ بھیرویں، پہاڑی (راگ) سے متاثر نہیں ہوتا۔ لیکن گو بیمار ہو، مگر ہو زندہ، تو وہ نغمہ سے متاثر ہوتا ہے۔ یہ دل بیمار ہے، لیکن یہ صدقۂ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس بیماریٔ قلب کے ساتھ بھی نغمہ سرکارِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ گداز پن بھی ہے، لذّت بھی ہے۔ بیمار شفاء کی امید لے کر مُردہ (دل) نجات کی اُمید لے کر، اس

Marfat.com

عالم میں شفاء کی امید لے کر، اس عالم میں نجات کی امید کرے۔ یہ مضمون کچھ ایسے ہی ہیں۔ اے اللہ کریم، سب بیٹھنے والوں کو نواز دے۔ دلوں کو بیدار کر دے، دلوں کو گداز کر دے۔ ایک بار پھر وہی روشنی بخش دے جو ہم کھوئے ہوئے ہیں۔ آمین۔

Marfat.com

جن درختوں کی جڑیں زمین میں مضبوطی سے جمی ہوتی ہیں، تیز اور تند ہوائیں کچھ گرد تو اُن کے اوپر ڈال جاتی ہیں لیکن ان کی بنیادیں تغیّر نہیں کرسکتیں۔ بس ایسا ہی عالم ہوتا ہے۔ جو ملاح کنارے پر پہنچنے کا عزمِ صمیم رکھتے ہیں اور صدّیق ارادے رکھتے ہیں، وہ اٹھتی ہوئی طوفانی لہروں سے ٹکراتے ہیں، چپّو چھوڑتے نہیں۔ جتنی لہریں تند ہوتی ہیں، اتنا ہی چپّو زور سے چلاتے ہیں۔ اہلِ ایمان کو جب حوادث اور بلائیں بلاتی ہیں، اتنی ہی شدت سے وہ اپنے آقا کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور جتنی اور تیز ہوتی ہیں، دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھام کر بارگاہِ حق میں تائب ہوتے ہیں۔ اے عزیز! توبہ کے بڑے عجیب عجیب مقام ہیں۔ کوئی لوٹتا ہے لالچ کی بنا پر، کوئی لوٹتا ہے حاجت براری کے لئے۔ کوئی لوٹتا ہے شفائے ظاہر اور شفائے باطن کے لئے، کوئی لوٹتا ہے اپنی قوّت بنانے کے لئے، کوئی لوٹتا ہے دفعِ بلّیات کے لئے۔ کوئی لوٹتا ہے دیدارِ جمال کے لئے اور کوئی لوٹتا ہے رضائے حق کے لئے۔

Marfat.com

بہر صورت بچّہ جس نیّت سے بھی لوٹے، ماں باپ کو عزیز ہوتا ہے۔ ان کی نظر لوٹنے پر ہوتی ہے، نیّت پر نہیں۔ میرا کریم تو کریم ہے جس جہت سے بھی بندہ لوٹتا ہے ان کو عزیز ہوتا ہے کہ اس نے مجھے اپنا مددگار اور معاون جانا تو لوٹا۔ اس نے میرے تعلق کو پہچانا تو لوٹا۔ میرا بھروسہ اس میں پیدا ہوا تو لوٹا۔ اللہ کریم کرم فرما دیتے ہیں، اللہ کریم فضل فرما دیتے ہیں۔

اے عزیز! یہ وہ وقت ہے کہ لوٹ نہیں رہے۔ جب پردیس میں بچہ اکیلا ہوتا ہے، گھر چھوڑا ہوتا ہے تو پردیس کی فضائیں بھی اس کے دامن سے الجھتی ہیں اور نہ جانے کیا سے کیا ہوتا ہے۔ اور جب بچّہ ماں باپ کے گھر لوٹتا ہے اور کوئی الجھتا ہے تو اس کو نکلنے کی ضرورت نہیں۔ ماں باپ بپھرے ہوئے شیر کی طرح سامنے آتے ہیں۔ اے عزیز! جو ربّ کی طرف لوٹتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے محافظ و نگہبان ہو جاتے ہیں۔ حوادث دم توڑ دیتے ہیں، راہیں اپنا دامن بچھا دیتی ہیں، منزل پکارنے لگ جاتی ہے۔

اے عزیز! جب کوئی کسی کا ہو، نسب بھی دیکھ لو، کہیں کوئی چچا کے روپ میں پکار رہا ہے، کوئی ماموں کے روپ میں پکار رہا ہے، کوئی نانا کے روپ میں پکار رہا ہے بشرطیکہ

Marfat.com

اس کا اصل، اصیل ہو۔ لیکن رنڈی کے بچے کو کوئی نہیں پکارتا۔
اے عزیز! علمِ شعور یہ کی اصل اور جڑ نہیں، لیکن ایمان کی جڑ ہے
اس کی اصل، محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اصل محبّت،
محبّتِ رسول ہے۔ اصل محبّت، محبّتِ باری ہے۔

اے عزیز! پھر باری تعالیٰ کی مخلوق اسے پکارنے
لگتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر اُمتی اسے لبّیک
کہتا ہے کہ ہمارا بھائی ہے۔

اب مسلمان کا عالم یہ ہے کہ شعور کے اندر علم الاسلام
(علم الایمان) کی خبریں تو جمع کر لیں، لیکن دل آتشِ محبّتِ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ رکھا، اس میں وہ سوز و گداز نہ پیدا
کیا۔ اے عزیز! جس دھات کو پتہ ہے کہ جلنے کے بعد میری قوت
زیادہ ہوتی ہے، وہ دم بخت ہو کر پھُنک جاتی ہے۔ وہ
لکڑی جسے پتہ ہے کہ جلنے کے بعد میری قوت ختم ہے، وہ
کڑ کڑ کرتی ہے، تڑ تڑ کرتی ہے۔ بس میرے عزیز! جو یہ جان
جائیں کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قوتیں بڑھتی
ہیں، جوہرِ انسانیت نکھرتا ہے، بینائی کی دھند جاتی ہے، جمالِ
حق نظر آتا ہے، تجلّیٔ حق نظر آتی ہے، تو پھر کیا ہوتا ہے؟
اے عزیز! وہ سوزِ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس گھڑی

Marfat.com

جلتے نہیں، لطفِ زندگی پاتے نہیں۔ یاد رکھو! اگر دنیا کی آگ
میں کوئی کود جائے، تو اہلِ دنیا کے دانا اسے پاگل کہیں گے،
کیونکہ کوئی دانا آگ میں نہیں کودتا۔ بس میرے عزیز! جن کو
اللہ کریم محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ نصیب فرماتے
ہیں، اہلِ نفس ان پر طعنہ زن ہوتے ہیں اور اسے نادان اور دیوانہ
کہتے ہیں۔

اس عالمِ دنیا میں بھی دیکھا ہے کہ جس کا کوئی دیوانہ ہوتا
ہے، اس کی باتوں میں اس دیوانے کا مالک مزے لیتا ہے۔
اے عزیز! ماں باپ بھی اپنے دیوانے بچے کو چھیڑ کر لطف اٹھاتے
ہیں، اس کی سرزنش نہیں کرتے۔ اے عزیز! یہ دنیا والے جنہیں
دیوانہ کہتے ہیں، ان کی ہر صورت اور ہر سانس بارگاہِ خالق میں
مقبول ہوتا ہے، منظور ہوتا ہے۔ اے عزیز! جن کی صدائیں
اور سانس مقبولِ بارگاہ ہو جائیں، تب ان میں صورت
پیدا ہوتی ہے، اور ربّ ذوالجلال والاکرام سنتا ہے۔ عالم
بڑے عجیب ہوتے ہیں۔

بس دعا کرو کہ مسلمان کو اللہ کریم جل شانہٗ اب دولتِ
ایمان دے۔ گھپ اندھیروں میں کتابیں بے کار ہوتی ہیں اور
جلتی ہوئی دیا سلائیاں راہ طے کرا دیتی ہیں۔ اب گھپ اندھیرے

Marfat.com

ہیں، کتابیں بے کار ہیں۔ اب تو جلتی ہوئی دیا سلائی ملے۔ اے عزیز! دنیا کی آگ، دنیا کے چولہوں سے ملتی ہے۔ اس کے سامان دنیا کے بازاروں سے ملتے ہیں اور یہ آتشِ ایمان ایمان والوں کے دلوں سے ملتی ہے۔ اے عزیز! یہ مومنوں کے کوچے میں ملتی ہے۔ ہر آگ جلا کر فنا کرنا جانتی ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو جلا کر باقی کرنا جانتی ہے۔ جب تک ناآشنائے حقیقت ہے، دُور دُور رہے۔ جب آشنائے حق ہوتا ہے تو پھر طلب گار ہے، سائل ہے، متلاشی ہے۔

فقیر کی قلبی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ کریم قبول فرمائے۔ میرے دکھ کی گھڑیوں کے ساتھ والے، سکھ کے ساتھی کے بھولنے کا امکان ہے، دکھ کے ساتھی کو بھولنا قوتِ امکان سے باہر ہے۔ جو اپنے دکھ کے ساتھیوں کو بھولتے ہیں، ایک وقت پھر معاون سے محروم ہوتے ہیں۔ اللہ کریم ان کی زندگی کی ہر جہت کو روشن فرمائے اور خیر و برکت عطا فرمائے، اس حوادث کے زمانہ میں محفوظ فرمادے۔ آپ حضرات! بیٹھنے والوں کو اللہ تعالیٰ صاحبِ مُراد کرے، مشکلات حل فرمائے، حاجتیں روا فرمائے۔ کرم کے سائے تلے لے لے۔ اے مولا! تو ان کو اس طرح سائے تلے لے جس طرح دھوپ سے تپتے ہوئے مسافر کو گھنے درخت

Marfat.com

کا سایہ دے کر دھوپ سے بچا دیتا ہے۔ جلوہ گر ہر رنگ میں تُو ہی تُو ہے۔ کرم فرمانے والا کریم بھی تُو، لوٹانے والا بھی تُو، دامنِ گدائی کا بخشنے والا بھی تُو، اس کو بھرنے والا بھی تُو، مقصود بھی تُو، مراد بھی تُو۔ کریمِ ما! یک نظرِ کرم بر حالِ ما۔ اے اللہ! جتنے بیٹھے ہوئے ہیں ان کی جان کی، ان کے گھر کی، ان کی اولاد کی بلائیں دُور فرما۔ اے کریم! تیرا معذور بندہ اس حال میں تجھ سے عرضِ بارگاہ کر رہا ہے۔ اپنی کمزوریوں کی معافی چاہتے ہوئے تیری کریمی پر بھروسہ کرتے ہوئے، یا کریم اپنے جیسوں کو تیری شانِ کرم کے پیش نظر دعائے خیر دیتا ہے، مولا تو قبول فرما لے۔

راہیں بڑی کٹھن۔ یاد رکھو! جو راہیں بلندی کی طرف جاتی ہیں، کچھ بلندیوں پر جا کے زینے بھی دم توڑ دیتے ہیں۔ جب زینے دم توڑ دیں، تو مسافر کے بھروسے کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ جہاں تک زینہ ہے، وہ کہتا ہے اس زینے پر قدم رکھوں گا تو یہاں پہنچ جاؤں گا، اس زینے پر قدم رکھوں گا تو وہاں پہنچ جاؤں گا۔ جب زینے دم توڑ دیتے ہیں، تو خود ہی قلب پکار اٹھتا ہے۔ رب تعالیٰ فضل کرے گا تو پہنچ جاؤں گا۔

Marfat.com

بس جب یہ پکار پیدا ہو، تو سمجھ لو کہ اب اپنی اصل میں آگیا۔ اسباب دنیا بھروسے کی نفی کرتے ہیں۔ محرومیٔ اسباب بھروسے کی تکمیل کرتے ہیں۔ جو جس پر اپنے بھروسے کی تکمیل کرتا ہے، پھر اُسے اپنی لاج کا سوال ہوتا ہے۔ جو کسی پر بھروسہ نہ کرے، اس کی کون لاج پالے اللہ تعالیٰ جل شانہ، پر بھروسہ رکھو۔ اس کے کرم پر بھروسہ رکھو۔ انشاء اللہ العزیز یہ زمین اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ، آپ کے لئے بڑی وسیع فرما دیں گے۔ اتنی وسعت عطا فرما دیں گے کہ غم بھول جاؤ گے۔ شاید پھر مشکل سے یہ کہانی بھی یاد آئے۔ بس یہ وقت تو اسی لئے ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جاؤ۔ کل تک انتظار نہ کرو۔ آج قلب ندا دے رہا ہے، تو آج ہی لوٹ جاؤ، اسی میں خیر ہے۔ جو بچے خود لوٹتے ہیں، وہ خطرات کی وادی طے کرتے ہیں۔ جو ماں باپ کی آواز پر لوٹتے ہیں، وہ خطرات سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

اے عزیز! جب قلب خیر پکارے، تو ندائے حق ہے، فوراً لوٹ جاؤ، خطرات کی وادی سے پاک ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

بس کچھ ایسے ہی بول اٹھا آج۔ اللہ کریم کی بندہ نوازی، کرم نوازی، جتنا بُلا دیں، ورنہ یہ بے چارے چپ بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ میرا سانس ٹوٹتا رہتا ہے لیکن بعض مقام تواضع کے ایسے آتے ہیں جہاں ٹوٹے ہوئے سانسوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اہلِ دنیا کی تواضع حسنِ دسترخوان سے ہے اور اہلِ آخرت کی تواضع پند و نصائح سے ہے، نظر سے ہے، لوٹانے سے ہے، دعا دینے سے پہلے۔ تنور ہر کسی کے گھر میں ہے۔ نور نصیب والے کے پاس ہے۔ جاؤ میرے محبّین کو دعا سلام کہہ دینا۔ کہنا بھائی تمہاری یاد ہمارے دل کی دھڑکن کے ساتھ ہے۔ جسطرح تم بے چین ہو، ہم بھی کسی کے کرم کے امیدوار ہیں یا یوں یوں نہیں ہو سکتے کہ ہم کوئی شئے قوتِ امکان سے باہر نہیں پاتے اور میرے عزیز! اس ذات پر شک یوں نہیں کر سکتے ہم طمع نہیں پاتے۔ اس کی مامتا میں بجز خیر کے کچھ نہیں پاتے۔ وہ ننگوں کا ڈھانپنے والا ہے۔ مصیبتوں میں کام آنے والا ہے۔ وہ ٹوٹے ہوئے دلوں میں ایمان کی چراغاں کرنے والا ہے۔ مسافر روحوں کی رہبری فرمانے والا ہے۔ کریم کرم فرما۔

Marfat.com

یہ راولپنڈی ہے۔ کچھ تو کہتے ہیں کہ اس چراغ کی لَو میں آگ نہیں رہی۔ کوئی کہتا ہے تیل نہ رہا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ نہ کبھی چراغ تھا، نہ کبھی تیل تھا۔ نہ تمنائے چراغ ہے، نہ تمنائے تیل ہے۔ لیکن وہ جس کے لئے چراغ جلتے ہیں، وہ ساتھ ہی ساتھ ہے۔ ازل سے پروردۂ فضل ہوں، اب بھی فضل ہی کا سہارا ہے۔ جنہیں اپنے عمل پر ناز ہے وہ تمہیں ڈبو کے جائیں گے۔ جنہیں اُس کے فضل پر ناز ہے، وہ ایک دن تمہیں اس کی بارگاہ میں لے کے جائیں گے۔ فضل پہ ناز کرنے والے بندوں کو محروم بارگاہ نہیں کرتے۔ اعمال کا ناز شیطان میں پیدا ہوا، مقامِ لعنت کو پہنچا۔ فضل کا ناز آدم علیہ السلام کے دل میں پیدا ہوا، توبہ کو پہنچے، مرادِ حق کو پہنچیں، تو اعمال پہ ناز نہ کرنا۔ ناز جب کرنا، اس کے فضل پر کرنا۔ بخشش کا خیال آئے تو اس کی کریمی پر نظر رکھنا۔ بس کرم ہی کرم ہے۔

دریا میں جو پاک ہونے کے لئے کود جاتا ہے، دریا اس سے نہیں پوچھتا تُو کس قسم کا ناپاک ہے، لیکن ہاں پاک کر کے اپنے کنارے پر لوٹا دیتا ہے۔ جب تک دریا میں نہ پہنچا تھا نماز کے لئے کھڑا نہ ہو سکا۔ جب

Marfat.com

دریا سے نکلا، تو ہر قیام و رکوع و سجود کے لئے وہ سزادار ہوگیا۔ یہ بہتے ہوئے دریا پاک کرتے وقت کسی کی ناپاکی نہیں پوچھتے۔ وہ کریم کسی کی توبہ قبول کرتے وقت ماضی کے اعمال نہیں پوچھتا، نہ طعنے دیتا ہے۔ باطن پاک کرنا ہے، تو توبہ کے دریا میں کود جاؤ۔ اسی طرح پاک ہوکر نکلو گے جس طرح ناپاک جسم دریا میں کودنے کے بعد پاک ہوکر نکلتے ہیں۔ لوٹوں سے نہاؤ گے تو اس کے ارکان ہیں، ارکان پورے نہیں تو غسل نہیں۔ لیکن دریا میں کودنے کے بعد نہ ارکان ہیں نہ کچھ اور۔ بس اتنی سی بات ہے، توبہ میں کود جاؤ، شرمسار ہوکر کود جاؤ۔ نہ منانے کی بات ہے، نہ اعمال یاد کرکے رونے کی بات ہے۔ بس اتنا سا خیال کہ اُدھر سے اٹھا کر اِدھر ڈال دو۔ اِدھر ڈالا، اُدھر پاک ہوکر نکلے۔ بس اتنی سی دنیا ہے۔

ٹھیک ہے انسان کے اندر اپنی مراد کی ناکامی کی حالت میں غصّہ پیدا ہوتا ہے۔ غصّہ کی باتیں ناقابلِ اعتبار ہوتی ہیں، نہ کوئی ان کا اثر ہوتا ہے۔ وقت آتا ہے جب غصّہ ٹھنڈا ہوتا ہے، تو غصّے والے ہی کو شرمسار ہونا پڑتا ہے۔ غصّے پر قدرت نہیں، تو غصّے کی حالت میں تنہائی میں

Marfat.com

چلے جاؤ تاکہ بعد میں کسی کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔
غصّہ کی حالت میں تنہائی اختیار کرو۔ عافیت بن جائے گا۔ اور میرے عزیز البسطِ وہ حالت ہے کہ جب قلب میں یہ شگفتگی پیدا ہو تو باہر نکل آؤ۔ مخلوق کے لئے تمہیں فیض رساں بنا دے گا۔ شگفتگی کی حالت میں سائل سوال کرے گا۔ اسے بھی عطا ہوگا۔ راستے میں کوئی دوست پکارے گا تو اس کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔
معلوم ہوا شگفتگی اور بسط عافیت ہے اور اس لباس میں اپنے ہم جیسوں میں آنا ان کے لئے بھی خیر ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ مجھے شوق تھا بیان کرنے کا۔
اللہ کریم جل شانہٗ کے بھروسے اور اس کے فضل پر جتنی اس کی توفیق تھی بات باہر نکالتا تھا۔ میں نے کہا اب وہ دَور ختم ہو گیا اور دیکھ لیا اس کا انجام۔ اب تو تم طلب دکھاؤ۔ یہ مقام اس لئے وہاں بیان کرنا تھا کہ ان کا تسلسل نہیں ٹوٹتا تھا۔ یہاں آج ایک بیان شروع کر دوں تو تین تین دن غائب۔ فقیر کے دل میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے۔ ہوتے ہوتے پھر ایک دن مصیبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے سکوت اختیار کر لیا ہے۔ کوئی سوال کرتا

Marfat.com

ہے تو جواب دے دیتا ہوں۔ نہیں کرتا تو ٹھیک ہے لیکن اب تمہیں پو تہ بنسریاں سننے کی عادت ہے' اس لیئے تھوڑا سا یہ نغمہ چھیڑ دیا ہے۔ وگرنہ اب یہ نغمے یہاں کے نہیں۔ وقت تمہیں بتا دے گا۔

میں اس سے گریزاں نہیں اور ہر حالت میں فقیر نے جسم گھسیٹا ہے۔ میرا مالک حیّ القیّوم ہے۔ اب بھی فضل فرما دے، تو وہ مالک ہے۔ وہ چاہے تو اب بھی فضل فرما دے۔ بہرکیف کسی سے الجھو نہیں۔ کسی کے معاملے میں دخل نہ دو۔ اہلِ دنیا کے ساتھ مختصر بات کرو اور اہلِ آخرت کی صحبت میں طوالت اختیار کرو اور رب تعالیٰ سے مانگو، تو سب بھول جاؤ۔ صرف ایک معطیٔ پر نظر رکھو۔ جب تک معطیٔ کی طرف سے اشارے اور کنائے میں خبر نہ ملے کہ خبر ہو گئی، تب تک دامن پھیلائے رکھو، آواز دیئے جاؤ۔ اہلِ دنیا میں جو معطی ہیں' وہ صدا دے کر کہتے ہیں بابا ٹھہر، میں آیا اور وہ معطیٔ حقیقت ربّ ذوالجلال والاکرام جب اپنے منگتوں کو خبر دیتے ہیں، تو چشم تر ہونے لگتی ہے، دل گداز ہونے لگتا ہے، رُوح تپنے لگتی ہے۔ اے عزیز! ذات ملذّذ ہونے لگتی ہے اور

Marfat.com

میرے عزیز! صورت میں لذت آنے لگتی ہے۔ پھر جان جاؤ کہ خبر ہو گئی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں، سُن رہا ہوں۔ اب مانگے جا۔ جب سننے کی خبر آجائے، تو پھر کہہ ڈال جو کہنا ہے۔ جو بچے گود کے ہوتے ہیں، اُن کے سوال کی طوالت سے ماں باپ گھبراتے نہیں۔ بلکہ جب بچے منقطع کرتے ہیں، تو کہتے ہیں: مُنّے کچھ اور بھی کہنا ہے۔

اے عزیز! جو ایک گود کے مالک کی نسبت اپنے ماں باپ کے ساتھ ہے، وہی نسبت تمہیں اپنے خالق کے ساتھ ہے۔ تو اُلٹا مانگ یا سیدھا مانگ، منگتے کے اعمال کا حساب نہیں ہوتا۔ منگتے سے ادب، آداب کے تقاضے نہیں ہوتے۔ منگتے کی زبان پر صرف سوال کا تقاضا ہوتا ہے۔ اے عزیز! معطی کی عطا کا ظہور شانِ عطا میں ہوتا ہے۔ جب مل جائے، تو شکر کے لئے لوٹ۔ پہلے تو حاجت کا جامہ پہن کر آیا تھا۔ جب مل جائے اور دوبارہ لوٹے، تو شکر کا جامہ پہن کے لوٹ۔ میرے عزیز! جب تو شکر کا جامہ پہن کے لوٹے گا، تو تیری مراد میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ اور جب حاجت نہ رہے، تو وضع کا جامہ پہن کے لوٹ۔ درخت جس زمین سے ثمر کی مراد کو پہنچتے ہیں، وہ اس زمین

Marfat.com

کو چھوڑا نہیں کرتے۔ گدا جس در سے داتا بنتا ہے، وہ اس در کی گدائی نہیں چھوڑا کرتا۔ وہاں لوٹتا ہے، تو کہتا ہے میں تیرا گدا ہوں ۔یہ شانِ عطا ہے کہ آج داتا کہلاتا ہوں، ورنہ میری اصل یہی ہے۔ انقطاع کسی حال میں نہ کرنا۔

شجر کھادوں سے بنتے ہیں۔ حیاتِ انسانی صبر، ایثار، محبّت سے بنتی ہے۔ جب تک کوئی فرد کسی جماعت کے لئے مٹتا نہیں، نہ باتوں سے جماعتیں بنتی ہیں نہ بھیک مانگنے سے قومیں استوار ہوتی ہیں۔ اے عزیز! یہ سب کرشمے محبت کے ہیں۔ شجر لگانے سے پہلے کھاد اور پانی کا بندوبست کرلے۔ کسی کی اصلاح کرنے کے لئے ایثار و محبّت کا بندوبست کرلے۔ پھر جسے تُو چاہے گا رب اُسی پر کرم کی نظر کردے گا۔ اے عزیز! کسان جس کھیت میں ہل جوتتا ہے، جس کھیت میں بیج ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اسی کھیت کے بیج کو ثمر دے دیتے ہیں۔ تُو بھی جس کی تربیت اُس کے لئے کرے گا، اللہ تعالیٰ اسی تربیت میں جوہرِ عرفان پیدا کردے گا۔ کریم مایک نظرِ کرم بَرحال ما، من گناہ گارم خطا دارم۔

جب عقلوں پر پردے پڑجائیں، بینائیوں پر پردے

Marfat.com

پڑ جائیں، پھر سکوت اچھا، انتظار اچھا۔ جب اسباب مُنہ موڑتے ہیں، تو مسبّب کا حسن بے نقاب ہوتا ہے۔

جب وہ محبّت جس پر اُسے ناز ہوتا ہے، جب وہ آنکھیں بدلتی ہیں، تب ربّ کی مامتا کا نظارہ سامنے آتا ہے۔

ماسوا مٹتا چلا جاتا ہے۔ وہ جلوہ گر ہوتا چلا جاتا ہے۔

اے عزیز! کچھ ایسے ماسوا ہیں جو حوادث مٹاتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں کہ اپنی ہی قوتوں سے ہٹا دیتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ جلوۂ یار سامنے آیا اور مِٹ گئے۔ نفی کی تکمیل جلوے کے ساتھ ہے، مشاہدے کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ جو کائنات کے اندر اور اس کے ماورٰی جو کچھ ہے، ان سب کا مالک اور رب ہے۔

اے عزیز! باقی انبیاء علیہم السلام مظہرِ عشق ہیں۔ اس لئے طالب ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ ارادۂ ذات ہیں، اس لئے طالب بھی ہیں، مطلوب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ کوئی مجھے جانے اور پہچانے تو نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہور میں لے آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تخلیقِ کُن نہیں۔ بلکہ کن صدقۂ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تخلیق ہوا۔ اس لئے قانونِ کن آپ پر نافذ نہیں۔ بڑے مزے کی بات ہے فرعون جب نیل میں غرق ہونے لگا تو موسیٰ علیہ السلام کو پکارا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: "اب وقت گزر چکا"۔ اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا۔ "اے موسیٰ! اگر وہ اس وقت بھی ہمیں پکارتا، تو ہم اس کی مدد فرما دیتے"۔ لیکن اپنے محبوب پاک کے کسی امتی سے یہ نہیں فرمایا کہ ہمیں پکارے تو ہم قبول

Marfat.com

فرما لیں گے، خواہ کسی پائے کا کیوں نہ ہو۔ وہ بھی کلیم اللہ ہیں، صاحبِ خطاب ہیں۔ بات کیا ہے؟ محبوب مظہر ارادہ ذات ہے اور فقیر مظہر ارادۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس واسطے فرمایا کہ "فقیر میرے دامن کا پوشیدہ راز ہے"۔ تو پہلے جن کے دامن سے جو چیز بندھی ہے، وہاں تک رسائی تو حاصل کر، پھر زبان کھول۔ فقیر کا یہ راہبری کر دینا اور اسے دربارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دینا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ عرفانِ فقر سے واقف ہو گیا، یا ذاتِ فقر سے واقف ہو گیا۔ جب عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے گا تو اُس وقت اُسے معرفتِ فقر حاصل ہو گی، تب فقیر کو پہچانے گا، چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ ارادۂ ذات ہیں۔

اس لئے ارشاد فرمایا کہ: "اے میرے حبیب! اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں اور آپ کے پاس آ کر شرمسار ہو جائیں اور پھر آپ ہاتھ اٹھا دیں، تو یہ اپنے رب کو غفور الرحیم پائیں گے"۔ پندرہ دن تک اپنے محبوب پر وحی نہیں بھیجی۔ لیکن ایمان کا جزو اُنہی کا برقرار رکھا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اب پندرہ دن وحی نہیں بھیجی تو تو صرف لا الٰہ الا اللہ کہہ دے مسلمان

Marfat.com

ہو جائے گا۔ آج کل ہم ذرا ناراض ہیں۔ نہیں پڑھتا۔ اس وقت بھی وہی پڑھتا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اب یہ طالب و مطلوب کے ادا و ناز ہیں۔ اب اور سنو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے حبیب کو راضی کر کے چھوڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب کہتے ہیں، میں راضی نہیں ہوں گا۔ اب ہمارے جیسا گاؤدی اس کا ترجمہ کرے تو کیا نکلے گا؟ نہیں، یہ ایک ناز ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حبیب پاک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک میرا آخری اُمتی نہ بخشا جائیگا، میں راضی نہیں ہوں گا۔ اب یہ بات تو جُزو اور کُل کے درمیان ہی ہو سکتی ہے۔ کسی نبی نے یہ نہ کہا۔ کسی رسول نے یہ کلمے استعمال نہ کیے۔

اچھا، معراج کی خلوت میں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پکارا، ہو گئی بات چیت ساری۔

واپس تشریف لا رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بہت مخلوق دیکھی ہے۔ آپ کی اُمت اتنی نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔ کم کرائیے۔" پھر اپنی مرضی سے وہیں پہنچ گئے۔ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کتنی بار گئے؟ خواہ بہانہ کوئی بنا۔ اس کا یہ مطلب

Marfat.com

ہے کہ اِذنِ عام تھا کہ محبوب بارگاہ کا قانون اور حاضری کا وقت آپ کے لئے مقرر نہیں۔ لیکن دوسرا کوئی نہ جا سکا، باوجود رسول ہونے کے۔ اب اس تعلق کو سمجھنا بڑا مشکل ہے کہ ذاتِ محبوب ہے کیا۔ اللہ جلّ شانہٗ نے تمام رسولوں سے اپنے محبوب کی رسالت کا اقرار لیا لیکن حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی کی رسالت کا اقرار نہیں لیا۔ انہیں خبر دی کہ یہ یہ رُسل علیہم السّلام گزرے ہیں۔ اگر رُسل کہتے کہ ہم حضُور کی رسالت کا اقرار کیوں کریں، ہم بھی تو رسول ہیں، امّت والے ہیں؟ لیکن نہیں، انہوں نے ایسا نہیں کیا، کیوں؟ حضور نبی کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم کے اندر ایک سرِّ ذات ہے۔ جس ذات کے جزو کا انکار ہو جاتا ہے اس کے کُل کا خود ہی انکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ کو صرف خبر دی کہ فلاں فلاں رسل آئے تھے لیکن باقی رسولوں کو حضور کا اقرار کرنا پڑا۔ اس میں بڑی بڑی ہستیاں تھیں۔ جدّامجد بھی تھے۔

حضرت سیّدنا نبیِّنا آدم علیہ السلام توبہ میں تھے۔ ایک دن عرض کیا "یا ربّ العزّت! مجھے ذاتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بخش دے"۔ اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا: "اے آدم! آپ کو یہ کس نے پڑھایا؟" عرض کیا: "مَیں نے عرشِ معلّیٰ پر

Marfat.com

نظر ڈالی تو آپ کے نام کے ساتھ یہ نام لکھا دیکھا، تو میں سمجھ گیا کہ کوئی بڑی ہی عزیز ذات ہے جن کا نام بھی اپنے نام سے جُدا نہیں ہونے دیتے۔ اب آخری حیلے کے طور پر ان کا واسطہ پیش کیا ہے۔" ارشادِ باری تعالیٰ ہوا! "اے آدم! آپ نے ان کے وسیلے سے اپنی مغفرت چاہی، اگر ان کے صدقے میں عالم کی بخشش مانگتے، تو ہم عالم کو بخش دیتے عالم کو نواز دیتے۔"

باقی انبیاء مظہر عشق ہیں۔ وہ طالب ہیں مطلوب نہیں۔ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ارادۂ ذات ہیں، اس لئے طالب بھی ہیں مطلوب بھی ہیں۔ ایک روز حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے کہیں باہر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین بیں فکر ہوئی، تلاش شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نے حضور کو پایا۔ دیکھا کہ حضور گریہ فرما رہے ہیں اور امت کی مغفرت کی دعا فرما رہے ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، لوگ پریشان ہیں، آپ تشریف لے چلیں"۔ فرمایا! "اے ابوہریرہ! اعلان کر دو کہ جس نے کلمہ پڑھا

Marfat.com

وہ جنّتی ہے"۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین بار دُہرایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا۔ عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ سند مانگیں گے"۔ فرمایا "نعلین لے جاؤ"۔ نعلینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر رکھ کر منادی کرنے چلے تو راستے میں امیرالمومنین سیّدنا عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ ملے۔ سیدنا ابوہریرہ نے کہا: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے کلمہ پڑھا وہ جنّتی ہے"۔ سیدنا عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "غلط ہے، میں نہیں مانتا"۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو زبردستی واپس بارگاہِ رسالت میں لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "کیابات ہے؟" سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "حضور! بھائی عمر میری بات باور نہیں کرتے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "عُمر کیا بات ہے؟" کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا قول حق ہے لیکن لوگ اس منادی سے عمل چھوڑ دیں گے"۔ فرمایا، "عُمر سچ کہتا ہے، رکھ دو نعلین"۔

بات کیا تھی؟ جب پہلی بار سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہنچے تو شانِ محبوبیّت کا غلبہ تھا اور شانِ محبوبیّت کو اپنے اختیارات پر ناز ہوتا ہے۔ محبوب کی یہی شان ہے کہ جس کی

Marfat.com

سفارش کریں چھوٹ جائے، جو کہیں وہ ہو جائے اور جب سیّدنا عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہنچے تو اس وقت شانِ رسالت کا غلبہ تھا۔ رسالت امر کی امین ہے۔ اس وقت قانون کی احتیاط لازم تھی۔ اس لئے فرمایا رکھ دو نعلین۔ وہ زبان محبوب کی تھی، یہ زبان رسول کی تھی۔ زبان ایک ہی تھی۔ اب یہ نکات کون سمجھے۔ خدا سمجھائے، تو سمجھے۔

ایک زمانہ تھا۔ میں سہارنپور گیا۔ میں زرّی پہنتا تھا۔ داڑھی مونچھ صاف کراتا تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کمال تقویٰ کے مالک تھے۔ ڈر تھا میری اچھی حجامت ہو گی، راستہ بھر ہمارے ساتھی مجھے سمجھاتے گئے۔ کہ بھائی وہ کمال تقوی کے بزرگ ہیں، ان کے سامنے بے باکی نہ دکھانا۔ میں نے عرض کیا کہ: "یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کوّے کو کوئی سمجھائے کہ شاہی محل میں بلبل کی بولی بولے"۔ اس کی فطرت میں جو صوت رکھ دی گئی ہے، وہ تو ہر مقام پر وہی بولی بولے گا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اس تقویٰ کے مالک تھے کہ شادی میں سُسرال والوں نے ریشم کی اچکن دی، پہنی نہیں گھر آتے ہی اُسے دیا سلائی دکھائی۔ لوگوں کو گمان تھا کہ میری اچھی پٹائی ہو گی۔ اعلیٰ حضرت سے لوگوں نے کہا بھائی جان ریشم پہنتے ہیں

Marfat.com

اور داڑھی مونچھ صاف کراتے ہیں۔ فرمانے لگے "ہاں بھئی کچھ ایسا کام بھی کرلو، وہ مقام بھی حاصل کرلو۔" اب سب بڑے حیران ہوئے۔

پھر ایک اعلیٰ حضرت کی کتاب تھی (انعامِ رحمانی) تقریباً سات سو صفحات کی۔ وہ ہر ایک کو پڑھاتے تھے۔ مجھے بھی دی اور فرمایا "میاں عارف اسے پڑھو۔" میں نے ڈیڑھ گھنٹے میں ختم کردی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا "میاں اتنی جلدی ختم کردی۔" عرض کیا "حضورؑ جہاں سے چاہیں سُن لیں میں نقاد ہوں، تنقید کروں گا۔" فرمانے لگے "میاں تمہاری تنقید سے ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔" عرض کیا "حضور! جو کچھ ہے دیباچے ہی میں ہے۔ باقی تو لغت کی بات ہے اس پر بعد میں بحث کروں گا، لیکن پتے کی بات تو پہلے ہی صفحے پر ہے اور فلاں سطر میں ہے۔" فرمایا "میاں اس میں کیا بات ہے؟" عرض کیا "حضور جب آپ اس مقام پر پہنچے، تو آپ کو بالمشافہ زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی۔" چہرۂ مبارک تمتما اٹھا۔ کتاب بند کردی۔ میں تو اٹھ کے چلا گیا۔ بعد میں فرمایا "اب کسی اور کو نہیں پڑھاؤں گا۔ میرا حق ادا ہوگیا۔ میاں عارف نے وہ بات کی ہے کہ میرا لبِ لباب حاصل ہوگیا۔"

Marfat.com

بات کیا تھی؟ حسن تڑپ رہا تھا کہ کوئی نظارہ کرے اور داد دے اور فقیر زبان سے کہہ نہیں سکتا تھا۔ بعد میں فرمایا، "میاں عارف، تم نے یہ بات کیسے کی"۔ عرض کیا، "حضور! اگر کسی کی شادی نہ ہوئی ہو، لیکن بہت سی براتوں میں شریک ہو چکا ہو تو وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ مہندی سہرے کی ہے یا گرمی کی تپش کی"۔ ہنس کر فرمانے لگے "میاں یہ گرمی کی تپش کی مہندی کیسی ہوتی ہے اور سہرے کی کیسی ہوتی ہے؟" عرض کیا، "حضور گرمی کی تپش کی مہندی میں تکرار کی وجہ سے سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔ سہرے کی مہندی ایک ہی دفعہ لگتی ہے، اس میں چمک اور چٹک زیادہ ہوتی ہے۔ سیاہی نہیں ہوتی۔ بس ہنس پڑے۔

ایک دن تشریف فرما تھے، سانس کا دورہ تھا۔ سب دبانے لگے۔ حضرت حافظ جعفر رحمتہ اللہ علیہ، جو خلیفۂ اعظم تھے، وہ بھی دبانے لگے۔ آخر میں میں نے عرض کیا: "حضور اجازت ہو تو میں بھی دباؤں"۔ اجازت دے دی۔ میں نے دو منٹ دبایا اسی وقت سو گئے۔ رات کو فرمانے لگے "میاں عارف نے ہمیں ایسا دبایا کہ ہمارے تو ہوش ہی جاتے رہے۔ یقین جانو ہماری ایسی چمپی کسی نے نہیں کی کہ ہم نیند سے سو جائیں"۔

Marfat.com

عرض کیا: "حضور یہ تو آپ کا گمان ہے۔ بزرگوں کے ہمیشہ نیک گمان ہوتے ہیں ورگرنہ میں تو تلاشی لے رہا تھا۔" فرمایا "بھئی کیا مطلب؟" عرض کیا: "حضور جیب کترا جو ٹھہرا۔ میں یہ دیکھ رہا تھا کہ کس مقام کی درویشی ہے۔ حضور انسان کی ہڈی پسلی سب کچھ بتاتی ہے"۔ پھر تمام ہڈی پسلی کے مقام سنائے اور عرض کیا: "حضور اس کا بھی استاد پکڑا تھا۔"

میں جب باتیں کرتا تھا، تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ میرا سر اپنی چھاتی سے لگائے رکھتے تھے۔ صبح کا ناشتہ فجر کی نماز کے فوراً بعد ملتا تھا۔ اس وقت کوئی غیر حاضر ہو، تو اسے دوپہر دو بجے تک کھانے کا انتظار کرنا پڑتا۔ میں صبح دیر سے اٹھتا تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پہ ہزاروں انوار کی بارش فرمائے۔ میرے دروازے کے سامنے ٹہلتے رہتے تھے۔ جیسے ہی مَیں برآمد ہوتا میرے ناشتے کا انتظام فرماتے۔ دو چار گھڑیاں بیٹھتے تھے۔ فقر کی نوک جھونک ہوتی تھی۔ اب تو اللہ وحدہٗ لاشریک ہی خوب جانتے ہیں کہ گلے کو فقر آ گیا۔

حضرت حافظ جعفر رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: "آپ بھائی جان سے بڑا پیار کرتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے

Marfat.com

رہتے ہیں۔ وہ کسی کو قریب نہیں آنے دیتے تھے۔" وہ بڑے متقی درویش تھے۔ چوبیس گھنٹے کے حاضر باش تھے خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے۔ دہلی کے صاحبِ ولایت تھے۔ چھوٹی موٹی بات نہ تھی۔ اپنے مریدوں سے کہنے لگے "اُن کی کسی بات پر اعتراض نہ کر بیٹھنا۔" مرید کہنے لگے۔ "جی ان کے تو عجیب لچھن (چلن) ہیں۔" فرمایا: "عاشق ہزار برس تقویٰ کرتا رہے، عاشق کے ڈسے کو محبوب ایک ادنیٰ سے اشارے میں چھڑا لے گا اور اُسے پھر مقام دلوا دے گا، لیکن اگر محبوب ڈس لے تو پھر تمام عمر اسے مقام نہیں مل سکتا۔ اس بات کا دھیان رکھنا اور ان کی دُعا کما لینا۔ مَیں تمہارا پیر ہوں اور تم دیکھتے ہو کہ کس طرح انہیں ساتھ رکھتا ہوں۔"

ایک دفعہ گاڑی میں دہلی جا رہے تھے۔ حضرت حافظ جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: "بھائی جان، ہمارے مریدوں کو بھی کچھ دلوا دو۔" مَیں نے عرض کیا: "پہلے میں اپنے بھائیوں کو دلواؤں گا، میں بڑا مجبور ہوں چچا۔" دہلی تک رہی یہ بات۔ فرمانے لگے "بھائی جان، کچھ تو کرو۔" میں نے کہا: "ایسا کرتے ہیں کہ آپ اپنی جگہ مجھے دے دیں اور میری جگہ لے لیں۔" فرمانے

Marfat.com

لگے: "تو بھئی، پہلے ہی چار کانٹوں سے گھبراتا ہوں اور وہ لے لوں جو ساری ہی خاروں سے پُر ہے۔" میں نے عرض کیا: "بس ایسی ہی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا ہے جس حال میں رکھے۔"

فقیر بُرا کسی کا نہیں چاہتا۔ میں نے پہلے خبردار کیا تھا کہ کبھی کسی فقیر کے معاملے میں دخل نہ دے بیٹھنا۔ یا تو مقام فقر حاصل کر کے زبان کھولنا، نہیں تو پھر اس میں پیچھا نہیں چھوٹتا۔ یہ الٹی آنیتیں گلے کو آتی ہیں۔ یہ رب کے راز ہیں، ربّ تک ہی رہنے دو۔ حضرت اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام حضور کے گھر میں بھی وہی تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے گھر میں بھی وہی تھا۔ وہاں بھی وہ ام المومنین تھیں۔ ان کے مقامات میں کوئی فرق نہیں تھا۔ وہ ان کے امتحان کا وقت تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام گرفتارِ زنداں ہو کر بھی یوسف علیہ السلام ہی تھے۔ نبی ہی تھے۔ سلطان گرفتار ہو کر بھی سلطان ہے۔

یہ دو گروہ ہیں فقراء کے، عشاق اور محبوب۔ ان دونوں کی داستانیں الگ الگ ہیں۔ ان کے مقامات بھی الگ الگ ہیں۔ ان کی نشستیں بھی الگ الگ ہیں۔ ان کے راز و نیاز

Marfat.com

بھی الگ الگ ہیں۔ ان کے عرفان بھی الگ الگ ہیں۔ عاشق محبوب کا محتاج ہے، محبوب عاشق کا نہیں۔ اسے ہر قیمت پر یاد رکھو۔ معلومات کرو۔ کچھ حاصل کرو۔

امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جس نے مجھے ایک لفظ بھی پڑھایا، وہ میرا مولا ہے"۔ میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ مجھے اپنے پیار کے دو نصیب ہی دیکھنے پڑے۔ یا تو اُسے اپنے ہاتھوں سے دفن کرنا پڑا، یا اس سے کمالِ زخمی ہونا پڑا۔ میں آپ سے صحیح کہتا ہوں، جن کے لئے میں نے جام تیار رکھا انہوں نے لب بام آ کے بے وفائی کی اور میں حسرت و یاس کا منظر بنا رہا۔ کسی سے بغض نہیں، حسد نہیں، کینہ نہیں۔ میرا کسی کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں۔ کوئی جائیداد نہیں، کوئی کاروبار نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ رحم مانگو۔ عشق تو مسلسل اپنے آپ کو چتا میں جلانا ہے۔ ایک غم دوام ہے، ایک سوزِ دوام ہے، جو کچھ نہیں چھوڑتا۔ جس لکڑی میں آگ جا پڑے پھر لکڑی لکڑی رہ جائے، تو وہ آگ ہی کیا ہوئی۔ بڑی بات ہے جو اللہ تعالیٰ توفیق بخش دے اپنا نام لینے کی۔ جو لے رہا ہے، وہ تیرا حسن نہیں۔ تجھ سے زیادہ عالم پھر رہے ہیں۔ کروڑوں تجھ سے

Marfat.com

حسین پھر رہے ہیں قریب نہیں پھٹکنے دیتا۔ یہ ان کا کرم ہے جو سجدہ دے لیتا ہے۔

کسی کی محرومیوں کی آہیں پسند ہیں۔ کسی کی دید کی نظریں پسند ہیں۔ کسی کا جلنا پسند ہے۔ کسی کی ہریاول پسند ہے۔ جنگل میں کسی درخت کو نہ برگ دیا نہ ثمر، تنہا کھڑا ہے اور کسی کو اتنا لادا کہ بچے پتھر مار مار کر اس کو ننگا کر دیتے ہیں۔ وہ بھی اسی کا حسن ہے، یہ بھی اسی کا حسن ہے۔ ہر حال میں مظہر وہی ہے، اسی کا ارادہ کارفرما ہے۔ بڑے بڑے عابدوں کی عبادتیں رکھ لی گئیں۔ حضرت عبداللہ ابن المبارک کو برسوں اپنی عبادت سے ہاتھ دھونے پڑے۔ بس اتنا ہی بتانے کے لئے کہ کیا یہ آپ تھے جو ہماری عبادت کرتے تھے یا ہم تھے جو اپنی عبادت کرواتے تھے؟ کسی میں ضبط اتنا اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے کہ وہ جلتا رہتا ہے لیکن لب سے دھواں نہیں نکالتا۔ اور کوئی بات بات پر چیختا ہے۔

کسی کے اعمال کی وجہ سے اپنا اخلاق خراب نہ کرو۔ تم تو اپنا اخلاق وسیع کرو۔ کسی کے ننگا ہونے کی وجہ سے درخت اپنا سایہ نہیں سکیڑتا۔ یا سکیڑ لیتا ہے؟ جو اس کے سائے میں آئے، خواہ ننگا ہو کے بیٹھے، خواہ کپڑوں سے بیٹھے، وہ بٹھا

Marfat.com

لیتا ہے۔ خواہ جاتے ہوئے اس کی دو ٹہنیاں توڑ کر لے جائے۔ دوسری مرتبہ آئے پھر بٹھالے گا۔ لیکن اگر ٹہنی توڑنے والے کے گھر سے کوئی ایک تنکا بھی اٹھالے، تو جب دوسری دفعہ نظر آئے گا تو کہے گا: آج پھر اُٹھانے آیا ہے۔ جس ترازو میں دوسرے کو تو لتے ہو، اس میں خود تُل کے دیکھو کیسا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ وزن تمہارا ہی ہو۔

اب سعید کو بُلا کے پوچھ لو۔ میں نے کہا دیکھو میں ختم شریف کا انتظام کرتا ہوں لیکن اگر تمہارے اعمال سے، یا زبان سے یا قول سے یہ ظاہر ہو کہ تم نے ختم شریف کے لئے جبر کیا یا تم سائل ہو، تو یوں سمجھ لو کہ بھائی جان کی ذات کھائے گا۔ ترغیب دے سکتے ہو، اگر کوئی خوشی سے دے تو انکار نہ کرنا۔ بات دراصل یہ ہے کہ میرا ایمان ہے ہم کون ہیں؟ یہ تو بندہ نوازی ہے کہ ایک وسیلہ اور بہانہ عطا فرما دیا۔ گناہگاروں کو مغفرت مانگنے کا۔ اور توفیق عطا فرما دی پلیٹ اِدھر سے اُٹھا کر اُدھر بڑھانے کی۔ وہ اپنے محبوب کے مہمانوں کا خود انتظام کرے گا۔ اس سے بڑھ کر کون اپنے محبوب کے مہمانوں کو نوازے گا۔ لوگ پوچھتے تھے کہ ختم شریف میں کیا ہوگا۔ آخر میں کہنے لگے وہی ہوگا جو آپ چاہیں گے۔ میں نے کہا میں

Marfat.com

کون ہوں ۔ ہوگا وہی جو وہ چاہے گا۔ وہ اتنا ہی میرے دل میں ڈال دے گا۔

دھوبی کے گھاٹ پر ہمیشہ میلے کپڑے ہوتے ہیں۔ میرے آقا کے در پر ہمیشہ گناہگاروں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اس میلے کپڑے کو غم نہیں جو دھوبی کے گھاٹ پر پہنچ گیا اور اس گناہگار کو غم نہیں جو بارگاہِ رسالت میں منتظر گناہوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ایک دن وہ دُھل کے رہے گا۔ میرا ایمان ہے۔ اپنی نگاہوں کا انتظار ختم نہ کرنا۔ جو عمل نیک ظاہر ہو جائے تو عطائے مولیٰ سمجھنا، حسنِ خود نہ سمجھنا۔

بسا اوقات کلمۂ ناز میں غرور کا شائبہ ہونے لگتا ہے۔ کلمۂ ناز کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کپتان پولیس کا سات آٹھ برس کا لڑکا بازار چلا جائے اور کسی بڑے سے اس کا واسطہ پڑ جائے اور بڑا کہے ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو، نہیں تو ایک تھپّڑ ماروں گا۔ جب تک بچّہ اپنے آپ کی طرف دیکھتا ہے، ڈرتا ہے لیکن جب اُسے باپ کے اختیارات کا خیال آتا ہے، تو کہتا ہے، تجھے آج شام تک مزا نہ چکھا دوں تو باپ کا نہ کہنا۔ جب یہ نعرہ لگاتا ہے، تو سامنے والا چوکس ہو جاتا ہے اور لوگوں سے پوچھتا ہے یہ بچّہ کس کا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

یہ کپتان پولیس کا بیٹا ہے۔ وہ بچے سے معافی مانگتا ہے اور کہتا ہے، بیٹا مجھے پتہ نہیں تھا کہ تُو کون ہے۔ ویسے میں تو تیرے بھلے کے لئے ہی کہہ رہا تھا۔ وہ ناز بچے نے اپنی ذات پر نہیں کیا۔ اس نے اپنے باپ کے اختیارات پر ناز کیا۔ کبھی عشاقانِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آقا کے ناز پر کچھ الفاظ کہہ جاتے ہیں۔ کبھی حق کے ناز پر کہہ دیتے ہیں کہ جس کا ہم نے ہاتھ تھاما، وہ جنتی ہے۔ اللہ کریم کی شان و عظمت ہے کہ اگر ان کا عاشق صدق دل سے کہیں قسم کھا بیٹھے، تو پھر اسے پورا فرماتے ہیں۔ خواہ بعد میں اس کی سرزنش ہی کریں لیکن اس کی قسم پوری فرماتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کے بارے میں پوچھا۔ آپ کے مُنہ سے نکل گیا پیچھے آ رہا ہے۔ سب صحابی سکتے میں آ گئے کیونکہ ان کے سامنے وہ شہید ہوا تھا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ زخموں سے چُور چلے آ رہے ہیں۔ لوگ حیران رہ گئے۔ اللہ جل شانہ، نے اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی فرمائی کہ "میرے حبیب! ہمارے صدیق کے مُنہ سے نکلا تھا کہ وہ آ رہا ہے، ہمیں گوارا نہ ہوا کہ صدیق جھوٹا ہو جائے۔ ہم نے دوبارہ زندگی

Marfat.com

عطا فرمادی"۔ یہ مقام عشّاقان کا ہے۔ دوسرا نہیں کرسکتا۔

حضرت بُوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کا مقام تھا کہ ضد کر بیٹھے۔ وہ مقام جب ملا جب مچھلیاں گوشت کھا گئیں۔ ۳۰ سیر کے گدے پر بیٹھ کر ضد کے مقام ظاہر کرے تو مشکل ہے ہڈی پسلی برابر ہو جاتی ہے۔ گو فقیر نبھائے گا ہر ایک کے ساتھ۔ خدمت فی سبیل اللہ ہے۔ جس حال میں بھی کرم فرماتے ہیں، استغنائے مخلوق ضرور دیتے ہیں۔ مخلوق سے بے نیازی عطا فرماتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ میری نگاہیں منتظر ہوتی تھیں۔ یقین جانیئے اب تو مجھے خیال بھی نہیں آتا کہ کوئی آیا یا نہیں۔ ہاں محبت بھرے دل جب بیٹھتے ہیں، تو ان کی بارگاہ سے دو چار چرائے ہوئے غمزے رکھ دیتا ہوں۔ اور نہیں تو نہ سہی۔ جنگل کے شجر کس کے متمنّی ہیں؟ نہ راہ گیر کے متمنی ہیں نہ مالی کے۔ وہ تو ایک شکرِ حق میں ہیں اور خوراکِ حق میں ان کی پرورش ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا بے پناہ احسان ہے، فقیر نے اپنے دکھ کسی کو سنائے نہیں۔ ہاں دکھ سنے ضرور ہیں۔ مداوا تو میرے پاس نہیں، ہاں سُن کر بارگاہِ حق میں دامن پھیلا دیتا ہوں اور اسی سے توفیق مانگتا ہوں۔ بس اللہ کریم کرم ہی فرمادیں۔

ایک بات تو بتاؤ یہ جو جوئے باز اور شرابی والدین ہوتے

Marfat.com

ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کا رزق انہیں دیتا ہے، ان سے کفالت کراتا ہے۔ حرام کھا رہے ہیں، رشوت لے رہے ہیں، جوا کھیل رہے ہیں، نماز کے قریب نہیں جا رہے۔

پھر اللہ تعالیٰ، جن کے علم میں کوئی خامی نہیں، وہ ایسوں سے مخلوق کی پرورش کرا رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب چھت بوسیدہ ہو جاتی ہے نوا سے ستون دیئے جانے ہیں تاکہ قائم رہے۔ گناہوں سے جب حیات بوسیدہ ہو جاتی ہے، تو اللہ کریم اپنی معصوم مخلوق بھیج کر انکی بوسیدہ حیات کو ستون دیتا ہے تاکہ بوسیدہ حیات برقرار رہے۔ اور کسی وقت کوئی معصوم تڑپ کر مانگے، تو اس حیات میں تغیّر آجائے تو جب گناہگاروں کو بھی اولاد دے کر اللہ کریم انہیں اولاد کی کفالت کے ذرائع سے محروم نہیں کرتا، تو میرا ایمان ہے کہ اگر مجھ جیسے گناہگار کو اللہ کریم نے خواجگان کے صدقے میں تم دو چار کو میرے سپرد کیا ہے، تو میرا ایمان ہے کہ وہ تمہیں کفالت سے محروم نہیں کرے گا۔ یہ میرا ایمان ہے اور انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے۔ بس میری وادی بڑی سنگلاخ ہے، اس کے فضل سے امید لگائے بیٹھا ہوں۔ میرے بس کا تو روگ نہیں، لیکن وہ سوئی کے ناکے میں سے نکالنے پر قادر ہے۔ اس کی قوت امکان اور لامحدود اختیارات کی وجہ سے فقیر کا بھروسہ

Marfat.com

اور یقین نہیں ٹوٹتا۔ یہ بھی اس کا حسنِ عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یقین درست رکھو۔ اللہ کریم کرم فرما دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا کلام قانون پر مبنی ہے، ترغیب پر مبنی ہے، تنبیہہ پر مبنی ہے، کچھ یہاں کی کچھ وہاں کی خبر پر مبنی ہے۔ لیکن عرفان صاحبِ کلام، یعنی عرفانِ ذاتِ حق کا خزانہ سینۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لئے کہ فیض کے لئے ہم جنس کا ہونا ضروری ہے۔ جس برق کے دَر و دیوار نہیں ہوتے، وہ کوندتی ہے اور خاکستر کر کے چل دیتی ہے۔ اور جو برق حدُود کے اندر ہوتی ہے، وہ ایک عالم کو روشن کرتی ہے۔ جب رب نے چاہا کہ عالم روشن ہو جائے، تو وہ ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہو گیا۔ یا یوں سمجھ لو کہ روشنی، روشنی دینے کے لئے ایک قندیل چاہتی ہے اور جسدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ حق کی قندیل ہے۔ (اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں بھی تو قندیل کا ذکر آیا ہے۔)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جسم کے محتاج نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی محتاج نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم ہو۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صاحبِ حضور تھے، یعنی نور ہی نور تھے، تو جسد نہ تھا۔ یہ

Marfat.com

تو ہم پر رحم وکرم کی دلیل ہے کہ قندیل میں نور رکھ دیا، تا کہ اِس نور کا مزا ہم بھی لے سکیں۔ اس نور سے ہم بھی مُستفید ہوسکیں۔ حضوؐر صلی اللہ علیہ وسلّم کے جسدِ مُبارک میں نورِ حق کا ظاہر ہونا خود مخلوق کی ذات پر احسان ہے، کائنات پر احسان ہے لیکن نورِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احتیاج نہیں۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ذات میں جلوہ گر ہے۔ فرمایا:"جو مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے، وہ ان سے کرلے، جو مجھ سے سُننا چاہتا ہے، اُن سے سُن لے، جو مجھ سے لینا چاہتا ہے ان سے لے لے۔

ہر وہ ذات جو حکمران ہے اور حکمرانی کی ذمّہ داریوں سے کمال آشنا ہے، وہ اپنے قانون کا احترام پہلے خود کرتا ہے، پھر دوسروں سے کراتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا یہ کرم ہے کہ انہیں اپنے قانون کی حرمت بڑی پیاری ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ بندے حدود میں رہیں۔ جب دنیا کا بادشاہ اپنے وزیرِاعظم کو اختیارات سونپ دیتا ہے تو پھر براہِ راست درخواست وغیرہ نہیں لیتا خواہ کیسا ہی وزیرِاعظم کو سونپے۔ وہ کہتا ہے۔

Throvgh Proper Channel اس کا یہ مطلب ہے کہ جس کو میں نے احترام بخشا ہے، پہلے ان کا احترام کر اور

Marfat.com

ان کے مقام کا اقرار کر۔ اگر تو میرے مظاہر قانون کا احترام کرنے سے انکاری ہے، تو مجھ سے کیا توقع رکھتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جن کو اختیارات سپرد کیئے، ان کا انکار اللہ جل شانہٗ کی تسلیم کا انکار ہے۔ یہ بغاوت ہے۔ باغی انعام کی توقع چھوڑ دے اور خود کو سزا کے لئے تیار کرلے۔ اگر سزا کی ہمت نہیں پاتا، تو معافی چاہے، اور رحم کی درخواست کرے۔

تھانے میں چوری کی رپٹ درج کرانا شاہ کی حرمت میں کمی کا باعث نہیں بلکہ حقیقتاً شاہ کی عظمت کا اقرار ہے۔ بندگانِ خدا کو وسیلۂ دُعا بنانا اللہ تعالیٰ کے کمال عظمت کا اعتراف ہے، شرک نہیں۔ دنیا میں کوئی بیوقوف چوری کی رپورٹ شاہ کے پاس لے کر نہیں جاتا، بلکہ اس تھانے کی تلاش کرتا ہے جو اس کے علاقے کے لئے شاہ نے مقرّر کیا ہے۔ تو اے عزیز! درخواست جو بھی پیش کرنی ہے، وہ حضورُ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہی پیش ہوگی اور اُن تک پہنچانے کے لئے بھی بندگانِ خدا کا رابطہ اور وسیلہ ہے۔ یہ شرک نہیں۔ درحقیقت یہ حضرات نظامِ حق کے کارندے ہیں اور ان کا اعتراف اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ نظام کا اعتراف ہے اور جس کے نظام کا اعتراف کرد

Marfat.com

گے، ایک دن اس کے ہاں مقبول ہو جاؤ گے۔ اور نصیب یاور ہوا تو ایک دن خود بھی اس نظام کا حصّہ بن جاؤ گے، یہ لوگ صاحبِ ولایت کہلاتے ہیں۔

بڑے مزے کی بات ہے۔ کسی کی محبّت بھری نظر خیرات میں مل جائے اور آنکھ سے آنسو ٹپک جائے تو یہ درویشی اور فقیری کی دلیل نہیں۔ فقر تو مسلسل صبر اور شکر کی ارتقاء کا نام ہے، سوزِ باطن سے قلب کو بھر شتہ کرنے کا نام ہے، اپنی رُوح کو ہر وقت مقام کی جستجو میں رکھنے کا نام ہے اور ارادے کو اللہ جل شانہٗ کے ارادے کے سامنے ترک کرنے کا نام ہے۔ زمین پر پانی برستا ہے، سبزہ پیدا کرنے کے لئے، کپڑے میں پانی ڈالا جاتا ہے، اس کی میل نکالنے کے لئے۔ آنکھ تر کی جاتی ہے، قلب کو معصیّت کی میل سے نجات دلانے کے لئے۔

میرے عزیز! گاؤں کی عورتیں قیمتی چیزیں کسی ایسے کوڑے کے ڈھیر میں دبا دیتی ہیں جہاں کسی کو گمان بھی نہ ہو۔ صندوق کو بڑا تالا لگاتی ہیں، لیکن اصل مال کہیں اور دفن کرتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جن کو نعمت دیتے ہیں، ان کے حال اور صفات ایسے بگاڑتے ہیں کہ کوئی ان پر اعتبار ہی نہ کرے۔ اعتماد فقیر کا

Marfat.com

امتحان ہے اور مخلوق کی بداعتمادی فقیر کی عافیت ہے اور ارتقائے نعمت کی دلیل ہے اور ایک دن یہ عافیت بارگاہِ حق تک پہنچا کر چھوڑتی ہے۔

ایک وقت آئے گا جب ہر وحدت میں گم ہونے والے کو واحد ہونا پڑے گا۔ ارادے سے ہو یا بغیر ارادے کے۔ کوئی اپنے ارادے سے دل سے محبتِ دنیا ترک کرتا ہے اور کسی کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیئے جاتے ہیں کہ ہر چیز سے دل سرد ہو جاتا ہے۔ اور بس ربّ ہی یاد آتا ہے۔ رنڈی کا چوبارہ اسی وقت چھوٹتا ہے جب جوتے پڑتے ہیں اور جیب خالی ہوتی ہے۔ یہ دنیا بھی رنڈی کا چوبارہ ہے۔ اس سے نجات اسی وقت ملتی ہے کہ جن پر پیار کا کمال اعتماد ہو، ان سے خنجر ملیں۔ اس وقت دل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے۔ اچھا کسان زمین میں بیج اُسی وقت ڈالتا ہے، جب پہلے گھاس پھوس صاف ہو جاتا ہے۔ اور جب قلب دنیا سے سرد ہو جاتا ہے تو ربّ اسے اپنے لئے چن لیتے ہیں۔ لیکن یہ ہر ایک کے لئے نہیں ہے ورنہ نظامِ دنیا ختم ہو جائے۔ لیکن جو اِس راہ میں ہے اس کے لئے لازم ہے۔ باقیوں کے لئے قانونِ عامتہ الناس یا قانونِ شریعت ہے۔ اس میں عورتوں اور بچّوں کے حقوق ہیں۔ نماز کے ارکان

Marfat.com

ہیں۔ عام لوگ اس قانون کے تحت چلتے ہیں، لیکن جو طریقت کی وادی میں ہے، اس میں ترک اختیار کے قانون چلتے ہیں، جو معفرت کی وادی میں ہے، اس میں ادب اور حضوری کے قانون چلتے ہیں۔ جو جس راہ پہ گامزن ہے، اسے اس کی راہ کے قانون پر چلنا ہوگا۔ بہرصورت ہم تو یہ وسیلہ ڈھونڈتے ہیں محض اپنی بخشش مانگنے کے لئے۔ اب دیکھو اللہ کریم کل کیا کرتے ہیں۔ آپ لوگ بھی آج رات دعا کرو کہ اے کریم! اب آئے ہیں تو ہمیں نامُراد نہ لوٹائیو۔ مجھ سے بَن پڑا تو میں بھی کچھ عرضِ حال کروں گا۔

اللہ کریم بہتر جانتے ہیں کہ کس کا سوز وہ پسند فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن تحیّر ہوگا کہ جو کرم انسان خود سے منسوب کرتا تھا، وہ کسی اور وجہ سے تھا۔ اس لئے کسی نعمت کو خود سے منسوب نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل جان کر کمالِ عجز سے قبول کرو۔ مراد کو پہنچ جاؤ گے۔ جس دل میں محبتِ الٰہی ہے، اس دل کے لئے لازم ہے کہ اس میں تعلقِ دنیا کی قباحتیں نہ پیدا ہوں ورنہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کھیت کے اندر تھوہر۔ پھولوں میں بھی حسن ہے لیکن بسا اوقات وہ درخت جس میں پتّا بھی نہیں ہوتا اور جنگل میں تنہا کھڑا ہوتا ہے، اس میں بھی حسن

Marfat.com

ہے۔ جس کا دل بھڑک رہا ہے، اُسے ہنستے پھُول اچھے نہیں لگتے۔ جو غم سے نا آشنا ہے، وہ ہنستے پھولوں کی تلاش میں ہے۔ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے، تو بچے اسے پڑھانے لگتے ہیں۔ کہتے ہیں بوڑھا سٹھیا گیا ہے۔ جو بوڑھوں کو سٹھیایا سمجھ کر تعلیم دیتے ہیں، علم ان کے قریب سے بھی نہیں گزرا۔ علم بڑی بلند شے ہے۔ اِس میں کسی کا گزر نہیں۔

میں نے کسی زمانے میں کہا تھا کہ جو مجھ سے حاصل نہیں کر سکتا، وہ روئے زمین پر کسی سے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ کسی نے پوچھا، یہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا، جو باپ بن کر حاصل نہ کر سکے، وہ بیٹا بن کر کیسے حاصل کرے گا، میں نے سب کو باپ بنائے رکھا۔ گلاب کی پتی کو اگر کوئی کانٹے سے زخمی کرے، تو پھُول اپنی مسکراہٹ نہیں چھوڑا کرتا۔ فقر اسی کا نام ہے کہ مسلسل تشددِ خلق برداشت کرنا اور اہلِ ایمان کے لئے شفا بنے رہنا اور اپنے قلب کو رب کی محبت میں ہمیشہ گریاں رکھنا، جلتے بھنتے رکھنا۔ ہندو بُت کو پوجتا ہے، لیکن پوجا کرنے والے کا یقین رب کے رحم کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کم بخت کی رسائی مجھ تک ظلمت کی وجہ سے نہ ہوئی، لیکن مَیں نے تو اُسے پیدا کیا ہے۔ جس تعلق میں صدقِ دل پیدا

Marfat.com

ہو جاتا ہے اور مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے، وہ اپنی کامیابی اپنے تعلق سے منسوب کرتا ہے۔ جن بچوں کو ماں باپ سے کمال محبت پیدا ہو جاتی ہے، وہ اپنی ہر کامیابی ماں باپ سے منسوب کرتے ہیں اور جنہیں ماں باپ سے محبّت نہیں ہوتی، وہ کہتے ہیں بڑے دھکے کھائے ہیں تب یہاں پہنچے ہیں۔

مریدِ صادق وہ ہے جو تمام عطائے ربّانی کو اپنے شیخ سے ہی منسوب کرتا ہے۔ ہر ایک کا شیخ اس کے لئے خوب ہے۔ بس اتنا ہی فرق ہے، ایک باپ ہے، ایک چچا ہے۔ دونوں بھائی آپس میں نوک جھونک کر سکتے ہیں لیکن دونوں کی اولادیں آپس میں نوک جھونک نہیں کر سکتیں۔ یہ بھی دانائی نہیں کہ اپنا جوتا اپنے بچے کے ہاتھ میں دے کر کہے، لے اپنے بھائی کے سر پر دے مار۔ اگر باپ بیٹے سے کہے کہ جا اپنی ماں اُلو کی پٹھی سے یہ بات کہہ دے۔ اور اگر بیٹا اسی طرح جا کر کہہ دے کہ ماں اُلّو کی پٹھی، ابّا یہ کہتا ہے، تو پھر کیا بنا؟ نہیں، میاں بیوی کا رشتہ اور ہے اور ماں بیٹے کا رشتہ اور ہے۔ بیٹے کا حق ایسی بات دہرانے کا نہیں بنتا۔

میرے شیخ کے متعلق کسی نے غلط گمان کیا، تو اسی بات پر میں نے کئی سیلنے صاف کر کے جیکب لائن میں بھیج

Marfat.com

دیئے اور یہ بھی نعرہ لگایا کہ جو مجھ سے میرے شیخ کا صدقہ مانگے، اُسے شیخ کے صدقے میں پیر بناتا ہوں۔

کسی بات پر واہ واہ کرنا محبّتِ شیخ نہیں۔ یہ محبّتِ شیخ نہیں کہ شیخ کے سارے معاملے بگاڑ دیئے۔ خوشامدانہ اور جذباتی باتیں شریف النّفس لوگوں پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ ان کی کوئی بنیاد نہیں۔

میرے ایک بھائی نے مجھے لکھا ہے کہ کیا تو بھول گیا کہ تیرا باپ ایک انسپکٹر تھا؟ جس وقت میرا باپ ۳سو روپے تنخواہ لیتا تھا، اس وقت گیہوں سوا روپے من تھا۔ لیکن اللہ کریم نے قرآن میں کہیں مال کی تعریف نہیں کی۔ مال کی مذمت ہی کی ہے۔ تعریف تو ایمان کی کی ہے۔ اپنی اور اپنے حبیبِ پاک کی محبّت کی تعریف کی ہے۔ مومن کی تعریف کی ہے۔ میں نے تو کبھی دعویٰ بھی نہیں کیا اس بات کا کہ میرا باپ یوں تھا۔ اس کے حقوق مجھ پر ہیں، انہیں ساقط نہیں کرسکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ ۱۳برس ایک خاص مقصد کے تحت خاموش بیٹھا رہا، کسی کی رضا کے لئے۔ میں نے عمل سے کیا، لیکن میرے پیر بھائی اپنی ان اولادوں کے ساتھ فخر سے دعوتیں اڑاتے رہے جو حضور قبلۂ عالم کو تحریری طور پہ بُرا بھلا کہتے تھے۔ فقیر پھر بھی

Marfat.com

پردہ پوشی کرتا رہا۔

مَیں جانتا ہوں، ایک دن ایسا آئے گا کہ نادانی دانائی میں بدل جائے گی۔ خود شرمندہ ہونا بڑی بات ہے۔ میرا مسلک ہے کہ جب حق پہچاننے اور سُننے کی قوّت نہ رہے، تو خاموشی اختیار کرو۔ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے وحی بھیجی تھی، تو ہماری بریّت کا سامان بھی کریں گے۔ ایک وقت ہوتا ہے سہنے اور کا برداشت کرنے کا۔ پھر جب برداشت کی تکمیل کراتے ہیں، تو کہتے ہیں، بندے تُو نے واقعی حق ادا کر دیا، ہم تجھے یہ انعام دیتے ہیں اور تمہارے مخالفوں کو یہ سزا دیتے ہیں۔ یہ ازل سے قانون چلے آئے ہیں۔ میری زندگی کے مقصد عجیب ہیں۔ آج تک کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ بھائی جان نے اپنا دکھ سنایا ہو۔ بس یہی کہہ دینا کہ وقت کا انتظار کرو، انشاءاللہ ربّ تمہیں سمجھا دے گا۔ میری صحبت میں اگر فائدہ ہے تو بیٹھو، فائدہ نہیں تو ربّ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری صحبت کو نافع بنا دے۔ لیکن میرے نکمّے ہونے کی وجہ سے اہلِ اللہ کے ساتھ گمان خراب نہ کرو۔

فقیر بھی حلقہ لینا جانتا ہے۔ بہت دم جھاڑے جانتا ہے اور حضور قبلۂ عالم تو سب کو میری طرف بھیجتے تھے۔ لیکن

Marfat.com

قضا و قدر نے کچھ حوادث مقدر کر رکھے ہیں۔ ہر باغ کو خزاں کا زمانہ کاٹنا پڑتا ہے۔ ہر موسم کو کچھ عرصہ تپنا پڑتا ہے۔ کچھ عرصہ سرد اور کچھ عرصہ اعتدال میں رہنا پڑتا ہے۔ اپنی نسبت پر نظر رکھو۔ نسبت اور شے ہے، زبان اور شے ہے۔ جب کسی کا قلب فنائیت میں جائے گا، اس وقت حقیقتِ حال کی خبر ہوگی۔

مالی کی پگڑی سب سے پہلے اس کے اپنے لگائے ہوئے پودے ہی اتارتے ہیں۔ اور انسان کے پیر پہلے اس کی اپنی زمین ہی جلاتی ہے۔ فقیر اپنے عہد میں پختہ ہے۔ یہ زندگی کا عہد نہیں۔ جو کسی کے پیسے یا ادا سے بدل جائے گا۔ یہ فقیر کا عہد ہے۔ اچھا ہے، بُرا ہے، نبھائے گا۔ میں اپنے کٹر دشمن کو بھی دعائے خیر سے ہی یاد کرتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے فلاں نے تجھے چھوڑ دیا۔ میں کہتا ہوں اچھے بُروں کو چھوڑا ہی کرتے ہیں۔ میں نہ چھوڑ سکا ان کو۔ دعاؤں میں یاد کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس کا مطلب ہے، وہ اچھے تھے میں بُرا تھا۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ میرے اندر کوئی اچھائی پیدا کر دے۔

ایسے بھی موقعے آئے کہ اگر فقیر بیچ میں نہ آتا تو میرے بعض پیر بھائیوں کا آج نام و نشان بھی نہ

Marfat.com

ہوتا۔ ایک دن حضور قبلۂ عالم مجمع عام میں جلال میں آ گئے۔ میں نے آگے بڑھ کے گلے سے لگا لیا اور کہا: "یہ کیا ہو رہا ہے؟" یخ کی طرح ٹھنڈے ہو گئے۔ باقی نہ کسی کی جاگیر چاہیئے نہ دولت۔ ہر ایک فقیر کو اسی طرح عزیز ہے، جس نظر سے دیکھا ہے، اسی سے دیکھتا رہوں گا۔ باقی یہ فقیر کا اپنا نصیب ہے۔ سپیرے پر جب کرم ہوگا اسے ایک نیا سانپ ملے گا۔ بھٹیارے پر جب کرم ہو گا، ایک پرات آٹے کی اور پکانی پڑے گی۔ بہرکیف جسے پھلنا ہے اسے تپنا ہی پڑے گا۔ اور جو سایہ دے گا اسے دھوپ میں جلنا ہی پڑے گا۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔ اس راہ میں شیطان خوب چمٹتا ہے۔ ہر مریض دوسرے کو مریض سمجھتا ہے، اپنے کو نہیں۔

Marfat.com

اللہ جل شانہٗ کا احسان اور کرم ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ہدیۂ تشکر پیش کرنے کی توفیق بخش دی۔ اے عزیزان! مجالس کی حقیقت کے متعلق ہر انسان کو خوب خبر ہے۔ اس سلسلے میں اس ماہِ مبارک میں ہر شخص نے اپنی حدِّ استطاعت کے اندر اہتمام کیا۔ ذکرِ رسول کیا، ذکرِ حق کیا اور جو کچھ بن آیا اِس نے کر ہی ڈالا اور اس امید پر کیا کہ اللہ جل شانہٗ اُسے قبول فرما کر رحمتوں کا نزول فرمائیں گے ۔ میرا ایمان ہے کہ جہاں ذکرِ محبوب ہوتا ہے، عاشق کی نظرِ کرم وہیں ہوتی ہے۔ عشق وہ وادی ہے جہاں عاشق اپنی ذات کا ذکر سننا زیادہ پسند نہیں کرتا، لیکن ذکرِ محبوب سننا زیادہ پسند کرتا ہے۔ یہاں برسبیلِ تذکرہ ایک عرض کر دوں کہ اللہ جل شانہٗ کے متعلق یہ زبان زد ہے کہ اللہ جل شانہٗ عاشق ہیں اور حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

محبوب ہیں۔ الفاظ تو استعمال کر دیئے لیکن ان کی حقیقت کی خبر کچھ ان لوگوں کو ہے جن کے دلوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نظرِ کرم ہے۔ ہر تعلق کی حقیقت وہی بتا سکتا ہے، جو متعلق ہوتا ہے۔ عاشق، محبوب، یہ جذباتی چیز ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ جذبات سے پاک ہیں، اگر جذبات کی دنیا ہوتی تو جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھراؤ ہو رہا تھا، اس وقت وہ کسی کو زندہ نہ رہنے دیتا۔ جب اپنے محبوب کے نواسوں کو تڑپتے ہوئے کربلا کے میدان میں تڑپتا ہوا دیکھ رہا تھا، تو ظالموں کو یوں نہ چھوڑ دیتا، لیکن نہیں۔ یوں ان الفاظ کا بیان اپنے مقام پر صحیح ہے۔ بات یہ ہے کہ جب کسی کا تعلق اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ان میں جدائی کسی لمحہ نہیں ہوتی، تو کہتے ہیں، میاں ان میں تو عاشق و معشوق کا رشتہ ہے۔ عاشق معشوق کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اندر تعلق اتنا پیوست ہو چکا ہے کہ ان میں جدائی کا امکان نہیں۔ تو چونکہ ہماری لغت کے اندر تعلق کے کمال کا سوائے عاشقی اور محبوبی کے الفاظ کے اور کوئی ہے ہی نہیں، اس لئے یہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں لیکن اس سے یہ مقصود نہ سمجھنا کہ اللہ جلّ شانہٗ

Marfat.com

کا تعلق اپنے حبیب سے اور حبیب پاک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اپنے رب سے ان دو الفاظ میں مقید ہو کر رہ گیا۔ اے عزیز! لا محدود کبھی مقید نہیں ہوا کرتا اور لا وجود کبھی جذبات والا نہیں ہُوا کرتا۔ اللہ جل شانہٗ نے جب بھی حضور کو پکارا، حبیب کہہ کر پکارا، محبوب کہہ کر نہیں پکارا۔ اب بڑے مزے کی بات ہے۔ عاشق محبوب کا محتاج ہے کیونکہ عشق جمال کے بعد وجود میں آتا ہے لیکن یہاں قصّہ بڑا عجیب ہے، محبت پہلے وجود میں آئی، جمال بعد میں وجود میں آیا۔ اس لئے اللہ جل شانہٗ محتاج نہیں، لا احتیاج ہی رہے۔

تو اے عزیز! یہ تو اس سلسلے میں عرض تھی کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے حبیب پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ پاک ہی اپنے تعلق کی نوعیت کو جانتی اور پہچانتی ہے۔ ہمارا بیان تو وہیں تک ہے جہاں تک اس نے ہمیں توفیق بخشی، لیکن یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی حد نہیں۔ وہ گدا نادان ہے جو کاسہ کی عطا کو حدِّ سخا سمجھتا ہے۔ اے عزیز! حدِّ سخا تو سخی کے دل میں ہے، کاسۂ گدائی میں نہیں۔

تو اے عزیز! یہ محفل ہر سال منعقد ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ

Marfat.com

یہ لاہور میں منعقد ہوتی رہی، اور اب کی دفعہ اللہ تعالیٰ نے اس بندۂ حقیر، پُر تقصیر کو یہ توفیق بخش دی کہ پھر اسی مقام پر اس کا انعقاد کرے، جس کا بظاہر کوئی امکان نظر نہ آتا تھا۔ یہ فقیر ۱۹۵۹ء سے اب تک تواتر کے ساتھ اسے منعقد کر رہا ہے۔ ان محفلوں کے انعقاد کی ضرورت اِس لئے ہے کہ اہلِ ظاہر کا بیان تو آپ کے سامنے آتا ہی رہتا ہے، لیکن ان محفلوں کا اہتمام چونکہ اہلِ سلوک کے ہاتھ میں ہے، اس لئے سلوک کا نظریہ پیش کرنا ضروری ہے کہ اہلِ سلوک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ اس کا ایک بنیادی اصول ہے کہ اہلِ سلوک کا نظریہ وہ ہے جو خود زبانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا اور نظرِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے القاء ہوا۔

اے عزیز! اس عالمِ دنیا کا مشاہدہ ایک بوڑھا بھی کر رہا ہے، ایک جوان بھی کر رہا ہے، اور ایک بچّہ بھی کر رہا ہے۔ کیا تینوں کے مشاہدے کی کیفیات ایک ہیں؟ یہ اِسی کائنات میں چلتے پھرتے ہیں، انہی بازاروں میں پھرتے ہیں۔ اسی زمین کا پیدا شدہ اناج کھاتے ہیں۔ اس کے باوجود نظریے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس کے علاوہ ایک جاہل بھی دیکھتا ہے، ایک عالم بھی دیکھتا ہے اور ان کے

Marfat.com

نظریے جُدا جُدا ہیں۔ اس کے علاوہ ایک محبّت کی نظر سے دیکھ رہا ہے اور ایک اپنی غرض کی نیّت سے دیکھ رہا ہے، تو اے عزیز! ایک چھوٹی سی بات یہاں عرض کر دوں۔ ایک دید وہ ہے جو نورِ نظر سے اور ایک دیدِ نظر دل سے ہے، اور ایک دیدِ نظر محبّت سے ہے۔ اے عزیز! عالم بھی دیکھتا ہے، لیکن وہ دید کے اثرات تو محسوس کرتا ہے، لیکن دیکھنے والی قوت کو نہیں دیکھتا۔ اگر دیکھے نہیں تو ظن اور قیاس کیسے قائم کرے۔ اپنا نتیجہ کیسے قائم کرے۔ وہ سیاہ و سفید کو کیسے قائم کرے۔ اے عزیز! معلوم ہوا کہ پسِ پردہ کچھ اور ہی دید ہے۔ لیکن اس دید کو بھی اچھی طرح سمجھ لو۔ کوئی نور اکیلا کسی شے کا مشاہدہ نہیں کر سکتا۔ آنکھ میں اللہ جل شانہٗ نے نور بخشا ہے۔ سورج غروب ہو جائے، اندھیرا چھا جائے، بتّی نہ ہو تو کیا یہ نورِ نظر دیکھنے کے قابل ہو گا؟ معلوم ہوا کہ جب تک ایک نور دوسرے نور سے متصل نہ ہو وہ دیکھنے کے قابل نہیں۔ یہ بات یاد رکھنا کہ ایسا کیوں ہے۔ یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصیات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ وحدت میں ہے، ہر جہت میں وحدت میں ہے، لہٰذا ان کی بصیرت بھی

Marfat.com

وحدت میں ہے۔ انہی کا نور ایسا ہے جو بغیر کسی معاونت کے، بغیر کسی تعاون کے دیکھنے کی قوت رکھتا ہے۔ جس کے سامنے ماضی، حال، مستقبل نہیں، سب حال ہی حال ہے۔ اے عزیز! یہ تینوں زمانے اس کے لئے ہیں جسے آگے کا نظر نہ آتا ہو اور پچھلا بھول جاتا ہو اور رواں دواں میں متفکرّ رہتا ہو، اسے کہتے ہیں ماضی، حال اور مستقبل۔ اللہ جل شانہٗ تینوں زمانوں سے پاک ہیں۔ ان کے لئے سب حال ہی حال ہے، جو ہو چکا وہ بھی حال ہے۔ جو ہو رہا ہے وہ بھی حال ہے، جو ہونے والا ہے وہ بھی حال ہے۔ اس لئے کہ وہ متصرف ہیں۔ ان کو تصرف ہے۔ ان کے ارادے سے زمانہ وجود میں آتا ہے۔ زمانے کے ارادے سے ربّ وجود میں نہیں آتا۔ تو اے عزیز! جو جس کے ارادے سے وجود میں آتا ہے وہ اس کے قبضہ قدرت میں ہوتا ہے۔

تو اے عزیز! ہر نور ایک تعاون چاہتا ہے تو اسی طرح یہ جو ایمان ہے، یہ دو محبّتوں کے امتزاج کا مرقع ہے۔ محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبّتِ باری تعالیٰ۔ جب یہ دو نور قلب میں پیدا ہوتے ہیں تو اس کا نام ہے ایمان۔ اے عزیز! پھر ایمان کی روشنی جب

Marfat.com

قلب میں پیدا ہوتی ہے، تو مشاہدۂ آخرت ہوتا ہے اور جب مشاہدۂ آخرت ہوتا ہے تو یہ قاعدے کی بات ہے کہ جو یقین مشاہدے سے پیدا ہوتا ہے، اسے موت بھی نہیں مٹا سکتی اور جو یقین دلیل سے پیدا ہوتا ہے، اسے دلیل مٹا دیتی ہے۔ دلیل کا یقین فانی ہے اور دید کا یقین غیر فانی ہے۔ جس طرح مشاہدۂ آخرت کے لئے لازم ہے کہ وہ ان دو نوروں کو اپنے قلب کے اندر مجتمع (جمع) کرے، بعینہٖ وابستگانِ رسالت کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے قلب کے اندر دو نور اکٹھے کریں۔

اے عزیز! جب طالب کا نور اور مطلوب کا نور اکٹھے ہوتے ہیں تو بارگاہِ رسالت کی رسائی ہوتی ہے۔ اے عزیز! طالب کہتے ہیں مرید کو جس میں طلب ہو اور مطلوب کہتے ہیں پیر کو، جس میں اس کی مراد کا خزانہ ہو۔ اکثر و بیشتر پوچھا جاتا ہے کہ پیر کا کیا مقام ہے، پیر کی کیا ضرورت ہے۔ اے عزیز! جیسے ہنڈیا پکانی ہو، اُسے ڈوئی رکھنی پڑتی ہے۔ ویسے ڈوئی بڑی کم قیمت شے ہے اور اگر اتفاق سے کوئی سالن اس کے ساتھ لگا رہ جائے تو وہ بھی چاٹ لیتے ہیں۔ اس کے بعد جب کھانا پک جاتا ہے

Marfat.com

تو اسے کونے میں رکھ دیتے ہیں، اس ڈوئی کا کیا کام ہے؟
اے عزیز! جو چیز آگ پر چڑھی ہے تو یہ آتش کی فطرت ہے کہ وہ ہنڈیا کی ضرورت کے مطابق متوازن نہیں ہوگی۔ بلکہ اسے متوازن کرنے والی چیز رکھنی پڑے گی۔ ڈوئی مزاجِ آتش کا مدرقہ ہے اور یہ ہنڈیا کی عافیت ہے۔ اے عزیز! پیر کی اس کو ضرورت ہے، جس کا قلب آتشِ عشقِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھُن رہا ہے۔ وہ متوازن کرتا ہے کہ حرارت کہیں طالب کے ظرف سے نہ بڑھ جائے۔ کیونکہ سخی جب عطا کرتا ہے تو ظرفِ گدا کو نہیں دیکھتا۔ سخا ایک مد و جزر ہے جو مزاج میں پیدا ہوتا ہے تو لٹاتا ہے۔ دریا جب اپنے پیٹ کی چیزیں اگلتا ہے، تو یہ نہیں دیکھتا کہ کنارے والا تیار ہو کر آیا ہے، یا نہیں۔ اے عزیز! اس میں جوش پیدا ہوتا ہے، وہ اچھال دیتا ہے۔ اب خواہ دامن میں لے کر جائے یا کاسہ میں لے کر جائے۔ تو اے عزیز! یاد رکھنا، اللہ تبارک و تعالیٰ کی جب رحمت جوش میں آتی ہے اور کرم کی ہوائیں چلتی ہیں تو میاں کیا پوچھتے ہو، شرابی بھی نوازے جاتے ہیں۔
کسی صاحب نے سوال کیا کہ کوئی ایسا راستہ بھی

Marfat.com

ہے کہ جسے توبہ کا سلیقہ نہ آتا ہو اور گناہوں سے مغفرت چاہتا ہو، رب کی رضا چاہتا ہو۔ میں نے کہا ہے، ایسا بھی راستہ ہے۔ میاں لامحدود کے راستے بھی لامحدود ہیں۔ ایک بات تو بتاؤ، اگر تمہیں غسل کرنا پڑے گھڑے کے پانی سے، تو ارکان پورے کرنے پڑیں گے۔ وضو بھی کرنا پڑے گا۔ ناک میں بھی پانی ڈالنا پڑے گا۔ دائیں طرف ڈالنا پڑے گا، بائیں طرف ڈالنا پڑے گا، سر پہ ڈالنا پڑے گا، تب جا کر غسلِ طہارت ہوگا۔ لیکن اگر ناک پکڑ کر دریائیں کود جاؤ تو کسی ارکان کی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا ایسا کر کسی مغفور کا دامن تھام لے۔ ارکان معاف ہو جائیں گے۔ مراد حاصل ہو جائے گی۔ جہاں جرم کمال کو پہنچتے ہیں اور اسباب دم توڑتے ہیں، وہاں تعلقات بروئے کار آتے ہیں، اور میاں اللہ جل شانہ کو اپنی مخلوق سے کمال محبّت تھی، اسی واسطے اپنے محبوب کو شفاعت کے اختیار بخش دیئے۔ اب یہاں سفارش اور شفاعت میں فرق سمجھ لینا۔ اصل مضمون تو ابھی دُور ہے لیکن اس کے ابتدائی مراحل جب تک نہ سمجھے جائیں، بات بنتی نہیں۔ بغیر بنیاد کے عمارت کی تعمیر خام ہوتی ہے۔

Marfat.com

سفارش وہ ہے جو اپنے تعلق سے کی جاتی ہے اور شفاعت وہ ہے جو مطلوب چاہتا ہے کہ سفارش کی جائے، جب مطلوب چاہے، حاکم چاہے کہ سفارش کی جائے، کہ کسی کی سفارش کرو، ہم قبول کریں گے۔ اب جب سفارش کی جائے گی تو رَد نہیں کر سکتا، کیونکہ اب تکمیل اپنے قول کی ہے۔ سفارش اپنے تعلق کی بنیاد پر ہے۔ ہو سکتا ہے حاکم قبول کرے، ہو سکتا ہے رَد کرے، کہے میں مجبور ہوں۔ سفارش میں رد کا امکان ہے، شفاعت میں رد کا امکان نہیں۔ تو اللہ جل شانہ، نے اپنے حبیب پاک، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت بخشی ہے، سفارش نہیں بخشی۔ اب جس شفاعت میں رَد کا امکان نہیں، وہ فیصلہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر مجرم اس حاکم کی تعریف کرتا ہے، جس کے سپرد اس کا مقدمہ ہے تو کیا برائی کرتا ہے؟ یہ تقاضا ہے کہ جس کے پاس جس کی حاجت ہوتی ہے وہ بڑا یاد آتا ہے۔

اچھا اب غور کرو، یہ شفاعت کا حق کس کو عطا ہوا، رسول کو؟ نہیں، نہیں، یہ محبوب کو عطا ہوا۔ اب مَیں فرق بتاتا ہوں۔ ایک دفعہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں باہر تشریف لے گئے۔ صحابہ پریشان ہوئے کہ دیر ہو گئی حضور

Marfat.com

تشریف نہیں لائے۔ اسی فکر میں سب باہر نکلے۔ سب سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو پایا۔ عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ بے چین ہیں"۔ فرمایا "اے ابوہریرہ! منادی کردو کہ جس نے کلمہ پڑھا، وہ جنتی ہے"۔ کہا "حضور! لوگ اعتبار نہیں کریں گے"۔ فرمایا کہ "نعلین لے جاؤ"۔ نعلینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگائے ہوئے خوش خوش باہر نکلے کہ اب میں مدینے کی گلیوں میں اعلان کروں گا کہ جس نے کلمہ پڑھا، وہ جنتی ہے۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا۔ "ابوہریرہ! کیا بات ہے؟" کہا "حضورؐ نے ایسا فرمایا ہے"۔ کہا "چلیں واپس"۔ جب واپس پہنچے، تو حضور نے فرمایا۔ "ابوہریرہ، کیا بات ہے؟" عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی عمر مجھے واپس لے آئے ہیں"۔ فرمایا۔ "اے عُمر کیا بات ہے؟" کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ منادی سنیں گے تو لوگ عمل چھوڑ دیں گے"۔ فرمایا "عُمر کی بات سچ ہے، رکھ دو نعلین"۔

اب ذرا اس بات کو سمجھنا۔ پہلے خود ہی قول دے رہے ہیں اور اس کے بعد خود ہی یہ فرما رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہلی بار گئے تو اس وقت

Marfat.com

شانِ محبت کا غلبہ تھا۔ محبت قانون نہیں دیکھتی بلکہ اپنے دوست کے اختیارات پر ناز کرتی ہے۔ بعض دفعہ کپتان پولیس کا بچہ اپنے باپ کے اختیارات کے ناز پر نعرہ لگا دیتا ہے۔ اس وقت وہ بچّہ بچّہ نہیں ہوتا، وہ اپنے آپ کو ہی کپتان پولیس سمجھتا ہے، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت شانِ محبوبیت کا غلبہ تھا۔ شانِ محبوبیّت کس کو کہتے ہیں؟ اے عزیز! قانون کی عظمت پکڑنے میں ہے اور محبت کی عظمت چھوڑنے میں ہے۔ تو اس وقت شانِ محبوبیّت کا غلبہ تھا اور جس وقت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ کے ساتھ لوٹے تو شانِ محبوبیّت کا غلبہ، شانِ رسالت کے غلبے سے بدل چکا تھا۔ محبوبیّت ذات کی امین ہے اور رسالت امر کی امین ہے۔ محبوبیّت ذات کے ناز پہ بولتی ہے، رسالت قانون کی حد کے اندر بولتی ہے، تو جب لوٹے تو شانِ رسالت کا غلبہ تھا، فرمایا امر لازم ہے۔ مخبرِ صادق کی باتیں سب حق ہیں۔ وہ شانِ محبت تھی، یہ شانِ رسالت ہے، وہ زبان محبوب کی تھی، یہ زبان رسول کی تھی، زبان ایک ہی تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ ہمیں دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ کر کے دائمی

Marfat.com

ہلاکتوں سے بچایا۔ اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرنے کے لئے ایک بڑا وقت چاہیئے۔ حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ کاملہ میں سے ایک صفت کے متعلق بیان پورا نہیں ہوسکتا۔ کسی نے سوال کیا، اللہ جل شانہٗ لامحدود ہیں۔ ذاتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم حدود میں ہے۔ لامحدود حدود کے اندر کیسے آیا۔ وہ اگر خدا نہیں اور خدا سے جُدا نہیں تو پھر کیا ہیں۔ میں نے کہا تمہاری نظر کی حد کتنی ہے؟ دیکھنے والی قوت کی حد کتنی ہے؟ اور اس کا مخزن کتنا ہے؟ وہ تمہاری عقل جو مستقبل کو دیکھ رہی ہے، اس کا مظہر کتنا ہے؟ تو جب تیرے اندر ایک ضلّی لامحدود، ضلّی محدود کے اندر سما کر بھی لامحدود رہا، تو تُو مالکِ حقیقی کی ذات کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہے؟ سورج کا نور جب ذات کے اندر تھا تو آفتاب تھا۔ جب مسافر ہوا تو شعاع تھی۔ جب مقام خدمت پر پہنچا تو دھوپ تھی۔ دھوپ کو سورج، سورج بھی نہیں کہنے دیتا، خود سے جُدا بھی نہیں کہنے دیتا۔ سورج اپنے نور کو خود سے جُدا بھی نہیں کہنے دیتا اور اس نور کو سورج بھی نہیں کہنے دیتا۔ بات دراصل یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ہم پر فضل وکرم فرمایا۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کسی جسد کا محتاج نہ تھا۔ نہ یہ رب کی احتیاج ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد ہماری ذاتوں پر احسان ہے۔ جب نور آسمان سے بغیر کسی حدود کے کوندتا ہے تو نفع نہیں پہنچاتا۔ یہ بجلی جو آسمان سے کوندتی ہے تو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور یہ جو تاروں میں مقید ہو کر نور بھرتا ہے، یہ جلاتا نہیں، بڑے بڑے کام کرتا ہے، کہیں چکیاں چل رہی ہیں، کہیں روشنیاں ہو رہی ہیں۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے نور سے جلانا مقصود نہیں تھا، مخلوق کو نوازنا مقصود تھا۔ اس لئے جسدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں قندیلِ نور ہے، لیکن یہ احتیاجِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں۔ ایک پتے کی بات سنو۔ حضور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق کن نہیں ہیں۔ کن صدقہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے وجود میں آیا۔ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا، اے حبیب آپ کو پیدا نہ فرماتا تو کچھ پیدا نہ فرماتا (لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک) اللہ جلّ شانہٗ کے حبیب پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور انسانی خیالوں سے بھی ماورا ہے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ نور تخلیق فرمایا۔ یہ نور نہ جانے کتنے ہزار ہا برس

Marfat.com

صاحبِ حضور تھا اور اب بھی صاحبِ حضور ہے۔ ایک دفعہ جبرائیل امین علیہ السلام سے اللہ جل شانہٗ کے حبیب پاک اور ہمارے آقا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ "آپ کی عمر کتنی ہے؟" کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں اتنا تو نہیں جانتا کہ میری عمر کتنی ہے۔ لیکن ایک ستارۂ نور ہر ستر ہزار برس کے بعد طلوع ہوتا ہے، میں اسے بہتّر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں"۔ حضور نے فرمایا "اے جبرائیل (علیہ السلام) کیا آپ بتا سکتے ہیں وہ ستارۂ نور کیا ہے؟ وہ میں ہی تو ہوں"۔

ایک وہ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبتِ دنیا پہچانا۔ ایک وہ ہیں جنہوں نے محبّتِ آخرت میں پہچانا اور ایک وہ ہیں جنہوں نے محبتِ حق میں پہچانا۔ جنہوں نے محبت دنیا میں پہچانا، انہوں نے اتنا ہی پہچانا کہ دنیا کے معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کتنے کام آسکتے ہیں اور ہمیں دنیا کا نفع کیا کیا پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ جب دنیا میں ناکامیاں آتی ہیں تو کہتے ہیں ایسے مذہب کو سلام، جو دنیا کا حل ہی پیش نہیں کرتا۔ دھوبی کا کام کپڑے سے میل نکالنا ہے، میل بڑھانا نہیں۔ دنیا تو انسان کے ظاہر و باطن کی میل ہے۔ اے عزیز! نسبتِ دین

Marfat.com

میں یہ میل گھٹتی ہے، بڑھتی نہیں۔ جس دھوبی کی دُھلائی سے میل بڑھے، وہ دھوبی نہیں اور جس نسبت میں معصیتِ دُنیا بڑھے، وہ نسبت درست نہیں۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ کے حبیب پاک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک نے جن کو بغیر واسطے کے دھویا، جنہیں صحابہ کہتے ہیں، ان میں یہ میل بالکل نہ چھوڑی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہٗ کا واقعہ ہے کہ نماز پڑھ رہے تھے کہ خیال آیا کہ باغ میں بڑی کھجوریں لگی ہیں، بڑا ثمر آیا ہے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ باغ حاضر ہے، صدقہ کر دیجئے۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے ابوطلحہ! یہ کیا کر رہے ہو؟" عرض کیا کہ "جو میرے لئے رب کی عبدیت میں مانع ہے، اس باغ کو ہٹا دیں راستے سے۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کا لباس نہایت نفیس ہو جاتا ہے، وہ ذرا سا داغ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کھانا چھوڑ دیتا ہے، پہلے داغ صاف کرتا ہے۔ اے عزیز! یہ وہ ہیں جن کا باطن بغیر واسطے کے براہِ راست نظرِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا۔ تو اے عزیز! جنہوں نے

Marfat.com

حضور کو محبّتِ دنیا میں پہچانا، وہ دنیا ہی کی نسبت سے نسبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گھٹاؤ اور بڑھاؤ کرتے رہتے ہیں۔

اور ایک وہ ہیں جنہوں نے محبّتِ آخرت میں پہچانا۔ وہ اس کے متلاشی ہیں کہ جنت کیسے حاصل ہوتی ہے اور دوزخ سے نجات کیسے حاصل ہوتی ہے۔ انہیں قالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوب یاد ہے۔

ایک بات یاد رکھنا، ان کا مقام بھی اپنی جگہ خوب ہے۔ جس میں رنگارنگ پھول ہوں، وہ باغ کہلاتا ہے۔ گلدستہ ایک قسم کے پھولوں سے نہیں بنتا۔ کئی پھول ملتے ہیں، تب بنتا ہے۔ کئی پتیاں ملتی ہیں تو ایک پھول بنتا ہے۔ یہ محبتِ آخرت میں سرکارِ دوعالم سے وابستہ ہیں۔ ان کے ایمان میں خرابی حاشا و کلّا نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہر راہ کی کیفیت الگ ہے۔

اے عزیز! ایک وہ ہیں جنہوں نے محبّتِ حق میں پہچانا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ جل شانہٗ کی محبت میں فنا ہوگئے اور فنا ہوکر ذاتِ حق میں ڈوب کر جمالِ مصطفےٰ کو دیکھا۔ انہوں نے ہی ذاتِ مُصطفےٰ کو پہچاننے کا حق ادا کیا۔ یہ وہ لوگ

Marfat.com

ہیں جو عرفانِ رسول کے حامل ہیں اور اے عزیز! جن کے پاس معرفتِ رسول ہے اور اس عالم میں بھی صاحبِ حضور ہیں، ان پر کرم میری سرکار کا ہے۔

تو اے عزیز! ہر راہ کی کیفیات جُدا جُدا ہیں۔ ایک سوال ہوا کہ یہ آج کل کے صوفیاء حضرات بڑی کیفیات میں رہتے ہیں، لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں تو یہ نہیں تھیں۔ میں نے کہا، ایک بات تو بتاؤ تمہارا دوست جو تمہاری طرف آرہا ہے، تھکن اسے ہوتی ہے یا تمہیں؟ کپڑوں پر گرد کس کے ہوتی ہے؟ راہ کے خطرات کسے درپیش ہوتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو منزل ہیں۔ منزل میں تھکن نہیں ہوتی، گرد و غبار نہیں ہوتا، راہ کے خطرات نہیں ہوتے۔ اس میں تو سکون و قرار ہوتا ہے۔ منزل کو اپنے مسافر کا انتظار ہوتی ہے۔ اس میں کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ انتظار ایک تلخ چیز ہے۔ اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ دوست تمہاری طرف آرہا ہے، تو اس کے آنے تک طبیعت بے چین رہے گی۔ رات میں انتظار میں تھا۔ میرے بھائی اعزاز حسین تشریف لانے والے تھے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ میں انہیں بتانا بھول گیا کہ میاں

Marfat.com

ہمارے ساتھ ایک وضع چلی آئی ہے کہ جس دن ہم ختم شریف کرتے ہیں، تو ظاہری بارانِ رحمت کا نزول فرما کر ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہاری مجلس کو فیضان سے محروم نہیں کریں گے۔ چنانچہ رات خوب بارش ہوئی اور صبح میرے رب نے فضل فرمایا اور مہمانوں کا اہتمام حسن انتظام سے سرانجام پایا۔

تو اے عزیز! سرکارِ دو عالم کی ذات پاک مطلوب ہے، مسافر ہم ہیں۔ راہ کی کیفیت ہم پر ہے اور انتظار کی شدت ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ رات بھائی اعزاز حسین کے جہاز نے آنا تھا۔ یہ نہ آئے تو طبیعت میں ایک بے چینی رہی۔ اب یہ صبح لاہور سے ٹیکسی کر کے پہنچے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے بھائی۔ رات میں باتیں بھی کر رہا تھا لیکن جب ان کی طرف دھیان جاتا تو یقین جانیے، صورت کے اندر ایک بے کیفی محسوس کرتا تھا۔ یہ قاعدے کی بات ہے۔ گھر میں سارے بچے ہوں لیکن ایک بچہ باہر ہو تو ماں باپ کا دھیان اسی بچے کی طرف ہوتا ہے۔ سامنے والوں پر نہیں ہوتا۔ بار بار کہتے ہیں پتہ نہیں، اس بچے نے کھانا بھی کھایا ہے یا نہیں، حالانکہ آج تک تو یاد نہ آیا تھا۔

Marfat.com

تو یہ قاعدہ کلیہ ہے۔

اے عزیز! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو انتظار ہے اپنے مسافر کا۔ کیفیات تو مسافر کی ذات پر ہوتی ہیں نہ کہ مطلوب کی ذات پر۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا عمل ویسا ہی ہے جیسا کہ حضور کا تھا؟ کیا ایک نالے کا مقابلہ ایک سمندر کے ساتھ کرنا درست ہو گا؟ تم تو ہمیشہ یہ کہا کرو کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ جتنی توفیق ہوتی ہے جدّ و جہد کرتے ہیں، لیکن کبھی یہ نہ کہہ بیٹھنا کہ ہمارا بھی عمل وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا۔ خواہ کتنے ہی جنم لے لو ویسا عمل نہ کر سکو گے۔ صحابہ کرام بھی نہ کر سکے۔ ایک صاحب نے سوال کیا ہم بھی ویسے ہی نماز پڑھتے ہیں، جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ میں نے کہا اس عمل کے پیچھے جو نیّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، وہ کہاں سے لاؤ گے؟ اللہ جل شانہٗ کی توفیق سے، ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پابندی کرتے ہیں لیکن اس پابندی کا حق بھی ہم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ کریم کی ذات پر بھروسہ ہے کہ وہ کھروں کے ساتھ کھوٹے قبول فرما لے گا۔

Marfat.com

اے عزیز! جنہوں نے محبتِ حق میں پہچانا، انہیں عشق بخش دیا اور جنہوں نے محبتِ آخرت میں پہچانا انہیں حکمت بخش دی، علوم بخش دیئے، اور جنہوں نے محبتِ دنیا میں پہچانا، ان کو مہلت دے دی۔ اب فیضِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بھی تواتر سے ہم تک پہنچا۔ قال زبان کے ذریعے اور عشق نظر کے ذریعے پہنچا ہے۔ جو نظر میں تواتر ہوا اسے سلسلہ کہتے ہیں اور جن کی نظر سے یہ فیضان میسر آیا اُسے شیخ طریقت کہتے ہیں۔

اے عزیز! اہلِ علم جنت کے مسائل خوب جانتے ہیں اور اہلِ عشق منانا خوب جانتے ہیں، راضی کرنا خوب جانتے ہیں۔ ان کے پاس بیان ہے، ان کے پاس مقام تک پہنچانا ہے۔

اے عزیز! بیان ایک ترغیب ہے۔ نظر ایک مراد ہے۔ جب تک مطلوب کی ذات میں تھی تو یہ نظر تھی۔ جب طالب کے سینے میں آئی تو یہ آتشِ محبت تھی اور جوں جوں یہ ارتقائی منازل طے کرتی گئی تو پھر وہ مقام بھی آتے ہیں کہ یہ فنا بھی ہے اور بقا بھی ہے۔ تڑپا وہ کرتا ہے جس کے ہاتھ میں انگارہ ہوتا ہے، اور ہنسا وہ کرتا ہے جس کے ہاتھ میں پھول ہوتا ہے۔ تو اے عزیز! اہل عشق کا تڑپنا بھی خوب ہے۔ تو یہ قاعدہ چلا

Marfat.com

آیا ہے کہ جس کے ذریعے کوئی نعمت تقسیم کی جائے، سب سے پہلے اس کا شکر لازم ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنی نعمتیں اپنے حبیب پاک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تقسیم فرمائیں، نظروں سے تقسیم فرمائیں، اس لئے سب سے پہلے شکرِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس کے بعد شکرِ باری تعالٰی ہے اور اے عزیز! جو تم تک پہنچا تو وہ شکرِ شیخ ہے۔ نسبت اور طریقت کا معاملہ ہے۔ اے عزیز! وہ بھی مقامات ہیں جہاں دو ارادوں میں اختلاف ہوتا ہے، لیکن قلبوں میں یک جہتی ہوتی ہے۔ بسا اوقات امرِ رب کے تحت سکوت ہوتا ہے، بسا اوقات حکمِ گویائی ہے سکوت نہیں۔

اے عزیز! طالب و مطلوب کا قصّہ یہ ہے کہ جو پہلی نظر پڑتی ہے تو گھائل ہو جاتا ہے۔ زخمی پرندہ تڑپ تو سکتا ہے، مضطرب نہیں ہوتا۔ یہاں ایک چھوٹی سی بات کہہ دوں، اہلِ علم حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض اوقات صیاد باندھتے ہیں۔ صیاد اس کو کہتے ہیں جو نیّت کرتا ہے شکار کرنے کی۔ اس نیّت کے اندر صیاد کا اپنا طمع مقصود ہوتا ہے یا شوق کی تسکین ہوتی ہے، یا

Marfat.com

حاجت براری ہوتی ہے ۔ پھر وہ کسی کو شکار کرے، تو اُسے صیاد کہتے ہیں۔ لیکن اگر پروانہ لَو پر جان دے دے تو کیا وہ لو صیاد ہے ؟

جمالِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم شکار نہیں کرتا، اس پر نثار ہوا جاتا ہے اور یہی وہ جمال ہے۔ جو نثار ہونے والے کو ادنٰی کے بدلے اعلیٰ حیات عطا فرماتا ہے اور فنا کے بدلے بقا عطا فرماتا ہے، بقائے دوام عطا فرماتا ہے اور پھر اس پر سے حجابات اٹھا دیتا ہے۔

اے عزیز! جنہوں نے محبّتِ حق میں پہچانا ان کی دُنیا الگ تھلگ ہے۔ یہ اہلِ سلوک ہیں، یہ اہلِ طریقت ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ اہلِ طریقت میں معصیت نہیں، وہ بھول میں ہیں۔ معصوم ذات تو انبیاء کی ہے۔ معصوم کیوں کہا جاتا ہے ؟ اس عالمِ دنیا میں بھی دیکھ لو، پانی میں پاک کرنے کا بھی مادہ ہے اور ناپاک ہونے کا بھی مادہ ہے۔ لیکن آگ میں ناپاک ہونے کا مادہ نہیں۔ اگر ناپاک چیز اس میں پھینک دی جائے تو اسے پاک کر دے گی، خود ناپاک نہیں ہو گی۔ نبی

Marfat.com

کی ذات کا ظاہر اور باطن ہر وقت عشقِ حق میں رہتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جس سے دوزخ بھی پناہ مانگتا ہے۔ اگر انبیاء سے حدِ بشریت کی وجہ سے کوئی لغزش بھی ہو جاتی ہے، وہ لغزش بھی خیر بن جاتی ہے۔ اے عزیز! یہ لغزشِ آدم علیہ السلام کا صدقہ ہے کہ آج جمالِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، عرفانِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کے دل چراغ ہوئے اور روحیں مسرت والست ہوئیں۔

مَیں پڑھا لکھا انسان نہیں ہوں۔ اہلِ علم میں سے نہیں ہوں۔ یہ تو اے عزیز! توجہ شیخ ہے اور نظرِ شیخ کا صدقہ ہے۔ اہلِ علم تو اپنے ذہن میں سوالوں کو رکھ کر بیٹھتے ہیں، لیکن فقیر محض دُعائے شیخ کا وسیلہ لے کر توجۂ شیخ میں بیٹھتا ہے اور اپنے ربّ کے فضل کا منتظر ہوتا ہے، کہ تیری مخلوق آ گئی ہے، اب تُو کیا چاہتا ہے؟ وہ دل میں ڈالتا ہے، زبانِ فقیر دہراتی ہے۔ یہ موضوع اتنا لمبا ہے کہ کئی جنم لے کر بھی آئے تو پورا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے پندرہ دن تک حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بند کر دی، لیکن اس وقت بھی اقرارِ رسُول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کرنا پڑتا تھا۔ کبھی عاشق کو مزا آتا ہے کہ محبوب منائے، کبھی محبوب کو مزا آتا ہے کہ عاشق منائے ۔ وہ خود نہ بھی چاہیں تو قضا و قدر وہ اسباب پیدا کرتے ہیں کیونکہ یہ عشق و محبّت کی کھاد ہے اور عشق و محبت کی آبیاری کرنے والی، اسے لگانے اور پروان چڑھانے والی رب کی ذات ہے۔ یہ تمہارے فخر کی چیز نہیں۔ یہ ورودِ وہبی ہے۔ وہب اُسے کہتے ہیں جس کا نہ تمہیں گمان ہو، نہ خیال ہو، نہ حد کے اندر ہو اور جب تمہاری ذات میں نزول ہو، تو تم متحیّر ہو جاؤ، کہ یہ کیسے ہوگیا؟ تم سمجھ نہ سکو۔ اُسے کہتے ہیں وہب۔ محبّت و عشق کی ارتقاء کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے اس کے اسباب وہ خود پیدا فرماتے ہیں۔

اب اسے بھی سمجھ لو کہ شانِ محبوبیّت کسے کہتے ہیں؟ اللہ جل شانہٗ نے سیّدنا نبیّنا موسٰی علیہ السلام سے فرمایا، کہ "اے موسٰی! اگر فرعون (اس وقت بھی) ہمیں پکارتا تو ہم اُسے بچا لیتے، لیکن اے موسٰی آپ نے رحم نہ کیا"۔ لیکن جب محبوب کی باری آئی تو فرمایا۔ "اگر گناہگار آپ کے پاس آجائیں، شرمسار ہو جائیں اور آپ سفارش کر دیں، تو ہم

Marfat.com

کو غفور الرحیم پائیں گے۔" وہ بھی کلیم اللہ ہیں۔ ان سے کہا۔ اگر فرعون آپ کو چھوڑ کر بھی ہمیں پکارتا تو ہم مدد کو پہنچ جاتے اور ادھر کہتے ہیں نہیں جب تک آپ ساتھ نہیں ہوں گے، ہم نہیں سنیں گے۔ بات یہ ہے کہ عاشق (محبّ) اور محبوب بظاہر دو ذاتیں ہیں، لیکن پردے کے پیچھے... اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کیا بھید ہے، کیا راز ہے۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب پر عرفانِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کھول دے تاکہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جان اور پہچان سکیں۔ جو جانتا اور پہچانتا نہیں، وہ ادب نہیں کر سکتا۔ ادب نام ہے دو ذاتوں کے درمیان حدِّ فاصل کو قائم کرنا۔ ایک اندھا ہے، وہ یہ دیکھ ہی نہیں رہا کہ سامنے کون آرہا ہے۔ وہ کیا ادب کرے گا۔ لیکن اگر آنکھ میں نور ہے، تو دیکھ لے گا کہ سامنے شاہ آرہا ہے اور ایک طرف ہٹ جائے گا۔ یہ حدِّ ادب ہے۔ اے عزیز! جب اللہ کریم تمہارے قلبوں کو زندگی بخشیں گے اور وہ نور بخشیں گے تو تم مقامِ رسول پہچانو گے۔ خود ہی حدِّ ادب قائم کرلو گے۔ میرا ایمان ہے کہ حیا ترغیب دینے سے پیدا نہیں ہوتی۔ جب اللہ حُسن دیتا ہے، حیا اس کی

Marfat.com

فطرت ہے۔ جب حسن ہی نہیں، حیا کہاں سے آئے گی۔
اے عزیز! حُسن خدوخال کا نام نہیں۔ حسُن وہ ہے جو تمہارے قلب اور رُوح کا ہے۔

اللہ کریم کا ہم شکر ادا ہی نہیں کر سکتے۔ یہ اس کا فضل ہے کہ اس ماہِ مبارک میں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر پیش کر رہے ہیں۔ کسی نے کہا آپ اتنا خرچ کیوں کرتے ہیں۔ میں ہنس پڑا اور کہا کہ تم بچّوں کی شادی پر دعوتیں کرتے ہو تو مہمانوں کو کیا کھلاتے ہو؟ میں بھی اپنے بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ فلاں دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۂ تشکرّ پیش کروں گا، اگر تم بھی پیش کرنا چاہو، تو شریکِ حال ہو جاؤ۔ اور یہ جتنے بھی ہیں، مَیں ان کو مہمانِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہوں۔ جو جس کی محفل میں آتا ہے، مہمان اسی کا ہوتا ہے۔ اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ خادم کا کام ہے پلیٹ یہاں سے اٹھا لینا، وہاں بڑھا دینا۔ اب مہمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ مَیں انہیں دال کھلایا کروں؟ طریقت کا ایک اصول ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دُنیا سے بڑھ

Marfat.com

کر محبّت نہیں کر سکتا، تو کم از کم اتنی تو کر۔ جتنی تجھے دُنیا سے ہے تاکہ تُو مجرم نہ گردانا جائے۔ محبّت میں توازن پیدا کر۔ ویسے حرص بُری چیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی محبّت میں یہ بھی حسین ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حریصٌ علیکم (سورہ توبہ) کہا ہے۔ اس لئے اگر توازن بگاڑنا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کی طرف جھکاؤ زیادہ چاہیے۔ تم مجھے یہ سکھا رہے ہو ؟ میں تو یہ دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے، مَیں ساری پنڈی کو کھلاؤں اور پلاؤں اور مہمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کروں۔

دنیا والے اپنے بینک بیلنس جس طرح مرضی ہو تقسیم کرتے ہیں۔ کیا آخرت والوں کو حق حاصل نہیں کہ وہ اپنا ثواب تقسیم کریں ؟ اہلِ دنیا کی اولاد اپنے باپ کو ثواب پہنچا سکتی ہے، ہم اپنے خواجگان کو کیا نہیں پہنچا سکتے ؟ یہ قاعدے کی بات ہے، جن اولادوں میں سعادت مندی ہوتی ہے، جہاں باپ کو پہچانتے ہیں، وہاں باپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں، ہمارا دادا کون تھا ؟ اس کے بعد پوچھتے ہیں ہمارا پر دادا کون تھا ؟ وہ اپنے سارے نسب کا پوچھتے ہیں۔

Marfat.com

وہ کہتے ہیں ہمارا باپ جن کی وجہ سے میں وجود میں آیا، اس کو بھی تو پہچانیں۔ پھر کہتے ہیں دادا جن کی وجہ سے وجود میں آیا، اس کو بھی تو پہچانیں۔

اے عزیز! ہمارا بھی طریقت میں قانون ہے کہ ہم شیخِ طریقت سے پوچھتے ہیں کہ طریقت میں ہمارا دادا کون تھا۔ پردادا کون تھا؟ حتیٰ کہ خواجگان کے ذریعے ایک وہ مقام آجاتا ہے جہاں پوچھتے ہیں، پھر آواز آتی ہے کہ یہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ہے۔

ایک بات یاد رکھنا کہ ختم شریف میں کسی صورت سے شرکت کے لئے کوئی جبر نہیں، نہ کسی سے سوال ہے۔ لیکن اہلِ محبّت کے لئے کوئی منع بھی نہیں۔ اگر لنگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈالتا ہے، بڑے شوق سے ڈالے۔ اگر نہیں ڈالتا تو کوئی جبر نہیں، کوئی طعنہ نہیں، کوئی حقارت نہیں۔ خواہ قرآن خوانی میں شریک ہوجائے۔ خواہ نوافل میں شریک ہوجائے۔ یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی شخص میرا نام لے کر کوئی جبر کرے، تو آپ محتاط ہوجائیں۔ محبّت کے سودے میں نہ جبر ہوتا ہے نہ سوال۔ محبّت کسی کی رہبری قبول ہی نہیں کرتی۔ اسی واسطے تو کسی

Marfat.com

نبی کا کوئی استاد نہیں تھا۔ محبت شرک گوارا ہی نہیں کرتی۔ اپنے بچوں اور گھروں کے حقوق کا خیال رکھو۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے تو بے شک شامل ہو جاؤ۔

واقعات اپنی جگہ خوب ہیں لیکن اہلِ بیان کو پھر اس پر قدرت نہیں رہتی کہ رب تبارک و تعالیٰ ان سے کہاں تک بیان کراتا ہے۔ میرا اپنا مضمون ابھی تک تشنہ ہے۔ میں ۲۲ برس سے بول رہا ہوں اور ۲۲ گھنٹے یومیہ بول رہا ہوں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی دن بیٹھ کر سوچتا ہوں کہ اب کیا بیان کروں گا۔ سامنے والے سوچتے ہیں اب اس مضمون پر اور کیا بیان کرے گا اور جب اس نے کرم کی نظر کی تو اس سے زیادہ باریکیاں رات رات بھر بیان کیں۔

Marfat.com

راز و نیاز
آپ کا مقام

ارشادات

خواجہ خواجگان قطب الاقطاب

الحاج حضرت خواجہ

شاہ محمد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی)

رحمۃ اللہ علیہ

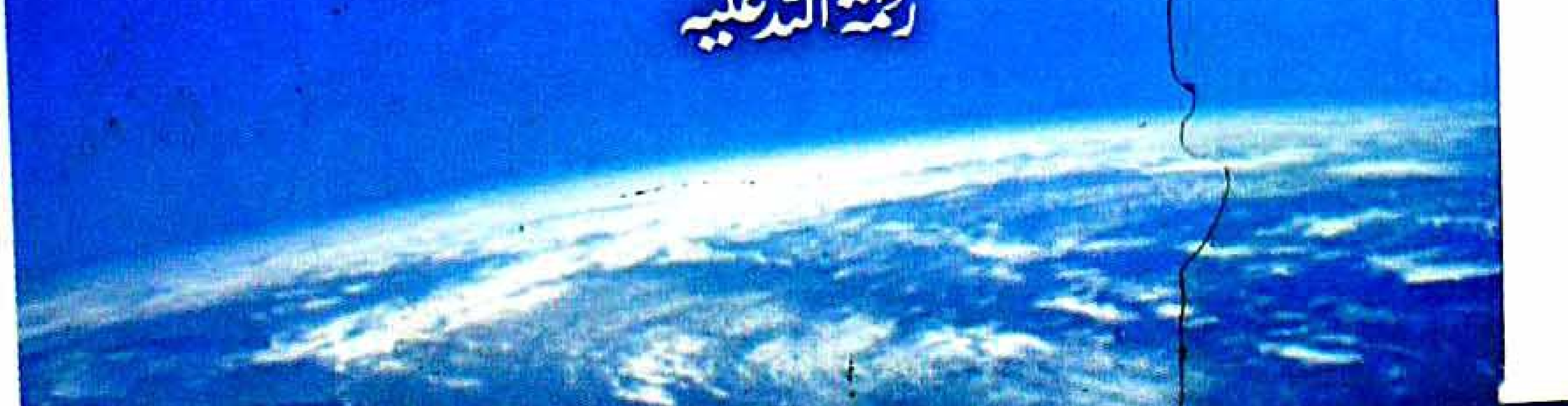

Marfat.com